پاکستانی مسیحی برادری کا خاندانی نظام اور اس پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

(مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

اسماعیل شاہد

ایم فل علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر:49-MPhil/1S/S23

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

اگست 2025ء

پاکستانی مسیحی برادری کا خاندانی نظام اور اس پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

(مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

نام: اسماعیل شاہد

ایم فل علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر:49-MPhil/1S/S23

نگران مقالہ

ڈاکٹر نور حیات خان

اسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت نمل اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

سیشن 2023-2025

©اسماعیل شاہد

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

Thesis and Defense Approval Form

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں:

مقالہ بعنوان:

پاکستانی مسیحی برادری کا خاندانی نظام اور اس پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of the family system of the Pakistani Christian community and the impact of the Muslim family system on it.

نام ڈگری: ایم فل علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: **اسماعیل شاہد**

رجسٹریشن نمبر: 49-MPhil/1S/S23

ڈاکٹر نور حیات خان

(نگران مقالہ) دستخط نگران مقالہ

ڈاکٹر ریاض احمد سعید

(صدر شعبہ اسلامی فکر وثقافت) دستخط صدر شعبہ اسلامی فکر وثقافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شاد

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

تاریخ: ____________

خلف نامہ فارم

(Candidate Declaration Form)

میں اسماعیل شاہد رول نمبر MP-1S-S23-347 طالب علم، ایم فل، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد، حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ!

مقالہ بعنوان:

پاکستانی مسیحی برادری کا خاندانی نظام اور اس پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of the family system of the Pakistani Christian community and the impact of the Muslim family system on it.

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی تکمیل کے لئے پیش کیا گیا ہے اور ڈاکٹر نور حیات خان کی زیر نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، یہ راقم ایم فل کا اصل کام ہے اور یہ کہ مذکورہ کام نہ کہیں اور جمع کروایا ہے اور نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: اسماعیل شاہد

دستخط مقالہ نگار: ________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

An analytical study of the family system of the Pakistani Christian community and the impact of the Muslim family system on it.

Abstract:

Pakistan is a multicultural and multi religious country in the world. The people from diverse faiths are living in Pakistan. The present research investigates the Christian family system in Pakistan, examining it through the prism of biblical teachings as well as effects of Muslim family systems' culture. Through the random sampling technique of qualitative research methods, the research explores different dynamics of Christian's family systems through Focused Interviews, observations, and textual analysis limiting it in socio cultural context of Pakistan. By exploring biblical principles with lived experiences of Pakistan societal effects, the research illuminates how Christian families in Pakistan negotiate their religious beliefs, traditions, and values amidst the broader societal landscape. By critically engaging with the intersections of faith, and socio-cultural realities, this research contributes to a nuanced understanding of the Christian family system in Pakistan and offers insights for promoting, interfaith harmony, mutual respect, resilience, social cohesion, and well-being within these communities.

Keyword: family system, Society, Pakistani Christian community, Muslim family system, interfaith harmony, inter religious tradition

ملخص

پاکستان ایک کثیر الثقافتی اور کثیر المذاہب ملک ہے، جہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد رہائش پذیر ہیں۔ موجودہ تحقیق پاکستان میں مسیحی خاندانی نظام کا جائزہ لیتی ہے، جسے بائبلی تعلیمات اور مسلم خاندانی نظام کے ثقافتی اثرات کے تناظر میں پرکھا گیا ہے۔ یہ تحقیق معیاری تحقیقی طریقہ کار کے تحت بے ترتیب نمونے کے ذریعے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرتی ہے، جس میں فوکسڈ گروپ اسٹڈیز، مشاہدات اور متنی تجزیہ شامل ہیں، اور اس کا دائرہ کار پاکستان کے سماجی و ثقافتی سیاق و سباق تک محدود ہے۔ بائبلی اصولوں اور پاکستانی معاشرتی اثرات کے ساتھ مسیحی خاندانوں کے روزمرہ کے تجربات کو مد نظر رکھتے ہوئے، یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ پاکستان میں مسیحی خاندان اپنے مذہبی عقائد، روایات اور اقدار کو وسیع تر معاشرتی پس منظر میں کس طرح متوازن رکھتے ہیں۔ یہ تحقیق عقیدے اور سماجی و ثقافتی حقائق کے درمیان تعلق کو تنقیدی انداز میں پرکھ کر مسیحی خاندانی نظام کی بہتر تفہیم فراہم کرتی ہے، اور بین المذاہب ہم آہنگی، باہمی احترام، استقامت، سماجی یکجہتی اور ان کمیونٹیز کی فلاح و بہبود کے لیے قیمتی نکات پیش کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: خاندانی نظام، معاشرہ، پاکستانی مسیحی برادری، مسلم خاندانی نظام، بین المذاہب روایات

فہرست عنوانات

1	منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ	Iv
2	حلف نامہ	V
3	Abstract	Vi
4	ملخص	Vii
5	فہرست عنوانات	Viii
6	اظہار تشکر	X
7	انتساب	Xi
8	**باب اول: موضوع تحقیق سے متعلق بنیادی مباحث**	1
9	موضوع تحقیق کا تعارف اور ضرورت واہمیت	2
10	جواز تحقیق و موضوع تحقیق پر سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ	3-9
11	مقاصد تحقیق، سوالات، تحدید موضوع	10
12	منہج تحقیق	11
13	**باب دوم: بائبل کی روشنی میں خاندانی نظام اور اس کے بنیادی اصول**	12
14	فصل اول: بائبل کے رو سے خاندانی نظام، اہمیت اور ضرورت	13
15	فصل دوم: خاندانی نظام سے متعلق بائبل کے بیان کردہ اصول و تعلیمات	35
16	**باب سوم: پاکستانی مسیحی فرقے اور ان کا خاندانی نظام**	44
17	فصل اول: پاکستانی مسیحی برادری کے مختلف فرقے	45
18	فصل دوم: مختلف فرقوں کی رو سے مسیحی خاندانی نظام	66
19	**باب چہارم: پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیہ**	79
20	فصل اول: مسلم عائلی نظام کے بنیادی خدوخال	80
21	فصل دوم: پاکستان میں مسلم عائلی نظام کے مسیحی برادری پر مرتب ہونے والے اثرات	98
22	نتائج بحث	117
23	سفارشات	119
24	فہارس	120

121	فہرست آیات	25
122	فہرست احادیث	26
123	فہرست اعلام	27
124	مصادر و مراجع	28

اظہار تشکر

بسم الله الرحمن الرحیم

سب سے پہلے، میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور علم کی نعمت عطا کی۔ اس کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں۔ ولہ الحمد ولہ الشکر۔

میں اپنے والدین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی دعائیں اور قربانیاں میرے لیے کامیابی کا سبب بنیں۔ اور میرے والدین کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

میرے اساتذہ کرام، خصوصاً ڈاکٹر ریاض سعید صاحب، ڈاکٹر عمر فاروق صاحب، ڈاکٹر میمونہ صاحبہ، ڈاکٹر صبا صاحبہ اور میرے نگران مقالہ ڈاکٹر نور حیات خان صاحب کا بطور خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے میری علمی رہنمائی فرمائی۔

آخر میں، اپنے دوست مولانا مفتی وسیع اللہ رحمت زئی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے مقالہ لکھنے اور ترتیب و تدوین میں میری بہت مدد کی۔ نیز میں اپنے ساتھیوں اور تمام معاونین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس سفر میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

انتساب(DEDICATION)

میں اپنی اس کاوش کا انتساب رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات بابرکات کے نام کرتا ہوں کہ جن کی اتباع و پیروی میں دارین کی سعادت مندی کا راز مضمر ہے اور اپنے والدین اور بھائیوں کے نام کرتا ہوں جن کی انتھک محنتوں اور دعاؤں کی بدولت اس منزل سے آشنا ہوا ہوں۔

باب اول

موضوع تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث

فصل اول: موضوع تحقیق کا تعارف اور ضرورت واہمیت

فصل دوم: دراسات سابقہ

فصل سوم: جواز، سوالات اور منہج واسلوب تحقیق

موضوع تحقیق کا تعارف: (Introduction to the Topic)

معاشرے کی بنیادی اکائیوں میں خاندان ایک اہم ترین اکائی ہے، جو انسانی معاشرے کی ترویج کا سب سے پہلا ادارہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کو دنیا میں بھیج کر خاندانی نظام کی بنیاد رکھی۔ اس طرح تمام انسانوں کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ آدم و حوا سے جو نسل انسانی آگے بڑھی، اس سے معاشرے وجود میں آتے گئے اور مختلف قبائل اور اقوام بنتے گئے۔ وہی خاندان اور معاشرے باقی رہے ہیں جن میں عائلی نظام مضبوط اور مستحکم رہا ہو۔ لہٰذا خاندانی نظام معاشرے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

دین اسلام نے تمام سابقہ شرائع میں عائلی نظام کی تشکیل اور بقائے دوام کو اہمیت دی اور اس کے اصول و جزئیات تک کو بیان کیا۔ خاندان کی تشکیل کے بعد اس کی بقا کے لیے نہ صرف قرآن و حدیث نے خاندانی نظام کا ایک متوازن سلسلہ بیان کیا بلکہ توریت و انجیل میں بھی خاندانی نظام پر بحث کی گئی۔ خاندانی نظام کے بنیادی اصول تمام شرائع میں مشترک ہیں، البتہ کچھ جزئیات ایسی ہیں جو ہر شریعت میں دیگر سے مختلف ہیں۔

جیسے جیسے انسانی معاشرہ ترقی کرتا گیا، مختلف شرائع سے تعلق رکھنے والے افراد باہم مل جل کر رہنے لگے اور آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے خاندانی نظام کے اثرات قبول کرتے گئے۔ ان معاشروں میں سے ایک پاکستانی معاشرہ بھی ہے، جس کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے، البتہ کچھ اقلیات بھی پاکستانی معاشرے کا حصہ ہیں، جن میں مسیحی، سکھ، ہندو اور دیگر شامل ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں چونکہ اسلامی تہذیب اور اسلامی قوانین کو بالادستی حاصل ہے، اس لیے یہاں رہنے والی دیگر برادریاں بھی کسی نہ کسی طرح اسلامی معاشرت اور مسلم عائلی قوانین کے اثرات قبول کرتی ہیں۔

پاکستانی مسیحی برادری کا خاندانی نظام بھی مسلم عائلی اثرات سے متاثر ہوتا رہا ہے۔ اس برادری کے افراد شادی بیاہ، طلاق، وراثت اور دیگر عائلی امور میں اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرنے کے باوجود کئی مواقع پر مسلم معاشرتی و قانونی اثرات کو قبول کرتے ہیں۔ کئی دفعہ مشترکہ معاشرتی میل جول، عدالتی نظام اور سماجی ضروریات کے باعث ان کے عائلی معاملات پر مسلم قوانین اور روایات اثر انداز ہوتے ہیں۔

مختلف شرائع میں خاندانی نظام کی جزئیات اور مختلف شرائع کو ماننے والے افراد جو ایک معاشرے کا حصہ ہوں، ان کا اپنے اپنے خاندانی نظام میں ایک دوسرے کی شریعت کے اثر کو قبول کرنے کے مسئلے کو مد نظر رکھتے ہوئے ایم فل علومِ اسلامیہ میں تحقیق کے لیے "پاکستانی مسیحی برادری کا خاندانی نظام اور اس پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ " کے عنوان کو منتخب کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ پاکستانی مسیحی خاندانوں کے عائلی نظام پر مسلم معاشرتی اثرات کس حد تک نمایاں ہیں اور ان کے نتائج کیا نکل سکتے ہیں۔

ضرورت واہمیت: (Significance of the Study)

کسی بھی معاشرے کا عروج وزوال اس معاشرے کے خاندانوں کے استحکام اور عدم استحکام سے وابستہ ہے، کیونکہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی یا ستون ہے۔ اگر معاشرے کا یہ بنیادی ستون گر جائے تو پورے سماجی ڈھانچے کا توازن بگڑ جاتا ہے، اور یوں معاشرتی بگاڑ جنم لیتا ہے۔ آج کے دور میں اخلاقی، سماجی اور ثقافتی انتشار کا بنیادی سبب عائلی نظام کا کمزور ہونا اور اس کی بنیادوں کا متزلزل ہونا ہے۔ مضبوط خاندانی نظام نہ صرف افراد کو جذباتی و سماجی تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ ایک متوازن اور ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ابتداء اسلام سے لیکر اب تک ہر دور میں غیر مسلم، مسلم معاشرے کا حصہ رہے ہیں، اور غیر مسلم سوسائٹی پر باقاعدہ اسکے اثرات بھی مرتب ہوتے رہے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کے خاندانی، تعلیمی اور معاشی نظام کے اثرات نمایاں ہیں۔ چنانچہ ان مسلم معاشروں میں سے ایک پاکستانی معاشرہ بھی ہے، جہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد آپس میں مل جل کر رہتے ہیں، اور ان پر پاکستانی مسلم معاشرتی، قانونی اور عائلی اثرات بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

پاکستان میں رہنے والی مسیحی برادری کا خاندانی نظام بھی مسلم عائلی روایات اور قوانین سے متاثر ہوتا رہا ہے۔ مشترکہ سماجی زندگی، عدالتی نظام، شادی بیاہ، وراثت اور روزمرہ کے معاملات میں وہ مسلم اکثریتی معاشرے کے اصولوں کے تحت کئی تبدیلیاں قبول کرتے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی مسیحیوں کی خاندانی زندگی پر پاکستانی مسلمانوں کے خاندانی نظام کے اثرات کا تجزیہ کیا جائے، تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ کون سے عوامل ہیں جو اس اثر و نفوذ کا سبب بنتے ہیں اور یہ اثرات کس حد تک مسیحی عائلی اصولوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

اس تحقیق میں بائبل میں مذکور مسیحی خاندانی نظام اور اس کے اصولوں کو بھی مدنظر رکھا جائے گا، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلامی اور مسیحی خاندانی ڈھانچوں میں کیا فرق پایا جاتا ہے اور کس طرح پاکستانی معاشرتی عوامل مسیحی برادری کی عائلی زندگی میں تبدیلیوں کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ مطالعہ نہ صرف عائلی نظام کے باہمی اثرات کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا بلکہ بین المذاہب سماجی و قانونی مطابقت کے مختلف پہلوؤں کو بھی اجاگر کرے گا۔

دراسات تحقیق (Literature Review)

الف: مقالات

1. **اسلام اور مغرب میں خاندانی نظام کا تقابلی جائزہ، بشریٰ جبین، سمیہ رفیق، 2020ء**

مقالے میں لفظ خاندان کا مفہوم اور اسلام میں اس کی اہمیت وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔ اسلام میں خاندان کے عناصر ترکیبی جس میں عورت کی حیثیت، نکاح و طلاق، تربیت اولاد، نگہداشت خاندان،

خاندانی ہم آہنگی، گھر کے اندر پختہ تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مغرب میں خاندانی نظام کیا ہے اور مغرب کے عائلی نظام کی تباہی کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوئے اس کا تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے اسلام اور مغربی خاندانی نظام کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

2. **الہامی مذاہب میں خاندانی نظام کا تصور عصری تناظر میں تقابلی مطالعہ، محمد بابر علی، نمل یونیورسٹی اسلام آباد 2024ء**

یہ مقالہ الہامی مذاہب میں خاندانی نظام کے تصور کا عصری تناظر میں تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں اسلام، عیسائیت، اور یہودیت کے خاندانی نظام کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ خاندان کو معاشرتی استحکام کا بنیادی عنصر قرار دیتے ہوئے، مختلف مذاہب میں اس کی تعریف، اس کی اہمیت، اور اس سے متعلقہ اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اسلام میں خاندانی نظام کو معاشرتی فلاح کی بنیاد سمجھا گیا ہے، جہاں والدین کی اطاعت، وراثت کے اصول، اور باہمی حقوق و فرائض پر زور دیا گیا ہے۔ عیسائیت میں خاندان کو ایک مقدس ادارہ تسلیم کیا گیا ہے، جس میں محبت، ایثار اور فرمانبرداری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہودیت میں بھی خاندان کو ایک مضبوط سماجی اکائی کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جہاں خاندانی وراثت، مذہبی روایات، اور اجتماعی ذمہ داریوں کو اہمیت حاصل ہے۔

تمام مذاہب میں کچھ مشترکہ اصول پائے جاتے ہیں، جیسے والدین اور بزرگوں کا احترام، شادی کو ایک اہم سماجی معاہدہ سمجھنا، وراثت کے اصول، اور خاندانی رشتوں میں استحکام پیدا کرنے کیلئے مصالحت اور درگزر کی تعلیم۔

مقالے کے نتائج میں واضح کیا گیا ہے کہ اسلامی خاندانی نظام اپنے مضبوط نظریاتی و اخلاقی اصولوں کی بدولت زیادہ جامع اور متوازن ہے، جہاں افراد کے حقوق اور فرائض کی واضح وضاحت کی گئی ہے۔ اس تقابلی مطالعے کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام الہامی مذاہب میں خاندان کو بنیادی اکائی سمجھا جاتا ہے، اور اس کے استحکام کو معاشرتی ترقی کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

تحقیقی طریقہ کار میں مقدس متون جیسے قرآن، بائبل اور تورات سے حوالہ جات لے کر خاندانی اصولوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ایک مضبوط خاندانی نظام نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے ناگزیر ہے، اور مذہبی تعلیمات اس کے استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

3. **Christian Ethical Perspectives on Marriage and Family Life in Modern Western Culture," HTS 64(1), 2008, Author: J.M. Vorster, Publisher: North-West University, South Africa.**

ملخص مقالہ میں پچھلی چار دہائیوں میں مغربی معاشروں میں خاندانی طرز عمل میں زبردست اور وسیع

پیمانے پر تبدیلی دیکھنے میں ائی ہے ان تبدیلیوں میں طلاق کی بڑھتی ہوئی تعداد، شادی کے بغیر بچوں کی پیدائش، ہم جنس شادیاں اور شادی کے معاہدہ کے بغیر لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ رہنا جیسے مظاہر ہے۔ مغربی معاشروں کو زیادہ طلاق والے معاشروں کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔

مضمون کا مقصد ایک اصلاحی نقطہ نظر سے ان نمونوں سے نمٹنا ہے مرکزی نظریاتی دلیل یہ ہے کہ شادی اور خاندانی زندگی کے بارے میں بائبل کا نقطہ نظر کے پیش نظر ان پیش رفتوں کو ایک بحران کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

تاہم بائبل کے نقطہ نظر نہ صرف صحت مند شادی اور خاندانی زندگی کا واضح اشارہ پیش کرتے ہیں بلکہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ شادی اور خاندانی زندگی میں مسیحی رویہ نئے رجحانات سے ہونے والے نقصان کے علاج کے طور پر کام کر سکتا ہے۔

نیز آرٹیکل کے بحث اول میں مغربی معاشروں کے بگڑی ہوئی حالات بیان کیا ہے۔ آرٹیکل کے دوسرے اور آخری بحث میں مغربی خاندانی زندگی کو بائبل کے ساتھ تقابل کیا ہے۔

4. The Encyclopedia of family System," March 2016, Author: David C. Dollahite, Publisher: Birmingham, Young University Main Campus, United States.

اس کتاب کے باب Christianity and Families میں مسیحی خاندانی جدید مسائل کو سامنے رکھا ہے مصنف نے لکھا ہے کہ مسیحیت نے دو ہزار سالوں سے لاکھوں خاندانوں کو متاثر کیا ہے اور تقریباً دو ارب پیروکاروں کی خاندانی زندگی پر کچھ اثر ڈال رہا ہے اور اس آرٹیکل میں تحریر کیا ہے کہ مسیحیت شادی اور خاندانی رشتوں کو تقدس بخشتی ہے نیز مصنف نے کچھ صفحات کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ مسیحی مذہب نے شادی اور خاندانی زندگی پر بھی کچھ منفی اثرات مرتب کیا ہے۔

جن میں جسمانی سزاء کا جواز پیش کرنا اور صنف عدم مساوات اور جبر کی تقدیس شامل ہے۔ اور اس آرٹیکل کے آخر میں اس بات پر زور دیا ہے کہ مسیحی مذہب شادی اور خاندانی مسائل اور پالیسیوں سے متعلق عقائد اور طریقوں میں بہت زیادہ تنوع ظاہر کرتے ہیں۔

ب: کتب

1. **اسلام کا عائلی نظام، مصنف: سید جلال الدین عمری، پبلشر: اسلامی شریعت کونسل انڈیا، 2006۔**

یہ کتاب اسلامی خاندانی نظام پر ایک تحقیقی اور فکری شاہکار ہے جو مسلمانوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں

خاندانی زندگی کے اصول وضوابط سے روشناس کراتی ہے۔کتاب میں کل چھ ابواب شامل ہیں، جن میں نکاح، طلاق، خلع، اولاد کے حقوق، والدین کے حقوق، اور خاندانی زندگی کے دیگر پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے

مصنف نے معاشرتی بگاڑ، مغربی تہذیب کے اثرات اور موجودہ زمانے میں خاندانوں کے ٹوٹنے کے اسباب کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ خاص طور پر عورت کے حقوق اور ذمہ داریوں پر متوازن انداز میں بحث کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسلام عورت کو کس طرح عزت، تحفظ اور خاندانی استحکام فراہم کرتا ہے۔

کتاب کا اسلوب آسان، دلائل قوی اور انداز فکر مثبت ہے۔ یہ کتاب نہ صرف طلبہ بلکہ ہر عام مسلمان کے لیے بھی خاندانی نظام کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ سید جلال الدین عمری نے سادہ زبان میں قرآن و سنت کے اصولوں کو پیش کیا ہے جو اسے ایک مؤثر اور عملی کتاب بناتے ہیں۔

1. **خاندانی نظام، مصنف: سید سابق مصریؒ، پبلشر: خدیبیہ، اردو بازار لاہور، پاکستان، 2004ء**

اس کتاب میں انسانی زندگی سے متعلقہ کسی پہلو کو بھی رہنمائی سے تشنہ نہیں چھوڑا۔ خاندانی نظام کو بے رواہ روی سے بچانے کے لیے اسلام نے بہت اہم اقدامات کیے ہیں جو معاشرتی ضروریات کے عین مطابق ہیں۔ اسلام کے بیان کردہ انہی اساسی نظریات کو سید سابق نے اپنی مشہور کتاب 'فقہ السنۃ' میں ایک باب کے طور پر نقل کیا جس کو انہوں نے ''نظام الاسرۃ'' کا نام دیا۔ حافظ محمد اسلم شاہدروی نے اسی باب کو اردو قالب میں ڈھالا اور بعض مقامات پر توضیح و تشریح کرکے بھی مسئلہ کی وضاحت کی۔

اس کتاب میں مصنف نے ابواب قائم نہیں کئے ہیں البتہ ہر ایک موضوع کو ایک الگ عنوان دیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہیں۔ منگنی، نکاح، طلاق، خلع، عدت اور پرورش وغیرہ جیسے احکام کے ضمن میں بیسیوں مسائل پر کتاب و سنت کی آرا سامنے آئی ہیں۔

2. **اسلام اور مسیحیت بجواب کتب مسیحیہ، ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 2009ء**

زیر بحث کتاب میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اسلام اور مسیحیت کا موازنہ پیش کرتے ہوئے مسیحیت کے حامی پادریوں کی اسلام کے خلاف لکھی گئی تین کتب کا یکجا کافی وشافی اور مدلل جواب دیا ہے۔ کتاب کے شروع میں اسلام کے اصول مساوات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس مغالطے کا تفصیلی رد کیا گیا ہے کہ اسلام میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں مزید برآں مسیحیت کی عالمگیری پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اسلام اور مسیحیت کے اصولوں کا موازنہ اور اسلام دین فطرت ہے، کے موضوع پر ایک علمی مقالہ پیش کیا گیا ہے۔

3. **مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، مصنف لیوس مور، نگارشات مزنگ لاہور 2014ء**

اس کتاب کے کل 13 تیرہ باب ہیں، اور ہر باب ایک بڑے بڑے مذہب اور پھر اس سے متعلق چھوٹے

چھوٹے مذاہب کے تعارف پر مبنی ہے۔مذاہب عالم کے تعارف کے حوالے سے یہ ایک مفید اور شاندار کتاب ہے،جو اپنے موضوع پر انتہائی مکمل ہے۔

"مذاہبِ عالم کا انسائیکلوپیڈیا" ایک جامع اور محققانہ کتاب ہے جو دنیا کے مختلف مذاہب، ان کے عقائد، عبادات، تاریخ اور فلسفے پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا ایک قیمتی علمی خزانہ ہے جو مذہبی مطالعات، بین المذاہب مکالمے اور تقابلی مذاہب کے میدان میں تحقیق کرنے والوں کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ کتاب دنیا کے بڑے مذاہب جیسے کہ اسلام، عیسائیت، یہودیت، ہندومت، بدھ مت، سکھ مت، زرتشتیت، جین مت، تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم سمیت کئی دیگر چھوٹے اور بڑے مذاہب کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں ہر مذہب کی بنیادی تعلیمات، تاریخی پس منظر، اہم شخصیات، مقدس کتابیں اور عقائد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

یہ کتاب علمی اور تحقیقی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے جس میں تاریخی اور مستند حوالہ جات کا استعمال کیا گیا ہے۔ ہر مذہب کا تجزیہ غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو درست اور غیر متعصبانہ معلومات حاصل ہو سکیں۔ اس کی ترتیب ایسی ہے کہ ہر مذہب کے تمام بنیادی پہلو آسانی سے سمجھے جا سکیں۔ مختلف مذاہب کے درمیان مشابہتیں اور اختلافات کو علمی اور غیر جانبدارانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے جبکہ مذاہب کی ترقی، ان کے تاریخی نشیب و فراز اور سماجی اثرات پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اگرچہ یہ ایک تحقیقی کتاب ہے، لیکن اس کی زبان عام پڑھنے والے کے لیے بھی قابلِ فہم ہے، جو مذہب کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتا۔

یہ انسائیکلوپیڈیا ان لوگوں کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے جو دنیا کے مختلف مذاہب کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ یہ مذہبی مکالمے اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے میں مدد فراہم کرتا ہے اور علمی و تحقیقی شعبے میں کام کرنے والے افراد کے لیے مستند اور معتبر معلومات فراہم کرتا ہے۔ "مذاہبِ عالم کا انسائیکلوپیڈیا" ایک شاندار علمی تصنیف ہے جو نہ صرف مختلف مذاہب کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے بلکہ پڑھنے والوں کو مذہبی تنوع کو سمجھنے اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کا موقع بھی دیتی ہے۔ یہ کتاب تحقیق، تدریس اور عام قارئین کے لیے یکساں مفید ہے اور اس کا مطالعہ ہر اس شخص کے لیے ضروری ہے جو مذہب اور روحانیت میں دلچسپی رکھتا ہے۔

4. **Mere Christianity, Book By C.S. Lewis, Published United Kingdom By Geoffrey Bles 1952.**

سی ایس لیوس کی کتاب "Mere Christianity" مسیحی تعلیمات کا ایک فکری اور روحانی شاہکار ہے، جس میں وہ گناہ، نجات، اخلاقیات، شادی، معافی، خدا کے کردار، جنت اور دیگر کئی اہم موضوعات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ کتاب چار چھوٹی کتابوں پر مشتمل ہے، جو نہایت دل چسپ انداز میں لکھی گئی ہیں۔

پہلی کتاب "حق اور غلط: کائنات کے مفہوم کا اشارہ" ہمیں یہ سمجھاتی ہے کہ صحیح اور غلط کا تصور ہمارے اندر ایک فطری احساس ہے، جو کسی نہ کسی اعلیٰ قوت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیوس نہایت سادہ مگر مدلل انداز میں بتاتے ہیں کہ اخلاقیات کی بنیاد محض انسانی سوچ نہیں بلکہ ایک اعلیٰ الہامی سچائی ہے۔

دوسری کتاب "عیسائی کیا مانتے ہیں" میں لیوس مسیحی عقائد کے بنیادی اصولوں کو بیان کرتے ہیں۔ وہ خدا، یسوع مسیح اور نجات کے بارے میں سادہ مگر مضبوط دلائل پیش کرتے ہیں، جو ہر پڑھنے والا کے لیے قابلِ فہم ہیں، چاہے وہ مسیحیت سے واقف ہو یا نہ ہو۔

تیسری کتاب "مسیحی برتاؤ" زندگی گزارنے کے اصولوں پر مرکوز ہے۔ اس میں لیوس شادی، معافی، عاجزی، فخر اور سیاست جیسے موضوعات پر بات کرتے ہیں اور بائبل کی روشنی میں ان کا عملی اطلاق واضح کرتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ وہ پیچیدہ موضوعات کو بھی آسان اور دلچسپ انداز میں بیان کرتے ہیں، جس سے پڑھنے والا ہر نکتے کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

چوتھی اور آخری کتاب "تثلیث کے نظریے میں پہلا قدم" میں لیوس خدا کے تصور اور اس کی صفات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ ایک بہتر انسان بننے کے لیے ہمیں مسیح کی نیکی سے متاثر ہونا چاہیے۔ کتاب کے آخر میں وہ نہایت معنی خیز بات کہتے ہیں:

> "اپنے آپ کو تلاش کرو، اور تمہیں نفرت، تنہائی، مایوسی، غصہ، بربادی اور تنزل ہی ملے گا۔ لیکن اگر تم مسیح کو تلاش کرو، تو تم اسے بھی پاؤ گے اور اس کے ساتھ ساتھ باقی سب کچھ بھی تمہیں مل جائے گا۔"

یہ کتاب صرف مسیحیت کو سمجھنے کے لیے نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو زندگی، ایمان اور روحانیت کے گہرے سوالات کے جوابات تلاش کر رہا ہے۔ لیوس کا اندازِ بیان ایسا ہے کہ ہر صفحہ پڑھنے والا کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور اسے سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

5. **Family and Christian Ethics," 2023, Author: Peter Woschka-Schafersma, Publisher: Cambridge University Press, United Kingdom.**

اس کتاب میں مصنف خاندان کی ایک اختراعی تشخیص پیش کرتی ہے اس کتاب میں روحانیت اور عقائد، مذہبی مسائل، اور مباحثے، سیاست معاشرہ، اور تعلیم معاشرہ اور ثقافت کے بارے میں بحث ہے۔ اور اس کتاب میں چار ابواب ہیں۔

باب اول: پہلے باب کا شروع ایک ناول سے کیا ہے جو کہ یہ ناول اس سوال کو جنم دیتا ہے کہ خاندان کیا ہے۔

باب دوئم: دوسرے باب کا مقصد مصنف کی تحقیقات کو کافی توجہ کے ساتھ فراہم کرتا ہے تاکہ خاندان کے بارے میں اخلاقی تجزیہ کیا جاسکے۔

باب سوئم: تیسرے باب میں "ٹائی" لفظ کا مطلب بیان کیا ہے کہ خاندان کے افراد کون ہے اور انہیں کیسے کام کرنا چاہئے اور یہ سمجھا گیا ہے کہ خاندان ایک الگ دائرہ ہے جس میں کسی کے روئے سے متعلق مخصوص ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

باب چہارم: اس باب میں اس بات پر زور دیا ہے کہ روزمرہ کی حقیقت کے طور پر خاندان کا کیا مطلب ہو سکتا ہے جس سے تمام لوگ واقف ہے حالانکہ وہ اپنے خاندانی زندگی بالکل مختلف طریقوں سے گزارتے ہیں۔

6 - Marriage and Family life in Christian Community by Tom mangan, Pittsburgh. https://swordofthespirit.net/wp content/cka/family.htm

اس مضمون میں، ٹام منگن مسیحی برادری کے اندر مضبوط شادیوں اور خاندانی زندگی کی تعمیر کے سفر کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ کس طرح اس کی کمیونٹی نے روحانی تحائف اور تجدید پر توجہ مرکوز کر کے شروعات کی لیکن خاندانی زندگی اور باہمی تعاون کے لیے گہری وابستگی میں تبدیل ہوئی۔ شادی اور خاندان کے لیے کارپوریٹ نقطہ نظر کے ذریعے، انھوں نے مستحکم تعلقات، کم طلاق کی شرح، اور ایسے بچے جو اپنے عقیدے کے لیے پر اعتماد اور پر عزم ہیں، قابل ذکر کامیابی دیکھی ہے۔ مصنف اس بات پر زور دیتا ہے کہ ان کی کامیابی ان کی اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان کی برادری کے ذریعے کام کرنے والی خدا کی طاقت ہے۔ وہ خاندانوں کو ترقی کی منازل طے کرنے میں مدد، دعا اور مشترکہ روایات کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ بالآخر، مضمون اس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا نے ان کے لیے کیا کیا ہے، وہ دوسروں کے لیے کر سکتا ہے، جو ایک مشکل دنیا میں استحکام کے خواہاں خاندانوں کے لیے امید کی پیشکش کرتا ہے۔

جوازِ تحقیق: (Research Gap)

پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ملک ہے جہاں اکثریتی آبادی مسلمان ہے اور ملکی خاندانی ڈھانچے بالخصوص عائلی نظام اسلامی اصولوں پر مبنی ہے۔ اگرچہ آئینِ پاکستان مذہبی اقلیتوں کو اپنی مذہبی رسومات اور عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی دیتا ہے، تاہم عملی طور پر بعض مواقع پر اکثریتی مذہب کے عائلی نظام کا اثر اقلیتی برادریوں پر بھی پڑتا ہے۔

پاکستانی مسیحی برادری، جو ایک نمایاں مذہبی اقلیت ہے، اپنے مخصوص مذہبی، ثقافتی اور خاندانی نظام کی حامل ہے۔ تاہم، مسلم عائلی نظام کے اثرات ان کے خاندانی ڈھانچے اور سماجی شناخت پر مختلف النوع انداز میں ظاہر ہوتے ہیں۔

سابقہ تحقیقی کام عمومی طور پر مسلم اور مسیحی خاندانی نظام کا تقابلی مطالعہ یا تاریخی و فقہی بنیادوں پر محدود ہے، جب کہ موجودہ تحقیق ان تمام سابقہ تحقیقات سے اس بنیاد پر مختلف ہے کہ اس میں اسلام آباد اور راولپنڈی میں مقیم مسیحی برادری پر مسلم عائلی نظام کے حقیقی اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اس تحقیق میں مختلف چرچز، تعلیمی اداروں سے انٹرویوز کے ذریعے معلومات حاصل کی گئیں، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ مسلم عائلی نظام کس طرح مسیحی خاندانی نظام کو متاثر کرتا ہے اور اس کے کیا سماجی، قانونی اور نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

موضوع تحقیق کے مقاصد: (Objectives of the Study)

1۔ عائلی نظام سے متعلق بائبل کے بیان کردہ اصول و قوانین کو تلاش کرنا
2۔ موجودہ دور میں پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام کے رجحانات کا جائزہ لینا
3۔ پاکستانی مسیحی برادری پر مسلم خاندانی نظام کے اثرات کا تجزیہ کرنا

بنیادی سوالات: (Research Questions)

1۔ عائلی نظام سے متعلق بائبل میں کون کون سے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں؟
2۔ پاکستانی مسیحی برادری بائبل کے بتلائے ہوئے اصولوں پر کس حد تک عمل پیرا ہے؟
3۔ مسلم عائلی نظام کے کونسے اثرات پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مرتب ہوئے ہیں؟

تحدید Limitations of the Study

تحقیق کا دائرہ کار عصر حاضر میں پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مسلم عائلی نظام کے اثرت کا جائزہ لینا ہے جبکہ انٹرویوز کی لیے اسلام آباد، راولپنڈی منتخب کیا گیا۔

تحقیق کا منہج: (Research Methodology)

1. اس تحقیق کا منہج بنیادی طور پر تجزیاتی ہو گا۔
2. مسیحی عائلی نظام کے بنیادی اصولوں کو بائبل سے تلاش کیا جائے گا۔
3. اس تحقیق میں مقصدی نمونہ (Purposive Sampling) اختیار کیا جائے گا، یعنی ان ہی افراد اور اداروں کو شامل کیا جائے گا جن کے تجربات تحقیق سے براہِ راست متعلق رہے گا۔ تحقیق کا دائرہ اسلام آباد

اور راولپنڈی کی مسیحی برادری تک محدود رہے گا۔ مجموعی طور پر آٹھ مقامات منتخب کیے گئے: چار چرچ، دو تعلیمی ادارے، اور دو کمیونٹی سینٹرز۔ ہر ادارے میں 2 سے 4 افراد پر مشتمل گروہی نشستیں کئے جائیں گی۔ معلومات حاصل کرنے کے لیے جزوی طور پر منظم گفتگو کا طریقہ اپنایا جائے گا، جس میں سوالات طے شدہ، مگر اندازِ گفتگو مکالماتی اور کھلا رکھا جائے گا۔ اور مواد کو نوٹس اور آڈیو ریکارڈنگ کے ذریعے محفوظ کیا جائے گا۔ گفتگو کا محور صرف مسلم عائلی نظام کے اثرات پر مرکوز رہے گا، جس سے مفید اور قابلِ اعتماد معلومات حاصل ہو جائے گی۔

4. مسلم خاندانی نظام کے اثرات کا تجزیہ کرنے کے لیے بنیادی مصادر پر انحصار کیا جائے گا، جن میں قرآن مجید، صحاح ستہ (احادیث کی چھ مستند کتب)، سیرت الرسول ﷺ اور بائبل (عہد نامہ قدیم و جدید) شامل ہیں۔

باب دوم

بائبل کی روشنی میں خاندانی نظام اور اس کے بنیادی اصول

فصل اول

بائبل کے رو سے خاندانی نظام: اہمیت اور ضرورت

فصل دوم

خاندانی نظام سے متعلق بائبل کے بیان کردہ اصول و تعلیمات

فصل اول

بائبل کے روسے خاندانی نظام، اہمیت اور ضرورت

خاندانی نظام کسی بھی معاشرے کی بنیاد اور اس کے استحکام کا ضامن ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف نسلوں کی تربیت کا ذریعہ ہے بلکہ سماجی ہم آہنگی اور اخلاقی قدروں کے فروغ میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ازدواجی تعلقات، والدین کی ذمہ داریاں، بچوں کی تربیت اور باہمی احترام جیسے اصول کسی بھی خاندان کی مضبوطی کے لیے ضروری ہیں۔ ایک مستحکم خاندانی نظام ہی معاشرتی ترقی اور فلاح و بہبود کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اس فصل میں بائبل کی روشنی میں خاندانی نظام، اس کی اہمیت اور ضرورت پر بحث کی جائے گی۔

بائبل کے روسے خاندانی نظام

بائبل کے مطابق خاندانی نظام کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور اس کا بنیادی ڈھانچہ محبت، احترام اور ذمے داریوں پر مبنی ہے۔ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں میں خاندانی تعلقات کے اصولوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

خاندان کی ابتدا

عہدِ عتیق (پرانا عہد نامہ) میں آدم اور حوا کی تخلیق کے ذریعے شادی اور خاندان کی ابتدا کو بیان کیا گیا ہے۔ اور شادی کو مقدس تعلق قرار دیا گیا ہے جس میں مرد اور عورت ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر ایک نیا خاندان قائم کرتے ہیں۔[1]

اس ایت کی روشنی میں کیتھولک چرچ لکھتا ہے:

"The vocation to marriage is written in the very nature of man and woman as they came from the hand of the Creator... God himself is the author of marriage."[2]

شادی اور خاندان کے بارے میں بائبل کی رہنمائی

شادی اور خاندان وہ بنیادی ادارے ہیں جو خلقت کے آغاز سے خدا نے قائم کیے ہیں، جیسا کہ مومن مضبوط شادیوں اور خدا پرست خاندانوں کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ضروری ہے کہ حکمت اور سمت کی تعین کے

1۔ کتاب مقدس، پرانا اور نیا عہد نامہ، ناشر، امریکن مشن پریس، 1883، پیدائش 2:24

2 . Catholic Church. Catechism of the Catholic Church. 2nd ed. Vatican City: Libreria Editrice Vaticana, 1997, para. 1603.

لیے صحیفوں کی طرف رجوع کی جائے۔

خاندانی زندگی کے اہم پہلوؤں میں سے ایک جس پر بائبل میں زور دیا گیا ہے محبت کی اہمیت کرنتھیوں میں کچھ اس طرح مذکورہ ہے۔۔۔ کہ یہ صبر ہے۔ اور مہربان، نہ حسد کرنے والا، نہ گھمنڈ کرنے والا، نہ مغرور اور نہ بدتمیز نہ خود کو تلاش کرنے والا اور نہ ہی آسانی سے غصہ کرنے والا۔[1]

جیسا کہ خاندان زندگی کی پیچیدگیوں سے عبارت ہے، ان پیچیدگیوں سے عمدہ برات اور کامیاب زندگی بسر کرنے کے لیے کو بیان کرتے ہیں، خدا کے کلام سے رہنمائی حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ بائبل مضبوط شادیوں کی تعمیر، صحت مند تعلقات کی پرورش اور رب کے خوف اور نصیحت میں بچوں کی پرورش کے لیے لازوال اصول پیش کرتا ہے۔ کلام میں پائی جانے والی حکمت کو بروئے کار لا کر اور دعا کی طاقت پر بھروسہ کرنے سے خاندان، خاندان کے لیے خُدا کے نمونہ کے مطابق اتحاد، محبت اور ہم آہنگی کا تجربہ کر سکتے ہیں۔

والدین کی عزت واحترام اور تعلیمات بائبل

"اپنے والد اور والدہ کی عزت کر"[2]

یہ دس احکام (احکام عشرہ) میں سے ایک حکم ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدین کا احترام خاندانی نظام کا ایک بنیادی اصول ہے۔ تب تو الہامی تعلیمات میں ہمیشہ اس کو اہمیت دی گئی ہے، جو خاندانی رشتوں کی استواری کی بنیاد ہے۔

بائبل میں والدین کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو خدا کی تعلیمات سکھائیں[3] اس کا مطلب ہے کہ خاندانی ذمہ داری صرف مادی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں، بلکہ روحانی اور اخلاقی تربیت بھی اس کا حصہ ہے، تاکہ سماجی رشتوں میں باہمی احترام، اخوت، بھائی چارہ اور رسم مضبوط ہو۔

والدین بھی خاندانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے اور بائبل والدین کے لیے اپنے بچوں کی پرورش کے لیے واضح ہدایات فراہم کرتی ہے۔ والدین کو تربیت دینے کا مشورہ دیتی ہے۔ ایک بچہ جس طرح سے انہیں کرنا چاہئے۔ تاکہ جب وہ بوڑھے ہوتے ہیں، وہ اس سے نہیں ہٹیں گے۔[4]

1۔ کرنتھیوں1،13:4-7

2۔ خروج:20:12

3۔ استثنا6:6-7

4۔ امثال:22:6

اس آیت میں خدائی اقدار اور اصولوں کو ابھارنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ بچوں کے دل چھوٹی عمر سے. یہ باہمی احترام، محبت اور فرمانبرداری کو نمایاں کرتا ہے جو خاندانی اکائی کے اندر لین دین کی خصوصیت رکھتا ہے۔[1]

عزت واحترام سماج اور سوسائٹی کی بنیادی ضرورت ہے، بچوں میں ان تعلیمات کو ودیعت کرنے سے بنیادی صفات انسانی معاشرے کا حصہ بنیں گے۔ یوں انسانی سماج میں بنیادی اخلاقیات کی ترویج رہی گی۔

بائبل سے والدین کے مشورے

والد ہونا ایک گہری ذمہ داری ہے جو ہمیں خدا کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ والدین کے طور پر، ہمیں اپنے بچوں کی پرورش اس طریقے سے کرنے کے لیے کہا جاتا ہے جو خُداوند کی تعظیم کرے اور اُس کی تعلیمات میں جڑی اقدار کو ابھارے۔ بائبل انمول حکمت اور رہنمائی پیش کرتی ہے۔ رجوع کرنے کا طریقہ والدین کا عظیم کام، ہمیں خاندان کی پرورش کے چیلنجوں اور خوشیوں میں رہنمائی کرنے کے لیے پائیدار اصول فراہم کرتا ہے۔

خاندانی اکائی خُدا کی نظر میں مقدس ہے، اور بائبل ہمارے بچوں کی پرورش اور خُداوند کی راہوں میں تعلیم دینے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ بائبل میں خاندان کے بارے میں مختلف آیات کا مطالعہ کرنے کے ذریعے، ہم بصیرت اور عملی مشورے حاصل کر سکتے ہیں کہ کس طرح ایک پیار کرنے والا اور خدا کی طرف مرکوز گھریلو ماحول کو فروغ دیا جائے۔

ہمیشہ سے خدائی تعلیمات میں انسان کے لیے رہنمائی فراہم کی گئی ہے کہ وہ کیسے اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھائے خاص کر باپ کی ذمہ داری عائلی اور خاندانی زندگی میں اہم اور بنیادی ہوتی ہے اس لیے، انہیں الہامی تعلیمات کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے، تاکہ ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے وہ اپنا کردار ادا کریں اور ایک مضبوط اور پرسکون خاندان کو یقینی بنا سکیں۔

بچوں کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں

بائبل کے مطابق والدین کے ذمہ داری کا ایک بنیادی پہلو نظم وضبط کا کردار ہے۔ بائبل کے ہدایت کے مطابق "بچے کی تربیت اس راستے پر کرو جس طرح اسے جانا ہے اور جب وہ بوڑھا ہو جائے گا تو وہ اس سے نہیں ہٹے گا[2]۔"

1- امثال 22:6

2- امثال 22:6

یہاں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر والدین بچوں کی تربیت ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائیں گے تو آج کے یہ بچے کل بڑھاپے میں والدین کا سہارا بنیں گے۔اس اہمیت کو افسیوں میں والدین کو یوں یاد دلاتا ہے:

"باپ، اپنے بچوں کو غصہ میں مت بھڑکاؤ، بلکہ رب کی تعلیم اور ہدایت پر
ان کی پرورش کرو۔[1]

یہ آیت اپنے بچوں کی محبت اور رہنمائی کے ساتھ پرورش کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جو ایمان اور راستبازی کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں راہنمائی فراہم کرتی ہے۔Emotional Intelligence کے بہترین اصول بھی اس میں فراہم کئے گئے ہیں کیونکہ محبت فتح عالم ہے جیسا کہ اقبال کہتے ہیں:

یقیں، محکم، عمل، پیہم، محبت، فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں۔[2]

نعمت اولاد کی قدر شناسی

بائبل میں اولاد کے حوالے سے کئی جگہوں پر ذکر ملتا ہے جہاں انہیں اللہ کی طرف سے ایک قیمتی تحفہ اور انعام سمجھا گیا ہے۔زبور اعلان کرتی ہے:

"اولاد رب کی طرف سے میراث ہے، اولاد اس کی طرف سے انعام ہے"۔[3]

اس آیت میں اولاد کو ایک انعام اور تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو خدا کی جانب سے انسانوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ یہ پیغام ہے کہ اولاد ایک قیمتی دولت ہے اور اس کے ساتھ شکر گزاری اور ذمہ داری کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ اولاد کو نہ صرف انعام سمجھتا ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی طرف سے دی جانے والی برکات اور تحفے، والدین کی ایمان داری اور اس کے راستے پر چلنے کی وجہ سے اولاد میں منتقل ہو سکتی ہیں۔

والدین اور بچوں کا باہمی تعلق

بائبل میں جہاں والدین اور بچوں کے باہمی تعلقات کے بارے میں کئی اہم اصول اور ہدایات ملتی ہیں، وہاں پر بائبل میں والدین کی ذمہ داریوں اور بچوں کی فرماں برداری کے حوالے سے بھی واضح تعلیمات دی گئی ہیں، جو ایک مضبوط اور محبت بھری فیملی کے قیام کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔افسیوں میں ذکر کیا گیا ہے:

1۔ افسیوں 6:4

2۔ علامہ محمد اقبال، بانگِ درا، نظم " : مسلمانوں کی ملّی زندگی" مکتبہ علامہ اقبال اکادمی پاکستان، شائع شدہ:1924۔

3۔ زبور 127:3

"تم اپنے بچوں کو غصہ دلانے کا باعث نہ بنو، بلکہ انہیں خداوند کی تعلیم و تربیت میں پرورش دو۔[1]

جبکہ Henry, Matthew فرماتے ہیں:

"Be not impatient; use no unreasonable severities. Deal prudently and wisely with children; convince their judgements and work upon their reason...............Bring them up well; under proper and compassionate correction; and in the knowledge of the duty God requires."[2]

نیز کلسیوں میں ایک دوسری جگہ مذکور ہے:

"اَے فرزندو! ہر بات میں اپنے ماں باپ کا کہنا مانو کیونکہ یہ خُداوند میں
پسندیدہ ہے، اَے باپُو! اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دِلاؤ تاکہ وہ بے دِل نہ
ہو جائیں"[3]

بچوں کو ہر بات میں اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنی چاہیے، کیونکہ یہ خُداوند کو خوش کرتا ہے، جبکہ والدین کو تاکید کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تنگ نہ کریں، ایسا نہ ہو کہ وہ حوصلہ شکن ہو جائیں۔ یہ آیات کھلی بات چیت کو برقرار رکھنے، باہمی احترام کو فروغ دینے، اور خاندان کے اندر اتحاد کا جذبہ پیدا کرنے کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔

مشکل اور غیر یقینی صورت حال کے وقت ہم سکون اور طاقت پاسکتے ہیں۔ خدا کے وعدوں میں یشوع یوں اعلان کرتا ہے:

"لیکن جہاں تک میرا اور میرے گھر والوں کا تعلق ہے، ہم رب کی خدمت کریں گے۔"[4]

یہاں سربراہ خاندان اور دیگر افراد کے باہمی تعلق اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ جیسے ایک مضبوط خاندان ہی ادا کر سکتا ہے۔

1۔ افسیوں 6:4

2 ۔Henry, Matthew. *Commentary on the Whole Bible.* Vol. 6. Peabody, MA: Hendrickson Publishers, 1991, 705.

3۔ کلسیوں 3:20-21

4۔ یشوع 24:15

تاہم بائبل میں والدین اور بچوں کے تعلقات میں محبت، احترام، اور تعاون کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ تعلق ایک مضبوط خاندان اور برکات کی بنیاد فراہم کرتا ہے، اور اس میں دونوں طرف سے کوشش کی ضرورت ہوتی ہے: والدین کو چاہیے کہ وہ محبت اور حکمت سے بچوں کی تربیت کریں، اور بچے اپنے والدین کے ساتھ عزت اور اطاعت کے ساتھ پیش آئیں۔

عہدِنامہ جدید

نہ صرف یہ کہ عہد نامہ قدیم میں خاندانی استواری پر زور دیا گیا ہے بلکہ عہدِنامہ جدید میں بھی خاندانی نظام کو محبت اور قربانی کے اصولوں پر استوار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

میاں بیوی کا باہمی تعلق اور تعلیمات بائبل

میاں بیوی کے باہمی تعلقات اور تعلیمات بائبل میں بہت اہمیت رکھتے ہیں، اور بائبل میں کئی آیات ہیں جو اس حوالے سے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ بائبل میں یہ تعلقات محبت، احترام، اور قربانی کی بنیاد پر استوار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے افسیوں میں ہے کہ:

> "میاں اپنی بیویوں سے محبت کریں جیسے مسیح نے کلیسا سے محبت کی اور اپنے آپ کو اس کے لیے قربان کیا"[1]۔

یہاں شوہر کی ذمہ داری بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا خیال رکھے اور اس کیلئے قربانی دے۔ اور بیویاں اپنے شوہروں کے تابع رہیں جیسے وہ خداوند کے تابع رہتی ہیں"[2]۔

> "اَے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جَیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت رکھّی اور اُس کے لئے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دِیا۔ "
>
> "اِسی طرح شوہروں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کو اپنے بدن کی مانند عزیز رکھّیں۔ جو اپنی بیوی کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو عزیز رکھتا ہے۔[3] "

یہ آیات شوہروں کو ہدایت دیتی ہیں کہ وہ اپنی بیویوں سے گہری محبت رکھیں، جیسے مسیح نے کلیسیا سے کی، اور انہیں اپنے بدن کی مانند عزیز رکھیں، کیونکہ بیوی اور شوہر ایک ہی جسم کا حصہ ہیں۔

1۔ افسیوں 5:25

2۔ افسیوں 5:22

3۔ افسیوں 5:25,28

یہاں بیوی کے لیے شوہر کے احترام اور عزت کو اہمیت دی گئی ہے، لیکن یہ تابع داری محبت اور عزت کے باہمی تعلق پر مبنی ہے۔ اور والدین کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنی اولاد پر "غصے نہ کریں:

"بلکہ انہیں" خداوند کی تربیت اور نصیحت کے مطابق پالیں"[1]

بہر حال بائبل کے مطابق خاندانی نظام ایک مقدس اور ذمہ داریوں سے بھرپور تعلق ہے۔ شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کے لیے محبت اور احترام ضروری ہے، اور بچوں کی روحانی، اخلاقی اور مادی پرورش والدین کی اولین ذمہ داری ہے۔

بائبل کے روسے خاندانی نظام کی اہمیت اور ضرورت

خاندان معاشرے کا ایک بنیادی عنصر ہیں اور اس کی اہمیت پر واضح طور پر بائبل زور دیتا ہے۔ خاندانی اکائی مسیحی عقیدے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے، جو خدا کی عکاسی کرتی ہے۔ تعلقات کیلئے نمونہ اور محبت، تعاون اور رہنمائی کیلئے ایک ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔ تمام صحیفوں میں، خاندان کی اہمیت واضح ہے، متعدد آیات ان نعمتوں اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتی ہیں جو خاندان کا حصہ ہونے کے ساتھ آتی ہے کلید بائبل میں خاندان کے اس اتحادی پہلو اور باہمی تعاون کو، جس کو عیسائی لوگ پڑھتے ہیں ایک آیت ذکر ہے کہ:

"ایک آدمی اپنے باپ اور اپنی ماں کو چھوڑ دے گا اور اپنی بیوی سے لپٹے گا اور وہ کہیں گے۔ ایک جسم بن جاؤ۔[2]

یہ آیت اس اتحاد کی نشاندہی کرتی ہے جو ایک خاندان کے اندر ہونا چاہیے، شوہر اور بیوی کے درمیان مضبوط تعلق پر زور دیتی ہے۔ ایک نیا خاندانی یونٹ بنانے کے لیے اپنے اُصل خاندان کو چھوڑ کر نئے خاندان بنانے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔[3]

خاندان کی دیکھ بھال اور بائبل

بائبل خاندان کے حوالے سے موضوع محبت اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال کے متعلق تیمتھیس میں ذکر آتا ہے:

1۔ افسیوں 6:4

2۔ پیدائش 24:2

3 - Matthew Poole, Annotations on the Holy Bible, Old Testament, Genesis (Glasgow: William Collins, 1850) ،commentary on Genesis 2:24 ،p-15

"لیکن اگر کوئی اپنے رشتہ داروں اور خاص طور پر اپنے گھر کے افراد کی کفالت نہ کرے تو اس نے ایمان کا انکار کیا اور کافر سے بھی بدتر ہے۔[1]

یہ آیت اس ذمہ داری پر روشنی ڈالتی ہے کہ افراد کو اپنے خاندان کے افراد کی دیکھ بھال کا خیال رکھنا چاہئے، ضرورت کے وقت ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔اسی طرح امثال بچوں کی دیکھ بھال سے متعلق اہمیت کو یوں اجاگر کرتی ہے:

" لڑکے کو اُس راہ کی تعلیم دے جو اُس کے لیے مناسب ہے اور وہ بُوڑھا ہو کر بھی اُس سے نہ ہٹے گا۔"[2]

بچوں کے دیکھ بھال کے ساتھ یہ آیت بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ کہ اپنے بچوں کی اقدار اور عقائد کی تشکیل میں والدین کا کردار حکمت اور اخلاقی رہنمائی کرنا جو زندگی بھر ان کے ساتھ رہے گی، بہت اہمیت کا حامل کام ہے۔

خاندان کی دیکھ بھال میں محبت کا مقام

شادی اور خاندان وہ بنیادی ادارے ہیں جو خلقت کے آغاز سے خدا نے قائم کیے ہیں۔ جیسا کہ مومن مضبوط شادیوں اور خداپرست خاندانوں کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں، خاندانی زندگی کے اہم پہلوؤں میں سے ایک جس پر بائبل میں زور دیا گیا ہے وہ محبت کی اہمیت ہے:

پولوس رسول محبت کی خصوصیات بیان کرتا ہے، یہ بتاتا ہے کہ یہ صبر ہے۔ اور مہربان، نہ حسد کرنے والا، نہ گھمنڈ کرنے والا، نہ مغرور اور نہ بدتمیز، نہ خود کو تلاش کرنے والا اور نہ ہی آسانی سے غصہ کرنے والا، اور غلطیوں کا کوئی ثبوت نہیں رکھتا۔[3]

خاندانوں کے لیے ایک اور بنیادی اصول افسیوں[4] میں پایا جاتا ہے، جہاں شوہروں اور بیویوں کے کردار کو بیان کیا گیا ہے۔

والدین بھی خاندانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے، اور بائبل والدین کیلئے اپنے بچوں کی پرورش کیلئے واضح

1۔ تیمتھیس 5:8

2۔ امثال 22:6

3۔ کرنتھیوں 4:13-7

4۔ افسیوں 5:22-33

ہدایات فراہم کرتی ہے۔ امثال میں والدین کو تربیت دینے کا مشورہ دیتی ہے۔[1]

ایک بچہ جسطرح سے انہیں کرنا چاہئے۔ یہ تا کہ جب وہ بوڑھے ہوتے ہیں، وہ اس سے نہیں ہٹیں گے۔

اس آیت میں خدائی اقدار اور اصولوں کو ابھارنے کی اہمیت پر زور دیا گیاہے۔ بچوں کے دل چھوٹی عمر سے باہمی احترام، محبت اور فرمانبرداری کو نمایاں کرتا ہے جو خاندانی اکائی کے اندر لین دین کی خصوصیت رکھتاہے۔ جیسا کہ خاندان زندگی میں ان پیچیدگیوں کا سامنا کرتے ہیں، خدا کے کلام سے رہنمائی حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ بائبل مضبوط شادیوں کی تعمیر، صحت مند تعلقات کی پرورش، اور رب کے خوف اور نصیحت میں بچوں کی پرورش کے لیے لازوال اصول پیش کرتا ہے۔ کلام میں پائی جانے والی حکمت کو بروئے کار لاکر اور دعا کی طاقت پر بھروسہ کرنے سے خاندان، خاندان کے لیے خُدا کے نمونہ کے مطابق اتحاد، محبت اور ہم آہنگی کا تجربہ کر سکتے ہیں۔

خاندانی تعلقات کے ساتھ آنے والی برکات اور چیلنجوں دونوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ لوقا[2] میں پروڈیگل[3] بیٹے کے باپ کی غیر مشروط محبت سے لے کر روتھ[4] میں اپنی ساس نومی کے ساتھ روتھ[5] کی وفاداری تک، یہ کہانیاں خاندانی بندھنوں کی اہمیت کی طاقتور یاد دہانی کے طور پر کام کرتی ہیں۔ افراد پر ان کا اثر ہو سکتاہے۔

عیسائیوں کے طور پر خاندانی تعلقات کو پالیں اور ان کی پرورش کریں، انہیں خُدا کی طرف سے تحفے کے طور پر تسلیم کریں۔ خاندان کے بارے میں بائبل میں بیان کردہ اصولوں پر عمل کرنے سے، ہم مضبوط، محبت کرنے والے اور معاون تعلقات قائم کر سکتے ہیں جو خدا کی عزت کرتے ہیں اور دنیا کے ساتھ اس کی محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔

1۔ امثال22:6

2۔ لوقا15:20

3۔ لفظ "Prodigal" کا مطلب ہے فضول خرچ یا بے راہ رو، اور یہ زیادہ تر بائبل میں "Prodigal Son" گمراہ یا نافرمان بیٹا کی تمثیل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ کہانی انجیلِ لوقا میں بیان کی گئی ہے، جہاں ایک بیٹا اپنے والد سے اپنی جائیداد کا حصہ لے کر عیش و عشرت میں ضائع کر دیتا ہے۔ جب وہ غربت اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنے والد کے پاس واپس آتا ہے، جو نہ صرف اسے معاف کرتا ہے بلکہ خوشی سے اس کا استقبال بھی کرتا ہے (انجیلِ لوقا 15:11-32)۔

4۔ روتھ 1:16-17

5۔ روتھ (Ruth) ایک اہم بائبلی شخصیت ہے، جس کا ذکر عہدِ قدیم (Old Testament) میں کتابِ روتھ میں ملتا ہے۔ وہ موآبی نسل سے تعلق رکھتی تھی لیکن بعد میں اسرائیلی قوم میں شامل ہو گئی۔ اس کی کہانی وفاداری، قربانی اور خدا پر ایمان کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ روتھ نے اپنے سسرال کے ساتھ بے حد وفاداری کا مظاہرہ کیا، خاص طور پر اپنی ساس نعمّی کے ساتھ، جب اس کے شوہر کی وفات ہو گئی۔ اس نے نعمّی کا ساتھ نہ چھوڑنے کا عہد کیا اور اسرائیلی معاشرے میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ بعد میں وہ بوعز سے شادی کرتی ہے، جسکے ذریعے وہ حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے نسب نامے میں شامل ہو جاتی ہے (عہد قدیم: روتھ، 1، 4)۔

کیونکہ بائبل مضبوط خاندانی اکائیوں کو بنانے اور برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو زندگی کے تمام پہلوؤں میں خدا کی تمجید کرتے ہیں۔

بائبل میں خاندانی نظام کی بہت زیادہ اہمیت اور ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ خاندانی نظام کو معاشرتی استحکام، اخلاقی اقدار، اور محبت وحمایت کے ایک اہم ستون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ذیل میں بائبل کی تعلیمات کے مطابق خاندانی نظام کی اہمیت کو واضح کیا جا رہا ہے:

خدا کا منصوبہ

بائبل میں خدا نے آدم اور حوا کو خلق کیا اور انہیں خاندان کی بنیاد رکھی[1]۔

جبکہ اسی ایت کے بارے میں Pope John Paul II نے *Theology of the Body* میں فرمایا ہے کہ:

"In the beginning, man and woman were created for each other in the image and likeness of God. They are called to become one flesh in the communion of persons, which is the beginning of the human family."[2]

خاندانی نظام خدا کا منصوبہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان خاندان کے اندر محبت، احترام اور ایک دوسرے کی مدد سے زندگی بسر کرے۔ مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے ساتھ جڑنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حکم دیا گیا۔

محبت اور قربانی

بائبل میں خاندانی محبت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ کہ شوہر اپنی بیوی سے ویسے محبت کرے جیسے مسیح نے کلیسا سے محبت کی اور اپنے آپ کو اس کے لیے قربان کیا۔ خاندان میں محبت اور قربانی کے بغیر کوئی مستحکم تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔[3]

بچوں کی تربیت

بائبل میں والدین کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں خدا کے راستے پر

1۔ پیدائش 2:24

2 .John Paul II. Man and Woman He Created Them: A Theology of the Body. Translated by Michael Waldstein. Boston: Pauline Books & Media, 2006.

3۔ افسیوں 5:25

چلنا سکھائیں۔:

"بچے کو اس کی راہ میں تربیت دے، اور جب وہ بوڑھا ہو گا تو وہ اس سے نہیں ہٹے گا۔" بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔[1]

بزرگوں کی عزت

بائبل میں والدین اور بزرگوں کی عزت اور احترام کی تعلیم دی گئی ہے۔ خروج میں ہے کہ:

"اپنے والد اور اپنی ماں کی عزت کر تا کہ تیری عمر اس زمین پر دراز ہو۔[2]

"یہ تعلیم خاندانی نظام کے اندر بزرگوں کی عزت اور ان کی خدمت کو اہمیت دیتی ہے۔

معاشرتی استحکام

خاندانی نظام نہ صرف افراد کے درمیان محبت اور حمایت فراہم کرتا ہے بلکہ معاشرتی استحکام کا سبب بھی بنتا ہے۔ ایک مستحکم خاندان معاشرے کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

خدا کے احکام کی پیروی

بائبل میں خاندان کو خدا کی طرف سے دیا گیا ایک نعمت سمجھا جاتا ہے اور اسے اس کے احکام کی پیروی کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ خاندانی نظام میں خدا کے اصولوں پر عمل کرنے سے انسان کی روحانی اور جسمانی زندگی میں برکت آتی ہے۔

بائبل کی رو سے خاندانی نظام محبت، احترام، قربانی اور خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی بنیاد پر قائم ہے۔

خاندانوں کے اندر محبت پر بائبل کی آیات

خاندانوں کے اندر محبت صحیفوں میں ایک مرکزی موضوع ہے، جو ایک دوسرے کے ساتھ محبت، ہمدردی اور دیکھ بھال کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ آیئے خاندان کے بارے میں بائبل کی کچھ طاقتور آیات کو دریافت کریں جو خاندانی اکائی کے اندر محبت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

1۔ امثال 22:6

2۔ خروج 20:12

- "شوہرو، اپنی بیویوں سے پیار کرو، جیسا کہ مسیح نے بھی کلیسا سے محبت کی، اور اپنے آپ کو اس کے لیے قربان کر دیا[1]۔

یہ آیت ازدواجی رشتے کے اندر محبت کی قربانی اور غیر مشروط نوعیت کی نشاندہی کرتی ہے، اس بے لوث محبت کی عکاسی کرتی ہے جس کا مظاہرہ مسیح نے کلیسا کے لیے کیا۔

- :محبت طویل اور مہربان ہے؛ محبت حسد نہیں کرتی۔۔۔ بدتمیزی سے پیش نہیں آتا، اپنے آپ کو تلاش نہیں کرتا، مشتعل نہیں ہوتا، کوئی برائی نہیں سوچتا۔ بدکاری سے خوش نہیں ہوتا بلکہ سچائی سے خوش ہوتا ہے۔ سب کچھ برداشت کرتا ہے، ہر چیز پر یقین رکھتا ہے، ہر چیز کی امید رکھتا ہے، ہر چیز کو برداشت کرتا ہے۔ کرنتھیوں کا یہ مشہور حوالہ محبت کے جوہر کو سمیٹتا ہے، صبر، مہربانی، بے لوثی، اور رشتوں میں برداشت پر زور دیتا ہے۔[2]
- "اور ان سب سے بڑھ کر محبت کو اپناؤ، جو کاملیت کا بندھن ہے۔[3]" محبت ایک گلو کے طور پر کام کرتی ہے جو خاندانوں کو ایک ساتھ رکھتی ہے، اپنے ارکان کے درمیان اتحاد، افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔
- "بچوں کے بچے بوڑھوں کے لیے ایک تاج ہوتے ہیں، اور والدین اپنے بچوں کا فخر ہوتے ہیں[4]۔ یہ آیت خاندانی محبت کے بین نسلی پہلو کو اجاگر کرتی ہے، جو نسلوں سے آگے مضبوط خاندانی رشتوں کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔
- "پیارے بچو آیئے ہم الفاظ یا تقریر سے نہیں بلکہ عمل اور سچائی سے محبت کریں۔[5]" محبت کا اظہار محض الفاظ کے ذریعے نہیں ہوتا بلکہ حقیقی اعمال اور اعمال سے ظاہر ہوتا ہے جو اپنے خاندان کے افراد کے تئیں دیکھ بھال، احترام اور ہمدردی کی عکاسی کرتے ہیں۔
- "یہ کتنا اچھا اور خوشگوار ہوتا ہے جب خدا کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں[6] ! خاندان کے اندر

1۔ افسیوں5:25

2۔ کرنتھیوں13:4-7

3۔ کلسیوں3:14

4۔ امثال17:6

5۔ یوحنا3:18

6۔ زبور133:1:

اتحاد محبت سے پیدا ہوتا ہے اور خدا کی محبت میں جڑے خاندانی رشتوں کی خوبصورتی کی گواہی دیتا ہے۔

- : "بچوں، خداوند میں اپنے والدین کی فرمانبرداری کرو، کیونکہ یہ صحیح ہے۔ 'اپنے باپ اور ماں کی عزت کرو،' جو وعدہ کے ساتھ پہلا حکم ہے: 'تاکہ یہ تمہارا بھلا ہو اور آپ کی زمین پر لمبی زندگی ہو سکتی ہے۔" والدین کا احترام اور احترام خاندانی ڈھانچے میں محبت کا مظاہرہ کرنے کے ضروری اجزاء ہیں۔[1]

خاندان کے بارے میں بائبل کی یہ آیات خاندانی اکائی کے اندر محبت، احترام اور اتحاد کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ ان اصولوں کو اپنانے اور اپنے تعلقات میں ان کا اِطلاق کرنے سے، ہم اپنے خاندانوں کے اندر محبت کے بندھنوں کو مضبوط کر سکتے ہیں اور خدا کے کلام پر مبنی ایک پرورش اور دیکھ بھال کرنے والا ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔

بائبل میں برادرانہ سماجی محبت

برادرانہ محبت بائبل میں ایک مرکزی موضوع ہے، جو مومنوں کے خاندان اور اس سے باہر ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ مختلف صحیفوں کے ذریعے، بائبل رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ محبت، مہربانی اور بے لوثی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاندانی اکائی کے اندر مضبوط تعلقات استوار کیے جائیں۔

خاندانی محبت کے حوالے سے سب سے مشہور اقتباسات میں سے ایک ہے۔ جو کہتا ہے، اگر ایک آدمی کا کہنا ہے کہ، میں خدا سے محبت کرتا ہوں، اور اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے، وہ جھوٹا ہے کیونکہ جو اپنے بھائی سے محبت نہیں رکھتا ہے، خدا سے محبت نہیں کر سکتا جسے اس نے نہیں دیکھا۔ اور یہ حکم ہے ہم اُس کی طرف سے کہ جو خدا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھتا ہے۔[2] یہ آیت خدا سے محبت کرنے اور اپنے بھائی سے محبت کرنے کے درمیان تعلق کو واضح کرتی ہے، یہ ظاہر کرتی ہے کہ خدا کے لئے حقیقی محبت دوسروں سے محبت کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔

ایک جان کے علاوہ، امثال کی کتاب خاندانی تعلقات پر حکمت سے بھری ہوئی ہے۔ امثال میں ہے کہ "دوست ہر وقت پیار کرتا ہے، اور بھائی مصیبت کے لیے پیدا ہوتا ہے۔

1۔ افسیوں 6:1-3

2۔ یوحنا 4:20-21

یہ آیت خاندانی محبت کی پائیدار نوعیت کو اجاگر کرتی ہے، اس بات پر زور دیتی ہے کہ بھائیوں اور بہنوں کا مقصد ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا اور ساتھ دینا ہے۔ یہ اس خیال سے بات کرتا ہے کہ خاندان کے افراد منفرد پوزیشن میں ہیں ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو سکون، حوصلہ اور طاقت فراہم کرتا ہے۔[1]

مزید بر آں، انجیلوں میں یسوع کی تعلیمات خاندان کے اندر معافی اور میل ملاپ کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔ یسوع کو اپنے شاگردوں کو ہدایت دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ،تب پطرس نے آکر اُس سے کہا اے خُداوند، میرا بھائی کتنی بار میرا گناہ کرے گا اور میں اُسے معاف کروں؟ سات بار تک ؟یِسُوع نے اُس سے کہا مَیں تُجھ سے نہیں کہتا جب تک کہ سات دفعہ نہ ہو بلکہ اُس وقت تک جب تک کہ ستر دفعہ سات نہ ہو۔ "یہ عبارت معافی کی پیشکش کرنے اور خاندان کے ممبران کو فضل دینے کے مطالبے کی نشاندہی کرتی ہے جنہوں نے شاید ہم پر ظلم کیا ہو، اس غیر مشروط محبت اور معافی کی عکاسی کرتا ہے جو خدا اپنے بچوں کو پیش کرتا ہے۔[2]

عیسائیوں کے طور پر، اپنے خاندان کے اراکین اور ساتھی مومنوں کے ساتھ ہمارے تعلقات میں یسوع مسیح کی محبت اور ہمدردی کی مثال پیش کرنے کے لیے اس جذبے کو سمیٹتا ہے۔ برادرانہ محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے شفقت سے پیش آئیں۔

عزت میں ایک دوسرے کو ترجیح دینا[3]۔

یہ آیت ہمیں دوسروں کے ساتھ بات چیت میں محبت، عزت اور بے لوثی کو ترجیح دینے کی ترغیب دیتی ہے، خاص طور پر خاندانی اکائی کے تناظر میں۔

خاندان میں اتحاد کے لیے کوشش کرنا

خاندان معاشرے کے تعمیراتی حصے ہوتے ہیں، جہاں محبت، تعاون اور رہنمائی کو پھلنا پھولنا ہوتا ہے۔ تاہم، آج کی تیز رفتار دنیا میں، خاندانی اکائی کے اندر اتحاد کو برقرار رکھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ بائبل لازوال حکمت اور رہنمائی پیش کرتی ہے کہ کس طرح خاندان زندگی کی آزمائشوں اور مصیبتوں کے درمیان اتحاد اور ہم آہنگی کے لیے کوشش کر سکتے ہیں۔

ایک مضبوط خاندان کی بنیاد محبت سے شروع ہوتی ہے، جیسا کہ کرنتھیوں میں بیان کیا گیا ہے، "محبت صابر اور مہربان ہے۔ محبت حسد یا فخر نہیں کرتی۔ یہ مغرور یا بدتمیز نہیں ہے۔ یہ اس پر اصرار نہیں کرتا -----؛ یہ غلط

1۔ امثال17:17

2۔ میتھیو18:21-22

3۔ رومیوں12:10

کام پر خوش نہیں ہوتا بلکہ سچائی سے خوش ہوتا ہے۔[1] محبت ہر چیز کو برداشت کرتی ہے، ہر چیز پر یقین رکھتی ہے، ہر چیز کی امید رکھتی ہے، ہر چیز کو برداشت کرتی ہے۔ یہ حوالہ خاندان کے اندر بے لوث محبت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، جہاں صبر، مہربانی اور معافی ہے۔ کلید اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری خصوصیات پر زور دیتا ہے، یہ کہتے ہوئے، "تمام عاجزی اور نرمی کے ساتھ، تحمل کے ساتھ، محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے، امن کے بندھن میں روح کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں ہیں[2]۔

یہ آیت خاندان کے متحرک اندر عاجزی، صبر اور امن کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ ان خوبیوں پر عمل کرنے سے، خاندان ایسے ماحول کو فروغ دے سکتے ہیں جہاں اتحاد پروان چڑھتا ہے۔ اور اختلافات حل کر رہے ہیں محبت اور افہام و تفہیم کے جذبے میں۔

والدین کو اگلی نسل کی تشکیل میں ان کے کردار کے بارے میں ہدایت کرتی ہے، یہ کہتے ہوئے،

> "لڑکے کی اُس راہ میں تربیّت کر جس پر اُسے جاناہے۔ وہ بُوڑھا ہو کر بھی اُس سے نہیں مُڑے گا"۔[3]

والدین اقدار کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، ان کے بچوں کے اندر اخلاق، اور ایمان، ایک متحد اور خدا پر مبنی خاندان کی بنیاد رکھتا ہے۔ بچوں کو خُداوند کے طریقے سکھانے اور مثال کے طور پر رہنمائی کرنے سے، والدین ایسے بچوں کی پرورش کر سکتے ہیں جو خُدا کی تعظیم کرتے ہیں اور خاندان کے اتحاد میں حصہ ڈالتے کلسیں کی اہمیت کی یاد دلاتا ہے۔ کہ خاندان کے اندر معافی اور محبت، بیان کرتے ہوئے،

> "ایک دوسرے کو برداشت کرنا اور اگر ایک دوسرے کے خلاف شکایت ہو تو ایک دوسرے کو معاف کرنا[4]۔

جیسا کہ رب نے تمہیں معاف کیا ہے، اسی طرح تمہیں بھی معاف کرنا چاہیے۔ اور ان سب سے بڑھ کر محبت کو پہنایا جاتا ہے، جو ہر چیز کو کامل ہم آہنگی سے جوڑتا ہے۔ معافی اور محبت خاندان کے اندر اتحاد کو برقرار رکھنے کے لازمی اجزاء ہیں، کیونکہ یہ تنازعات کے وقت میں مفاہمت اور شفا کو فروغ دیتے ہیں۔

1۔ کرنتھیوں 13:4

2۔ افسیوں 4:2-

3۔ امثال 22:6

4۔ کلسیوں 3:13-14

بائبل کے عائلی تعلیمات

الہامی تعلیمات کے مطابق نکاح ایک مقدس اور دائمی رشتہ ہے جو محبت، وفاداری اور قربانی پر مبنی ہوتا ہے۔ ازدواجی زندگی میں صبر، ایثار اور باہمی احترام بنیادی اصول سمجھے جاتے ہیں، اور شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہم آہنگی سے زندگی گزارنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نکاح کو ایک ایسا بندھن تصور کیا گیا ہے جس میں دونوں شریک ایک دوسرے کے لیے سہارا اور راحت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

ازدواجی رشتے کو نبھانے کے لیے صلح جوئی، معافی اور درگزر کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اختلافات اور مسائل زندگی کا حصہ ہوتے ہیں، لیکن ان کو محبت اور حکمت کے ساتھ حل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ الہامی تعلیمات شوہروں کو نصیحت کرتی ہیں کہ وہ اپنی بیویوں سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں، جبکہ بیویوں کو اپنے شوہروں کے ساتھ وفاداری اور عزت کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اگرچہ نکاح کو ایک پائیدار رشتہ قرار دیا گیا ہے، مگر بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔ الہامی تعلیمات میں طلاق کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے، لیکن بعض صورتوں میں جیسے خیانت یا شدید ازدواجی مسائل کے سبب، اسے بطور ایک سماجی حل تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ طلاق صرف مخصوص وجوہات کی بنیاد پر دی جاسکتی ہے اور اسے بغیر کسی معقول سبب کے اختیار کرنا ناپسندیدہ عمل سمجھا جاتا ہے۔

خاندان ایک بنیادی سماجی اکائی ہے، اور اس کے استحکام کے لیے میاں بیوی کے درمیان محبت، عزت اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی صلاحیت ضروری ہے۔ الہامی تعلیمات کے مطابق، ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے جذبات اور ضروریات کا خیال رکھیں اور ہر ممکن حد تک مسائل کو گفت و شنید سے حل کریں۔ تاہم، اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ ازدواجی زندگی کو برقرار رکھنا ممکن نہ رہے اور دونوں کے لیے علیحدگی ہی بہترین راستہ ہو، تو طلاق کو آخری حل کے طور پر اختیار کیا جاسکتا ہے۔

البتہ بائبل طلاق کے بارے میں بات کرتے وقت ملاکی کے روسے الفاظ کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

"خُدا فرماتا ہے مَیں طلاق سے بیزار ہُوں۔"

بائبل طلاق کے لیے ممکنہ طور پر جو بھی وجوہات پیش کرتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ اُن صورتوں میں طلاق واقع ہو۔ بلکہ بائبل طلاق لینے / دینے کی دو واضح بنیادیں پیش کرتی ہے:

(1) حرامکاری[1]

1- متی 19:9؛5:32

(2) غیر ایماندار جیون ساتھی کی طرف سے چھوڑ دیا جانا[1]۔

یہاں تک کہ ان دو بیانات میں بھی طلاق کا تقاضا اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حرامکاری اور ترک کیا جانا طلاق کی بنیادیں (یعنی طلاق کے لیے چُھوٹ / اجازت) ہیں۔ اعتراف، معافی، صلح اور بحالی ہمیشہ پہلے اقدامات ہونے چاہییے۔ اور طلاق کو صرف آخری انتخاب کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

بائبل واضح طور پر جو کچھ کہتی ہے کیا اس کے علاوہ طلاق کی کوئی اور بنیادیں ہیں؟ ہو سکتی ہیں، لیکن ہم خود سے فرض کر کے اُسے کلام مقدس سے منسوب نہیں کر سکتے۔ بائبل جو کچھ فرماتی ہے اُس سے آگے بڑھ جانا انتہائی خطرناک بات ہے[2]۔

طلاق کے لیے اضافی بنیادیں / وجوہات جن کے بارے میں لوگ اکثر پوچھتے ہیں وہ جیون ساتھی کے ساتھ (جذباتی یا جسمانی) بدسلوکی، بچّوں کے ساتھ زیادتی، فحش نگاری کی لت، منشیات / شراب کا استعمال، جرم / قید اور مالی معاملات میں بدنظمی (جیسے کہ جوئے کی لت کے ذریعے سے مالی انتظام کو خراب کرنا) ہیں۔ اِن میں سے کسی کے بارے میں بھی طلاق کے لیے واضح بائبلی بنیاد / وجہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کا لازمی طور پر یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اِن میں سے کسی کو بھی خدا طلاق کی بنیاد کے طور پر منظور نہیں کرے گا۔ مثال کے طور پر یہ تصور نہیں کر سکتے کہ خدا ایسا چاہے گا کہ کوئی بیوی ایک ایسے شوہر کے ساتھ رہے جو اُس کے اپنے بچّوں کے ساتھ جسمانی بدسلوکی کرتا ہے۔ ایسی صورتحال میں بیوی کو یقینی طور پر خود کو اور اپنے بچّوں کو بدسلوک شوہر سے الگ کر لینا چاہیے۔

تاہم ایسی صورت میں بھی علیحدگی کا وقت توبہ اور بحالی کے مقصد کا حامل ہونا چاہے نہ کہ فوراً طلاق کی کارروائی شروع کرنے کے لیے۔ مذکورہ بالا طلاق کے لیے بائبلی بنیادیں / وجوہات نہیں ہیں مگر بلاشبہ یہ بھی نہیں کہہ رہے ہیں کہ ایک مرد / عورت جس کا جیون ساتھی اس طرح کی سرگرمیوں میں ملوث ہے اُسے اُس صورتحال میں رہنا چاہیے۔ اگر خود کے لیے یا بچّوں کے لیے کوئی خطرہ ہے تو علیحدگی اختیار کرنا ایک اچھا اور مناسب قدم ہے۔

طلاق کے لیے بائبلی بنیادوں / وجوہات اور طلاق اور دوبارہ شادی کے لیے بنیادوں / وجوہات کے درمیان فرق کرنا اس معاملے کو دیکھنے کا ایک اور طریقہ ہے۔ کچھ لوگ طلاق کے لیے اوپر بیان کردہ دو بائبلی بنیادوں کی تشریح کچھ اس طرح سے کرتے ہیں کہ یہ طلاق کے بعد دوبارہ شادی کی واحد بنیادیں ہیں لیکن دیگر صورتوں میں دوبارہ شادی کے بغیر طلاق کی اجازت دیتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک معقول تشریح ہے مگر یہ خدا کے کلام کے ساتھ

1۔ کرنتھیوں 7:15

2۔ ایضاً

اپنی طرف سے ایک مفہوم منسوب کرنے کے قریب تر معلوم ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ طلاق کے لیے بائبلی بنیادیں کیا ہیں ؟اس کا جواب بدکاری اور غیر ایماندار ساتھی کی طرف سے چھوڑ دیا جانا ہے۔ کیا اِن دونوں کے علاوہ بھی طلاق کے لیے کوئی اور بنیادیں / وجوہات ہیں ؟ ممکنہ طور پر ہو سکتی ہیں۔ کیا طلاق کے بارے میں کبھی غیر سنجیدہ ہونا یا اُسے پہلے انتخاب کے طور پر استعمال کیا جانا چاہیے ؟ بالکل نہیں۔ خدا کسی بھی شخص کو بدلنے اور اُس کی اصلاح کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ خدا کسی بھی شادی کو صحت مند بنانے اور تجدید بخشنے پر قادر ہے۔ طلاق صرف اور صرف ایسے گھناؤنے گناہ کے رَدِ عمل میں ہونی چاہیے جو بار بار دہرایا جائے اور اُس سے توبہ نہ کی جائے۔ بائبل میں طلاق کو ناپسندیدہ عمل سمجھا گیا ہے، اور اس کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے:

1. **عہد نامہ قدیم میں طلاق**

عہد نامہ قدیم میں، طلاق کو بعض حالات میں قبول کیا گیا ہے۔ *استثنا* میں بیان ہے کہ اگر کسی کو اپنی بیوی میں کوئی عیب نظر آئے تو وہ اسے طلاق دے سکتا ہے، مگر اس کے بعد اس بیوی سے دوبارہ شادی کرنا ممنوع ہے[1]۔ طلاق کو قانونی اور واضح بنایا گیا تا کہ اس میں انصاف کو یقینی بنایا جا سکے۔

2. **عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم**

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے طلاق کے بارے میں سخت موقف اپنایا اور اسے محدود کیا۔ *متی* میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جو خدا نے ملایا ہے، انسان اسے جدا نہ کرے" اور طلاق صرف زنا کے باعث دی جا سکتی ہے۔[2]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطابق طلاق خدا کی مرضی کے خلاف ہے اور شادی کو عمر بھر کے لیے مقدس اور قائم رکھنے کا حکم ہے۔

3. **پولس رسول کی تعلیم**

پولس رسول نے بھی طلاق کے خلاف نصیحت کی اور کہا کہ اگر کوئی جوڑا مشکل میں ہو، تو انہیں صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔ 1 کرنتھیوں میں پولس نے زور دیا کہ شادی شدہ جوڑوں کو اپنی زندگی کو مل جل کر گزارنا چاہیے اور علیحدگی سے بچنا چاہیے۔ اگر کسی کا غیر مومن شریک حیات علیحدگی چاہے تو علیحدہ ہو سکتا ہے، مگر بہترین یہی ہے کہ تعلق کو برقرار رکھا جائے۔[3]

1۔ استثنا 24:1-4

2۔ متی 19:3-9

3۔ کرنتھیوں 7:10-16

آپ ﷺ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے:

" ((أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ)) ۔[1]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

دین اسلام میں بھی اسی طرح نکاح کے مقاصد کو بیان کیا گیا ہے کہ اسے نبھایا جائے اور اس کے ذریعے میاں بیوی سکون پائے، لیکن اسی طرح اگر ایسے وجوہات مل جائیں جن کی موجودگی میں انسانی زندگی میں تنگی، مسلسل پریشانی، ناچاقی رہے اور مقاصد نکاح کے حصول ممکن نہ رہے تو طلاق کا ناپسندیدگی کے باوجود اختیار کرنے کے لیے گنجائش رکھی گئی ہے۔

انہی تعلیمات وہدایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں الہامی تعلمیات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

وراثت کے بارے میں بائبل کی تعلیمات

بائبل میں وراثت کو خاندان میں ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل کرنے کا اصول بتایا گیا ہے، اور اس میں انصاف اور منصفانہ تقسیم کی تعلیم دی گئی ہے:

پہلوٹھے کی وراثت

عہد نامہ قدیم میں، پہلوٹھے بیٹے کو خصوصی حقوق دیے گئے ہیں۔ استثنا میں کہا گیا ہے کہ پہلوٹھا بیٹا دُگنی وراثت پاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پہلوٹھا بیٹا اپنے خاندان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی ذمہ داریوں کو نبھا سکے۔[2]

بیٹیوں کی وراثت

بائبل میں بیٹیوں کو بھی وراثت دینے کی مثال ملتی ہے، جیسا کہ گنتی میں ذکر ہے کہ "صلفحاد[3] کی بیٹیاں، جن کا کوئی بھائی نہیں تھا، اپنے والد کی جائیداد میں سے حصہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ یہ واقعہ اس بات کی وضاحت کرتا

1۔ سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث:2178

2۔ استثنا21:15-17

3۔ صلُفحاد (Zelophehad) بائبل کے عہدِ قدیم میں ذکر کیا گیا ایک شخصیت ہے، جو گنتی 27 میں پایا جاتا ہے۔ وہ قبیلہ منسی سے تعلق رکھتا تھا اور بیٹے نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی بیٹیوں نے وراثت کا حق مانگا تھا۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس نے بائبلی شریعت میں ایک بڑی تبدیلی پیدا کی۔ (Freeman, James M. *Manners and Customs of the Bible*.,p103,105)

ہے کہ وراثت میں انصاف کو یقینی بنایا جانا چاہیے "۔[1]

وراثت میں انصاف اور سخاوت

بائبل میں وراثت میں انصاف اور سخاوت پر زور دیا گیا ہے، تاکہ سبھی کو ان کے حق کے مطابق حصہ ملے۔ اس سے معاشرتی عدم مساوات اور تنازعات کو کم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ جیسا کہ چند سطور پہلے وراثت کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً پہلوٹھے بیٹے کی وراثت اور بیٹیوں کی وراثت کے بارے میں

معاشی نظام کے بارے میں بائبل کی تعلیمات

بائبل میں معاشی نظام کو دیانت داری، انصاف، اور سخاوت کے اصولوں پر استوار کیا گیا ہے تاکہ معاشرتی ترقی اور خوشحالی ممکن ہو۔

الہامی تعلیمات میں اجتماعی اور سماجی مساوات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ جس سے معاشرے میں امن وسکون برقرار رہتا ہے۔

محنت اور مزدوری کی اہمیت

بائبل میں محنت کرنے اور اپنی روزی خود کمانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ *امثال* میں بیان کیا گیا ہے،

"جو اپنی زمین کو جوتتا ہے، وہ روٹی سے بھر جائے گا۔"[2]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محنت کو ایک اہم اصول کے طور پر سمجھا گیا ہے۔ اور یہ الہامی تعلیمات کی خصوصیت ہے کہ انسان خودار ہو، محنت ومشقت کو شعار بنائے، اور سوال کرنے سے اپنی شخصیت کو متاثر نہ ہونے دیا جائے، بلکہ دوسروں کا معاون ومددگار بنا رہے۔

انہی الہامی تعلیمات کی بدولت سماجی دکھ درد اورانسانی بھائی چارہ کی وجہ سے انسانی معاشرہ اخوت ومحبت کا گہوارہ بنا رہتا ہے اورانسان ایک دوسرے سے مستفید ہوتے ہیں۔

غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد

بائبل میں بار بار غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد پر زور دیا گیا ہے۔ *احبار* میں کسانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ اپنی فصل کا کچھ حصہ غریبوں کے لیے چھوڑ دیں، تاکہ معاشرے میں کوئی بھوکا نہ رہے۔[3]

1۔ گنتی 27:1-11

2۔ مثال 28:19

3۔ احبار 19:9-10

قرض اور سود کے متعلق اصول

بائبل میں سود لینے اور بے جا قرض دینے سے منع کیا گیا ہے۔خروج میں ذکر ہے کہ اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دو،اور اگر کوئی قرض لیتا ہے تو اسے بروقت ادا کیا جائے[1]۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ معاشی استحصال سے بچا جائے اور سماجی، ہمدردی کو فروغ دیا جائے۔نہ کہ سودی لین دین سے سماجی بدحالی ہو اور معاشرہ معاشی تنگی کا شکار رہتا رہے اس لیے سود ہمیشہ الہامی تعلیمات میں ممنوع اور ناپسندیدہ رہا ہے۔[2]

زکوٰۃ اور سخاوت

بائبل میں سخاوت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔کرنتھیوں 2 میں کہا گیا ہے کہ

"خدا خوش دلی سے دینے والے کو پسند کرتا ہے۔"[3]

بائبل کے مطابق، سخاوت کرنے سے برکت ملتی ہے اور اس سے معاشرے میں محبت اور اتحاد بڑھتا ہے۔

یہ الہامی تعلیمات کی خصوصیت ہے کہ جس میں انسانوں سے ہمدردی اور تعاون کو سراہا گیا ہے خدا نے اسے اپنی خوشنودی کا پروانا قرار دیا ہے۔

خاندان کے متعلق بائبل میں ذکر کردہ آیات

- "اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرو، تا کہ تمہاری عمر اس ملک میں لمبی ہو جو خداوند تمہارا خدا تمہیں دے رہا ہے۔[4]"
- "شوہرو، اپنی بیویوں سے پیار کرو، جیسا کہ مسیح نے کلیسا سے محبت کی اور اس کے لیے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔[5]"
- "ایک دوست ہر وقت پیار کرتا ہے، اور ایک بھائی مصیبت کے وقت پیدا ہوتا ہے[6]".

1۔ خروج 22:25

2. Matthew Henry, Commentary on the Whole Bible, vol. 1 (Glasgow: William Collins, 1850), Exodus 22:25–p-117–116

3۔ کرنتھیوں 9:7

4۔ خروج 20:12

5۔ افسیوں 5:25

6۔ امثال 17:17

- "بچے کی تربیت اس راستے پر کرو جس طرح اسے جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ جب وہ ہے پرانے وہ اس سے نہیں ہٹے گا۔[1]"
- "لیکن اگر کسی بیوہ کے بچے یا پوتے پوتیاں ہوں تو وہ پہلے اپنے پر دینداری کرنا سیکھیں۔ خود گھریلو اور اپنے والدین کے پاس کچھ واپس کرنے کے لئے، کیونکہ یہ خدا کی نظر میں پسند ہے[2]".
- "شادی کرنے دو منعقد کیا جائے سب کے درمیان عزت کے ساتھ، اور شادی کے بستر کو بے داغ رہنے دو، کیونکہ خدا بدکاری اور زناکاروں کا فیصلہ کرے گا۔[3]"
- " اور یہ باتیں جو میں آج تمہیں حکم دیتا ہوں تمہارے دل پر ہوں گے۔ تُو اُن کو تندہی سے پڑھائے بچوں، اور جب آپ اپنے گھر میں بیٹھیں گے، جب آپ راستے میں چلیں گے، جب آپ لیٹیں گے، اور جب آپ اٹھیں گے تو ان کے بارے میں بات کریں گے۔[4]"
- "لیکن اگر کوئی اپنے رشتہ داروں اور خاص طور پر اپنے گھر کے افراد کی کفالت نہ کرے تو اس نے ایمان کا انکار کیا اور کافر سے بھی بدتر ہے۔[5]"
- "اس لیے ایک دوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور ایک دوسرے کے لیے دعا کریں، کہ آپ کو شفا مل سکتی ہے . ایک نیک آدمی کی دعا میں بڑی طاقت ہے جیسا کہ یہ کام کر رہی ہے"۔[6]"

1۔ امثال22:6
2۔ تیمتھیس5:4
3۔ عبرانیوں13:4
4۔ استثنا6:6-7
5۔ تیمتھیس5:8
6۔ جیمز5:16

فصل دوم

خاندانی نظام سے متعلق بائبل کے بیان کردہ اصول و تعلیمات

خاندانی نظام کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے، اور اس کی مضبوطی اور استحکام سے ہی ایک متوازن اور پرامن معاشرے کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔ بائبل میں خاندانی زندگی کے اصولوں اور تعلیمات پر خصوصی زور دیا گیا ہے، جن میں شادی کا تقدس، والدین اور اولاد کے باہمی تعلقات، اور خاندان کے افراد کے درمیان محبت، احترام، ایثار اور ذمہ داری جیسے بنیادی اقدار شامل ہیں۔ بائبل کی تعلیمات خاندان کو ایک مقدس ادارہ قرار دیتی ہیں، جہاں باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی، صبر و تحمل، اور قربانی جیسے اوصاف کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

بائبل میں شادی کو صرف ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ الٰہی منصوبے کا حصہ قرار دیا گیا ہے، جس میں میاں بیوی کے درمیان وفاداری، اخلاص اور باہمی احترام کو لازمی عنصر سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح، والدین کی ذمہ داری صرف بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت تک محدود نہیں بلکہ ان کی روحانی اور اخلاقی نشوونما پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اولاد کو والدین کی عزت و تکریم کا حکم دیا گیا ہے، جو خاندانی نظام میں استحکام اور محبت کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس فصل میں بائبل کی روشنی میں خاندانی نظام کے اصول و تعلیمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا، جس میں شادی، والدین اور اولاد کے باہمی تعلقات، عائلی زندگی میں پیش آنے والے مسائل اور ان کے حل، اور خاندان میں اتحاد و یکجہتی کی اہمیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

خاندانی تعلقات کے لیے بائبل کے اصول

خاندان معاشرے میں ضروری اکائیاں ہیں جو ایک دوسرے کو مدد، محبت اور رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

خاندانی رشتوں کی اہمیت

بائبل میں خاندانی رشتوں کی اہمیت پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ جب خاندانی زندگی اتار چڑھاؤ سے گزرتے ہیں، تو ہدایت اور حکمت کے لیے خدا کے کلام کی طرف رجوع کرنا فائدہ مند ہے۔ آیئے خاندان کے بارے میں بائبل کی کچھ طاقتور آیات کو دریافت کریں جو خاندان کے ساتھ ہمارے تعلقات کو مضبوط اور پروان چڑھانے میں مدد کر سکتی ہیں۔

پس مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر اپنی بیوی کو مضبوطی سے پکڑے گا اور وہ ایک جسم ہو جائیں گے۔[1]

باب پیدائش کی یہ آیت خاندانی اکائی کی بنیاد رکھتی ہے، جو شوہر اور بیوی کے درمیان مقدس بندھن کو نمایاں کرتی ہے۔ یہ شادی سے ملنے والے اتحاد اور وابستگی پر زور دیتے ہوئے، اپنے شریک حیات کے ساتھ ایک نیا خاندان بنانے کے لیے دوجان ایک قالب بننے پر زور دیتی ہے اپنے اَصل خاندان کو چھوڑنے کی بنیادی حکمت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

الہامی تعلیمات کو ہر چیز پر مقدم رکھنا

بچو، خداوند میں اپنے والدین کی اطاعت کرو، کیونکہ یہ صحیح ہے۔ 'اپنے باپ اور ماں کی عزت کرو' (یہ وعدہ کے ساتھ پہلا حکم ہے)، 'تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم ملک میں لمبی عمر پاؤ۔' باپو، اپنے بچوں کو غصہ نہ دلاؤ، بلکہ خداوند کی ہدایت میں ان کی تربیت و پرورش کرو۔[2]

افسیوں کے ان آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ باپ ہو یا بچے سب کو اپنے رب کی تعلیمات وہدایات کو یہ کام میں ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے جو زندگی میں تمام برکتوں کا پیش خیمہ ہے، ایک خاندان میں بچوں اور والدین دونوں کی ذمہ داریوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ باہمی تعلق خاندانی اکائی کے اندر احترام اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔

بچے کو اس راستے پر تربیت دیں جس طرح اسے جانا چاہئے؛ وہ بوڑھا ہو کر بھی اس سے نہیں ہٹے گا۔[3]

امثال کی یہ آیت بچے کے عقائد اور اقدار کی تشکیل میں والدین کی رہنمائی کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اپنے بچوں میں خدائی اصولوں اور تعلیمات کو ڈال کر، والدین اس میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ خاندان کی روحانی بنیاد, خدا کے ساتھ زندگی بھر کے تعلق کے لیے مرحلہ طے کرتا ہے۔

صبر وبرداشت وعفودرگزر کے اصول

ایک دوسرے کو ساتھ برداشت کرو اور ایک دوسرے کو معاف کرو اگر تم میں سے کسی کو کسی سے کوئی شکایت ہو۔ تو معاف کرو جیسے رب نے تمہیں معاف کیا ہے۔ اور یہ تمام خوبیاں محبت کو فروغ دیتی ہے، جو ان سب کو

1۔ پیدائش 24:2

2۔ افسیوں 1:6-4

3۔ نیتیوچن 6:22

کامل اتحاد میں باندھ دیتی ہیں۔[1]

کولسیوں کے اس ایات میں، خاندان کے اندر معافی اور محبت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ ایک دوسرے کے لیے معافی اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے سے خاندان کے افراد میں تعلقات، اتحاد، ہم آہنگی اور مضبوطی پیدا کر سکتے ہیں۔

صبر اور تحمل کا اصول

خاندانی تعلقات میں صبر اور تحمل ضروری ہیں تا کہ مشکلات اور تنازعات کو بہتر طریقے سے حل کیا جا سکے۔ افسیوں میں کہا گیا ہے:

"ہر طرح کی فروتنی اور حلم کے ساتھ صبر سے، محبت میں ایک دوسرے کو برداشت کرو۔"[2]

مستقبل کی فکر مندی اور صلاح اپنانے کے اصول

دیکھو، بچے رب کی طرف سے میراث ہیں، رحم کا پھل ایک انعام ہے. جیسے جنگجو کے ہاتھ میں تیر اس کی جوانی کے بچے ہوتے ہیں۔ مبارک ہے وہ آدمی جو ان سے اپنا ترکش بھرتا ہے۔[3]

زبور کی اس ایت میں بچوں کے تحفے اور وہ برکت کا جشن مناتا ہے جو وہ ایک خاندان کو لاتے ہیں۔ بچوں کو رب کی طرف سے میراث کے طور پر بیان کیا گیا ہے، خاندانی اکائی میں ان کی قدر اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ جیسا کہ والدین اپنے بچوں کی پرورش اور رہنمائی کرتے ہیں، وہ اپنے خاندان کی میراث اور مستقبل میں حصہ ڈالتے ہیں۔

ان بائبل کے اصولوں کو خاندان میں شامل کرنا زندگی میں محبت، احترام اور ایمان پر مضبوط اور صحت مند تعلقات کو فروغ دینے میں مدد کر سکتے ہیں۔ اپنے خاندانوں کو خدا کے کلام اور تعلیمات کے گرد مرکوز کرنے سے، ہم خاندانی زندگی کے چیلنجوں اور خوشیوں کو حکمت اور فضل کے ساتھ رہنمائی کر سکتے ہیں۔ بائبل میں مزید بھی کچھ اصول ذکر کی گئی ہیں ان کو درج ذیل ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے:

بائبل میں خاندانی تعلقات کو خوشگوار اور مضبوط بنانے کے لیے کئی اہم اصول بیان کیے گئے ہیں۔ یہ اصول محبت، عزت، وفاداری، اور دیانتداری پر مبنی ہیں اور خاندان کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ذیل میں بائبل کے

1۔ کولوسین 3:13-14

2۔ افسیوں 4:2

3۔ زبور 127:3-5

مطابق خاندانی تعلقات کے چند اہم اصول درج ہیں:

محبت کا اصول

بائبل میں محبت کو خاندانی تعلقات کی بنیاد قرار دیا گیاہے۔شوہر اور بیوی کے تعلقات میں محبت سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے:

"اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے کلیسا سے محبت کی اور اپنے آپ کو اس کے لیے قربان کر دیا۔"[1]

اسی طرح بیویوں کو شوہروں کی عزت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔[2]

خاندان کی بنیادی اکائی میاں بیوی کو محبت کے اصول میں باہم یک دیگرے پیوست کر دیتاہے ۔یہ اصول خاندان کے استحکام میں سنگ میل کی حیثیت رکھتاہے۔

عزت اور احترام کا اصول

بائبل میں شوہر، بیوی، والدین اور بچوں سب کو ایک دوسرے کی عزت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔عزت خاندانی تعلقات کو مضبوط بناتی ہے:

"خدا کے خوف میں ایک دوسرے کے تابع رہو۔"[3]

اس اصول کے تحت تمام خاندانی افراد کو ایک دوسرے کی عزت اور احترام کرنے کا حکم دیا گیاہے۔اس اصول کا خیال رکھتے ہوئے افرد کنبہ بنیان مرصوص بن سکتے ہیں باہر کے مداخلت یاخوشکواری سے بآسانی بچ سکتے ہیں۔

شفقت و محبتِ پدری

والدین کو بچوں کی تربیت اور رہنمائی کرنے کی ذمہ داری تو دی گئی ہے تاکہ وہ صحیح راستے پر چل سکیں۔تاہم اس تربیت میں شفقت و محبت پدری کو بنیادی رول ہے جس کی طرف امثال یوں اشارہ ملتاہے:

"بچے کو اس کی راہ میں تربیت دے، اور جب وہ بوڑھا ہو گا تو وہ اس سے نہیں ہٹے گا۔"[4]

1۔ افسیوں 5:33

2۔ افسیوں 5:33

3۔ افسیوں 5:21

4۔ امثال 22:6

بچوں کا والدین سے نہ ہٹنے کی وجہ محبت و شفقت پدری کا جذبہ ہے۔ جیسا کہ افسیوں میں وارد ہے:

والدین کو اپنے بچوں کی پرورش محبت اور شفقت سے کرنی چاہیے۔[1]

پدری محبت کی فرمانبرداری

بچوں کو والدین کی عزت اور فرمانبرداری کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس اصول کو اپناتے ہوئے بچے اپنے عمر درازی کے حکمت کو پا سکتے ہیں جیسا کہ خروج میں لکھا ہے:

"اپنے والد اور اپنی ماں کی عزت کرتا کہ تیری عمر دراز ہو۔"[2]

یہ اصول بچوں کو والدین کے احترام اور ان کی اطاعت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خاندان میں لڑائی جھگڑے نہ ہو پر سکون زندگی کی راز ہے، جس سے انسان لطف اندوز ہو سکتا ہے لیکن اگر لڑائی ہو پر خاندان میں سکون غارت ہو تو طویل زندگی بھی عذاب بنتی ہے۔ اور انسان اس سے کما حقہ مستفید نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قابل قدر کام سرانجام دے سکتا ہے۔ لہٰذا الہامی تعلیمات اور اصول انہی سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتی ہیں۔

معافی اور درگزر کا اصول

بائبل میں معافی اور درگزر کا اصول خاندانی تعلقات میں بہت اہم اصول کے طور پر سامنے آتا ہے۔ خاندان میں اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دینے کی ترغیب دی گئی ہے اس سلسلے میں کلسیوں کہتا ہے:

"ایک دوسرے کو برداشت کرو اور اگر کسی کو شکایت ہو تو معاف کرو، جیسے خداوند نے تمہیں معاف کیا ویسے تم بھی معاف کرو۔"[3]

ہمیشہ سے انسان خدا سے معافی کا طلب گار رہا ہے اور خدا بھی ایسے کو پسند فرماتا ہے خطائے آدم کے ضمن میں یہی تعلیم دی گئی ہے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾[4]

باہمی مدد اور خدمت کا اصول

بائبل کے مطابق، خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کی مدد پر ابھارا گیا ہے اور باہمی خدمت کے ذریعے

1۔ افسیوں 6:4

2۔ خروج 20:12

3۔ کلسیوں 3:13

4۔ الاعراف 23:

محبت اور تعلق کو مضبوط کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسا کہ گلتیوں میں بیان کیا گیا ہے:

"محبت سے ایک دوسرے کی خدمت کرو۔"[1]

کیونکہ محبت فاتح عالم ہے جیسا کہ اقبال نے کہا ہے۔

یقین، محکم، عمل، پیہم، محبت، فاتح عالم   جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں۔[2]

سچائی اور دیانت کا اصول

خاندانی تعلقات میں سچائی اور دیانتداری کو بھی بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ افسیوں میں کہا گیا ہے:

"جھوٹ بولنا چھوڑ دو اور ہر ایک اپنے پڑوسی سے سچ بولو۔"[3]

الہامی تعلیمات میں سچائی اور دیانتداری پر بہت زور اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ انسانی سماجی ضرورت ہے اس کے بغیر انسان کی انسانیت خطرے میں پڑ جاتی ہے خاص کر قرآن مجید میں اور احادیث نبویہ ﷺ میں بغیر سچائی و دیانتداری کے ایمان کو نامعتبر قرار دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ﴾[4]

"یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ))[5]

ترجمہ: جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، اور جس شخص کا عہد نہیں اس کا کوئی دین ہی نہیں۔

صاحب بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ نے اس کے حدیث حسن قرار دیا ہے۔[6]

بائبل کے یہ اصول خاندانی تعلقات میں محبت، عزت، معافی، صبر، اور سچائی کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان

1۔ گلتیوں 5:13

2۔ علامہ محمد اقبال، بانگِ درا، نظم" : مسلمانوں کی ملّی زندگی" مکتبہ علامہ اقبال اکادمی پاکستان، شائع شدہ: 1924

3۔ افسیوں 4:25

4۔ المائدۃ: 119

5۔ مشکوۃ المصابیح، علامہ ولی الدین تبریزی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2012،

6۔ بیہقی، ال: 24 سنن الکبریٰ 288/6، 931 شعب الایمان، احمد، 3/135 ح 12383، ابن ابی شیبہ، 11/11، عبد بن حمید، المنتخب: 1198، اور البغوی فی شرح السنۃ 1/75 ح 38، و قال: ھذا حدیث حسن۔

اصولوں پر عمل کرنے سے خاندان میں خوشی، سکون، اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔

خاندانی اقدار اور کتاب مقدس

خاندان ایک مقدس ادارہ ہے۔خود پوری بائبل (عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید) میں خاندانی اقدار کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔خاندانی اکائی اس طرح تلازم و تسلسل کے ساتھ معاشرے کی بنیاد، رشتوں کو پروان چڑھانا اور کلیدی اقدار کو نسل در نسل منتقل کرنے کے لیے ایک سیاق وسباق فراہم کرتا دکھائی دیتا ہے۔

خاندان کے بارے میں بائبل کی کچھ اہم آیات کو یہاں ذکر کرنا ضروری ہیں جو خدا کی نظر میں اس ادارے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔انسانوں کو راہِ سنگ میل فراہم کرتی ہے۔

رشتہ ازواج کی تقدس

عہد نامہ قدیم میں، خاندان اجتماعی بہبود اور ایمان کے خاتمے کے لیے ضروری تھا۔کتاب پیدائش بیان کرتی ہے:

"اس لیے ایک آدمی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر اپنی بیوی کو مضبوطی سے تھامے گا، اور وہ ایک جسم ہو جائیں گے۔"[1]

اس آیت کی رو سے میاں بیوی خاندان کی بنیاد اکائی کے طور پر سامنے آتے ہیں، شوہر اور بیوی کے درمیان فطری یگانگت، اتحاد پر زور دیتی نظر آتی ہے۔قرآن مجید کے زبان دونوں ایک جسم کے مانند قرار دیئے بائبل کی یہ آیت اسی فطری ہم آہنگی کی ترجمان ہے۔

پرانا عہد نامہ بھی اپنے والدین کی عزت کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے: خروج حکم دیتا ہے،:

"اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرو، تاکہ تمہاری عمر اس ملک میں لمبی ہو جو ـــــ۔ تمہارا خدا تمہیں دے رہا ہے۔"[2]

یہ آیت خاندانی اکائی کے اندر احترام اور اطاعت شعاری کی قدر کو اجاگر کرتی ہے۔

نئے عہد نامہ میں منتقل ہوتے ہوئے، ہم یسوع کو خاندانی اقدار کی اہمیت کی تصدیق کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔مرقس میں، یسوع نے پیدائش اور اعلان کرتا ہے،

1۔ پیدائش2:24

2۔ خروج20:12

"لیکن تخلیق کے آغاز سے، 'خدا نے انہیں مرد اور عورت بنایا۔[1]

" . لہٰذا آدمی اپنے باپ کو چھوڑ دے گا اور ماں اور اپنی بیوی کو مضبوطی سے پکڑے رہیں، اور دونوں ایک جسم ہو جائیں گے۔ 'پس اب وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اِس لیے جسے خُدا نے جوڑا ہے اُسے انسان الگ نہ کرے۔"

یسوع شادی کے تقدس اور خاندانی اکائی کے اتحاد کا اعادہ کرتا ہے۔ مزید بر آں، افسیوں ہدایت کرتا ہے،"

"بچو، خداوند میں اپنے والدین کی اطاعت کرو، کیونکہ یہ صحیح ہے۔ 'اپنے باپ اور ماں کی عزت کرو' (یہ وعدہ کے ساتھ پہلا حکم ہے)، 'تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم ملک میں طویل عرصے تک زندہ رہو۔[2] "

نئے عہد نامے کا یہ اقتباس پرانے عہد نامے کے والدین کی عزت کرنے کے حکم کو تقویت دیتا ہے، برکتوں پر زور دیتا ہے۔

آخر میں، خاندان کے بارے میں بائبل کی آیات کو تلاش کرنا ایک فائدہ مند اور روشن کوشش ہے۔ بائبل کے صحیفے افراد اور خاندانوں کے لیے لازوال حکمت، رہنمائی اور حوصلہ افزائی پر مشتمل ہیں۔ والدین کی عزت کی اہمیت سے لے کر خاندانی اکائی کے اندر محبت اور اتحاد کی اہمیت تک، بائبل گہری بصیرت پیش کرتی ہے جو خاندانی تعلقات کو مضبوط اور بہتر بنا سکتی ہے۔ مومنوں کے طور پر، ہم کہا جاتا ہے ان اصولوں کو ہمارے اندر لاگو کرنے کے لیے خود زندہ رہتا ہے اور خدا کے کلام کو اس کے الٰہی منصوبے کے مطابق ہمارے خاندانوں کو تشکیل دینے اور ڈھالنے کی اجازت دیتا ہے۔ دُعا ہے کہ ہم مسلسل الہامی تعلیمات سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں گے جب ہم مضبوط، محبت کرنے والے، اور خُدا کے مرکز میں گھرانے کی کوشش کرتے ہیں جو اُس کے جلال کو ظاہر کرتے ہیں۔

اختتامی کلمات

بائبل کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاندانی نظام انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ بائبل نہ صرف خاندان کی تشکیل کو اہم قرار دیتی ہے بلکہ اس کے اندر محبت، عزت، صبر، وفاداری، اور قربانی جیسے اصولوں کو بھی بنیادی اہمی دیتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے تعلقات ہوں یا والدین اور اولاد کے درمیان معاملات، ہر پہلو پر بائبل کی رہنمائی موجود ہے۔

1۔ مرقس 10:6

2۔ افسیوں 6:1-3

بائبل والدین کو بچوں کی تربیت، رہنمائی اور خدا کے راستے پر چلانے کی تاکید کرتی ہے۔ اسی طرح بچوں کو والدین کی عزت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے تاکہ خاندانی نظام مضبوط ہو اور نسل در نسل محبت اور ایمان کا ماحول قائم رہے۔

خاندان میں اگر مشکلات پیدا ہوں تو ان کا حل محبت، معافی اور باہمی مشورے سے نکالنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ طلاق کو صرف مخصوص وجوہات کی بنیاد پر اجازت دی گئی ہے اور اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر، بائبل خاندانی زندگی کو خدا کا منصوبہ قرار دیتی ہے، اور ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم اپنے رشتوں کو نیکی، محبت اور عدل پر قائم رکھیں تاکہ ایک پرامن اور مضبوط معاشرہ تشکیل پا سکے۔

باب سوم

پاکستانی مسیحی فرقے اور ان کے خاندانی نظام

فصل اول

پاکستانی مسیحی برادری کے مختلف فرقے

فصل دوم

مختلف فرقوں کے رو سے مسیحی خاندانی نظام

فصل اول

پاکستانی مسیحی برادری کے مختلف فرقے

پاکستان میں مسیحی برادری مختلف مذہبی فرقوں پر مشتمل ہے، جو اپنے عقائد، عبادات، اور رسم و رواج کے لحاظ سے ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔ ان فرقوں کی مذہبی تعلیمات، نظریات اور عباداتی طریقے مختلف ہونے کے باوجود ان کا بنیادی عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور انجیل مقدس کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ پاکستان میں مسیحی برادری کی موجودگی تاریخی اعتبار سے برطانوی دورِ حکومت سے جڑی ہوئی ہے، جب برصغیر میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے مشنری ادارے قائم کیے گئے۔

پاکستان میں مسیحی برادری کے مختلف فرقے موجود ہیں، جن میں سے کچھ روایتی طور پر قدیم کلیسیائی نظام سے وابستہ ہیں، جبکہ کچھ اصلاحی تحریکوں کے نتیجے میں وجود میں آئے ہیں۔ ان فرقوں کے پیروکار عبادات، تنظیمی ڈھانچے، اور عقائد کے لحاظ سے ایک دوسرے سے کچھ فرق رکھتے ہیں، لیکن مجموعی طور پر انجیل کی تعلیمات پر یقین رکھتے ہیں۔

پاکستان کے مختلف علاقوں میں مسیحی برادری کے افراد آباد ہیں، جہاں ان کے گرجاگھر، عبادت گاہیں اور مذہبی ادارے قائم ہیں۔ ان کی موجودگی زیادہ تر شہری اور دیہی علاقوں میں نظر آتی ہے، جہاں وہ مذہبی، تعلیمی، اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

اس فصل میں ان تمام فرقوں کا تفصیلی تعارف پیش کیا جائے گا، جن میں ان کے عقائد، نظریات، عباداتی طریقے، اور پاکستان میں ان کی جغرافیائی تقسیم کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا، تاکہ پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی اور سماجی نظام کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

برادری کے فرق

مسیحیت کے مختلف فرقوں کا وجود اس بات کا غماز ہے کہ اس مذہب میں عقائد، رسومات اور عبادات کے معاملے میں گہرے تنوع اور اختلافات پائے جاتے ہیں۔ یہ تنوع ابتدائی عیسائی دور میں شروع ہوا جب مختلف عقائد، نظریات اور مذہبی رسومات کے حوالے سے مختلف گروپوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے۔ ابتدائی عیسائی کمیونٹیز میں ایمان کی بنیاد پر مختلف تفسیریں، ثقافتی اثرات اور علاقائی روایات تھیں، جو وقتاً فوقتاً مذہبی تقسیم کا سبب بنیں۔[1]

---

1 . Gonzalez, Justo L. The Story of Christianity, Vol. 1: The Early Church to the Dawn of the Reformation.p:52,78

مختلف خطوں اور جغرافیائی علاقوں میں مذہبی خیالات اور روایات میں فرق آنا قدرتی بات ہے۔ عیسائی تاریخ میں جب رومی سلطنت کی شکست اور مشرق و مغرب کی مختلف حکومتوں کے قیام کی صورت میں جغرافیائی تقسیم ہوئی تو ان علاقوں میں مسیحی عقائد کے اظہار میں بھی تبدیلی آئی۔ جیسے مشرقی رومی سلطنت میں آرتھوڈوکس مسیحیت کو فروغ ملا جبکہ مغربی یورپ میں کیتھولک عقائد غالب ہوئے۔ ان تاریخی عوامل کی وجہ سے مسیحیت کے مختلف فرقے اور جماعتیں مختلف جغرافیائی علاقوں میں رائج ہو گئیں۔

یہ تمام عناصر —یعنی عقائد، رسومات، عبادات کے طریقے، جغرافیائی اثرات اور تاریخی پس منظر —مل کر مسیحیت کی مختلف فرقوں کی صورت میں موجودہ تنوع کو جنم دیتے ہیں۔ اس تقسیم نے نہ صرف مذہبی لحاظ سے بلکہ سماجی، ثقافتی اور سیاسی سطح پر بھی مختلف فرقوں اور جماعتوں کی تشکیل کو متاثر کیا۔ مسیحی فرقوں کی تعداد اور تفصیل درج ذیل ہیں:

1. کیتھولک کلیسا

کیتھولک کلیسا (Catholic Church) مسیحیت کا سب سے بڑا فرقہ اس چرچ سے وابستہ ہے، جس کے پیروکاروں کی تعداد دنیا بھر میں تقریباً 1.3 ارب ہے۔ یہ کلیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کی تعلیمات پر مبنی ہے اور اس کا مرکز ویٹیکن سٹی میں واقع ہے، جہاں پوپ (پاپائے اعظم) اس کا روحانی رہنما ہوتا ہے۔ کیتھولک کلیسا کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے قائم کردہ اصل کلیسا ہے اور اس کی قیادت پطرس رسول (Saint Peter) سے شروع ہوتی ہے، جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا پہلا رہنما مقرر کیا تھا۔

جیسا کہ انجیل **متی** میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پطرس ہے، اور میں اِس چٹان پر اپنی کلیسیا
بناؤں گا، اور عالمِ ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے۔"[1]

یہ آیت کیتھولک عقیدے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام نے پطرس کو اپنی کلیسا کے قیام کے لیے منتخب کیا۔

جبکہ یوحنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت پطرس سے کہا:

"میرے بھیڑوں کو چراؤ[2]"

1۔ متی 16:18۔

2۔ یوحنا 21:15-17۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت پطرس کو کلیسا کے رہنما کے طور پر منتخب کیا، جسے کیتھولک کلیسا نے اپنی قیادت کی بنیاد کے طور پر لیا ہے۔

ایک اور مقام پر متی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا:

"تمام قوموں کو شاگرد بناؤ، اور انہیں وہ سب کچھ سکھاؤ جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔[1]"

یہ آیت مسیحیت کے مشن اور عیسیٰ علیہ السلام کے تعلیمات کے پھیلاؤ کا حوالہ دیتی ہے، جس میں کلیسا کے وسیلے سے دنیا بھر میں مسیحیت کی تعلیم دینے کی ذمہ داری بتائی ہے۔ جیسا کہ لوقا میں ہے:

"جو تمہاری سنتا ہے، وہ میری سنتا ہے؛ اور جو تمہیں رد کرتا ہے، وہ مجھے رد کرتا ہے۔[2]"

یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو اتھارٹی دی، جو کلیسا کے رہنماؤں کی اتھارٹی کی تائید کرتی ہے۔

کیتھولیک کلیسائی کی اہم خصوصیات

یہ کلیسا درج ذیل بنیادی خصوصیات کی حامل ہے:

1. **مرکزی قیادت:** کلیسا کا سربراہ پوپ[3] ہوتا ہے، جو پوری دنیا کے کیتھولک مسیحیوں کے لیے روحانی رہنما ہے۔

1۔ متی 28:19-20

2۔ لوقا 10:16، یہ وہی بات ہے کہ جو نبی کی زبان پر ہوتی ہے، کہ پیغمبر خدا کا نمائندہ ہوتا ہے جس کی اطاعت مخاطبین پر لازم ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني. ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جو امیر (حکمران) کی اطاعت کرے، وہ میری اطاعت کرتا ہے، اور جو امیر کی نافرمانی کرے، وہ میری نافرمانی کرتا ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2957)

3۔ پوپ رومن کیتھولک چرچ کا سب سے اعلیٰ روحانی پیشوا ہوتا ہے۔ وہ ویٹیکن سٹی میں مقیم ہوتا ہے اور پوری دنیا کے کیتھولک مسیحیوں کے لیے عقائد، اخلاقیات، اور کلیسائی نظم و نسق کے معاملے میں حتمی اختیار رکھتا ہے۔ کیتھولک عقیدے کے مطابق، پوپ کو رسول پطرس (Saint Peter) کا جانشین سمجھا جاتا ہے۔

(Catechism of the Catholic Church, 1997, §882)

2. ساکرامنٹس: کیتھولک کلیسا سات مقدس رسومات (Sacraments) پر زور دیتی ہے، جن میں بپتسمہ، عشائے ربانی، اور اعتراف گناہ شامل ہیں۔

3. عقیدہ اور عبادات: عقائد کے حوالے سے تثلیث (Trinity)، کنواری مریم (Virgin Mary) کی معصومیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کفارہ گناہ پر ایمان بنیادی تعلیمات اور اصول ہیں۔

4. روایت اور بائبل: کیتھولک کلیسا روایت (Tradition) اور بائبل دونوں کو الہامی سمجھتی ہے اور ان پر عمل کرتی ہے۔[1]

2۔ پروٹسٹنٹ فرقہ (Protestantism)

پروٹسٹنٹ فرقہ (Protestantism) مسیحیت کا ایک بڑا مکتب فکر ہے جو 16 ویں صدی میں اصلاح کلیسا (Reformation) کی تحریک کے دوران کیتھولک کلیسا سے علیحدہ ہوا۔ اس کی بنیاد مارٹن لوتھر[2] (Martin Luther)، جان کیلون[3] (John Calvin)، اور دیگر اصلاحی رہنماؤں نے رکھی، جنہوں نے کیتھولک کلیسا کی بعض تعلیمات، روایات، اور اختیارات کو چیلنج کیا۔[4] یہ فرقہ پوری دنیا میں تقریبا (37 فیصد) پایا جاتا ہے۔ اس فرقے کے پھر مزید چھوٹے چھوٹے مزید کچھ شاخیں بھی دنیا میں موجود ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

---

1 - Dei Verbum, Dogmatic Constitution on Divine Revelation, Article 9, 1965

2۔ مارٹن لوتھر (Martin Luther) 16 ویں صدی کے ایک مشہور پروٹسٹنٹ مصلح اور عیسائیت کی تاریخ میں ایک اہم شخصیت ہیں۔ ان کا شمار اصلاحی تحریک کے بانیوں میں ہوتا ہے، جس نے یورپ میں کیتھولک کلیسا کے خلاف ایک بڑی مذہبی اور سماجی تحریک کی بنیاد رکھی۔ لوتھر کا سب سے مشہور کام 1517 میں "95 تھیسس (Ninety-Five Theses)" کی اشاعت ہے، جس میں انہوں نے کیتھولک کلیسا کی مختلف رسومات اور عقائد کو چیلنج کیا۔

(Bainton, Roland H. Here I Stand: A Life of Martin Luther. Nashville: Abingdon Press, 1950,p54,62,94)

"95 تھیسس" کے نام سے مشہور ہے۔ جس کا مکمل حوالہ درج ذیل ہے۔

Luther, Martin. Disputatio pro declaratione virtutis indulgentiarum (Disputation on the Power and Efficacy of Indulgences), 1517.

3۔ جان کیلون (John Calvin) 16 ویں صدی کے ایک معروف پروٹسٹنٹ مصلح تھے، جو پروٹسٹنٹ اصلاحی تحریک کے اہم ترین رہنماؤں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ کیلون کا اثر یورپ اور دنیا بھر میں پروٹسٹنٹ مصلحوں پر بہت گہرا تھا، اور اس کے نظریات نے خاص طور پر ریفارمڈ (Reformed) اور کیلونیسٹ (Calvinist) فرقوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔)

McGrath, Alister E. A Life of John Calvin: A Study in the Shaping of Western Culture. Oxford: Blackwell, 1990.p1,5,120)

4 . González, Justo L. The Story of Christianity,vol.2.HarperCollins,2010,pp.118-162.

- انگلیکن
- بپٹسٹ
- مینونائٹ
- پاکستان پریسبیٹیرین چرچ
- پینٹی کاسٹل اور دیگر۔[1]

پروٹسٹنٹ فرقے کی بنیادی عقائد اور تعلیمات کا بائبل سے گہرا تعلق ہے، خاص طور پر وہ اصول جو "سولہ اسکرپٹورا(Sola Scriptura) "، "سولا فیدے(Sola Fide) "، اور "سولا کریسٹس (Sola Christus) " کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ جو پروٹسٹنٹ فرقے کی عقائد کے طور پر مانے جاتے ہیں درج ذیل ہیں:

1۔سولہ اسکرپٹورا (Sola Scriptura) بائبل کا مرکزی مقام

پروٹسٹنٹ عقیدہ کے مطابق بائبل ہی خدا کا حتمی کلام ہے اور تمام تعلیمات کا ذریعہ ہے۔

"تمام کلام خدا کی طرف سے الہام یافتہ اور تعلیم، تنبیہ، اصلاح اور راستبازی میں تربیت کے لئے مفید ہے تاکہ خدا کا آدمی کامل ہو، ہر اچھے کام کے لئے تیار ہو۔[2]

یہ آیت بائبل کی اہمیت اور اس کے خدا کی طرف سے الہام ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ جبکہ انجیل متی میں ہے:

مگر یسوع نے جواب دیا،'مکتوب ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر اس بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے، زندہ رہے گا۔[3]

یہ آیت بائبل کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے جہاں یسوع نے شیطان کے خلاف خدا کے کلام کا حوالہ دیا۔ جب شیطان نے یسوع کو آزمانا شروع کیا، تو یسوع نے جسمانی بھوک کو تسکین دینے کی بجائے خدا کے کلام پر ایمان اور اس کی ہدایتوں کو ترجیح دی۔ یہ وہی تعلیم ہے جس کی قرآن مجید یوں نشاندہی کرتا ہے:

﴿وَلَوْأَنَّهُمْ أَقَامُواالتَّوْرَاةَوَالْإِنجِيلَ وَمَاأُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوامِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم﴾ [4]

1 . Cairns, Earle E. Christianity through the Centuries: A History of the Christian Church. Grand Rapids, MI: Zondervan, 1996, P, 275-300.

2۔ تیموتاؤس 3:16-17

3۔ متی 4:4

4۔ المائدۃ:66

اور اگر وہ تورات اور انجیل اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اسے قائم کر لیتے تو انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے قدموں کے نیچے سے رزق ملتا۔

اس موقع پر یسوع نے جو فرمایا، اس کا مقصد یہ تھا کہ کلام خدا کی قوت اور حقیقت انسان کی روح کی غذا ہے۔ اس سے اس بات کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انسان کو کھانے کی طرح جسم مادی کے لیے روحانی غذا بھی الہامی تعلیمات کی بھی سخت ضرورت ہے یسوع نے اس آیت کا حوالہ دیکر نہ صرف شیطان کو رد کیا بلکہ یہ بھی ظاہر کیا کہ بائبل کا کلام ہر حالت میں، ہر مشکل میں اور ہر آزمائش میں انسان کو ایمانی وروحانی قوت فراہم کرتا ہے۔

یہ واقعہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ بائبل کا کلام نہ صرف روحانی راہنمائی پر زور دیتی ہے بلکہ انسان کو گمراہی سے بچانے، شیطانی وسوسوں کا مقابلہ کرنے اور ایمانداری کے راستے پر چلنے کے لیے ایک مضبوط اساس فراہم کرنے کے لیے بھی الہامی تعلیمات کی ضرورت ہے۔ یسوع نے خود اپنی زندگی میں خدا کے کلام کو اختیار کیا اور اسے اپنی رہنمائی کا ذریعہ بنایا، جو مسیحیوں کے لیے ایک بڑا سبق اور راہ عمل فراہم کرتی تھی ہے۔

2۔ سولا فیدے (Sola Fide) ایمان سے نجات

پروٹسٹنٹ عقیدہ کے مطابق نجات صرف ایمان کے ذریعے ممکن ہے، نہ کہ اچھے اعمال یا رسومات کے ذریعے۔ یہ عقیدہ خاص طور پر "تنہا ایمان (sola fide) "کے اصول کے تحت آتا ہے[1]، جو پروٹسٹنٹ اصلاحات کی ایک اہم تعلیم ہے۔ افسیوں میں ہے:

"کیونکہ تم ایمان کے وسیلے سے بخشے گئے ہو، اور یہ خدا کی بخشش ہے، یہ تمہاری طرف سے نہیں، بلکہ خدا کا تحفہ ہے۔ نہ اعمال کے وسیلے سے، تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔[2]"

اس آیت میں نجات کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ نجات ایمان کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے، اور یہ خدا کی بخشش ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نجات انسان کے کسی عمل یا کوشش کی وجہ سے نہیں ملتی

1۔ اسلام میں تنہا ایمان کو کافی قرار نہیں دیا گیا بلکہ عمل پر بھی ابھار گیا ہے جیا کہ ارشادی باری تعالیٰ ہے: " ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل،97) "ترجمہ:" جو کوئی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور ان کے اچھے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔"

2۔ افسیوں 2:8-9

بلکہ یہ خدا کی طرف سے دی جانے والی ایک تحفہ ہے۔

جب آیت میں کہا جاتا ہے "یہ تمہاری طرف سے نہیں، بلکہ خدا کا تحفہ ہے"، تو اس کا مطلب ہے کہ نجات انسان کی اپنی طاقت یا صلاحیت کا نتیجہ نہیں ہے۔ انسان اپنے اچھے اعمال یا کوششوں سے نجات حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ یہ خدا کا فضل[1] اور بخشش ہے جو ایمان کے ذریعے انسان تک پہنچتا ہے۔

"نہ اعمال کے وسیلے سے" سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اچھے اعمال یا رسومات نجات کا ذریعہ نہیں بنتے۔ اگر نجات اعمال کی وجہ سے ہوتی، تو پھر انسان فخر کر سکتا تھا کہ اس نے نجات حاصل کرنے کے لیے کچھ کیا ہے۔ لیکن چونکہ نجات صرف خدا کی بخشش اور فضل سے ملتی ہے، اس لیے انسان کو اس پر فخر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اس آیت میں ایک بنیادی اصول بیان کیا گیا ہے: نجات ایمان کے ذریعے ہے، نہ کہ انسان کی محنت یا اچھے اعمال کے ذریعے۔ یہ ایک اہم پیغام ہے کہ نجات صرف خدا کی طرف سے دی جانے والی بخشش ہے، اور اس کا کوئی بھی فخر یا دعویٰ انسان کا نہیں ہو سکتا۔ جبکہ **رومیوں** میں ہے کہ:

"ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان ایمان کے ذریعے، بغیر اعمال کے، راستباز ٹھہرتا ہے۔[2]"

یہ آیت بھی ایمان کے ذریعے نجات کے اصول کو مضبوطی سے بیان کرتی ہے۔

افسیوں کی اس آیت میں ایمان کے ذریعے نجات کے اصول کو بہت واضح اور مضبوطی سے بیان کرتی ہے۔ کہ نجات خدا کی بخشش ہے، جو ایمان کے ذریعے ملتی ہے، اور اس کا انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ "ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان ایمان کے ذریعے، بغیر اعمال کے، راستباز ٹھہرتا ہے"، تو یہ درست ہے کیونکہ یہ آیت انسان کو یہ سمجھاتی ہے کہ نجات اور راستبازی صرف ایمان کے ذریعے ہی حاصل کی جا سکتی ہے، نہ کہ اچھے اعمال یا کسی رسم و رواج کے ذریعے۔

پروٹسٹنٹ عقیدہ میں اس اصول کو "تنہا ایمان (sola fide) " کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا نجات پانا صرف ایمان کے وسیلے سے ہے، اور یہ ایمان یسوع مسیح پر بھروسہ کرنے اور اس کی قربانی کو تسلیم کرنے پر مبنی ہوتا ہے۔ اعمال کو نجات کا ذریعہ نہیں سمجھا جاتا، بلکہ یہ ایمان کے نتیجے کے طور پر آتے ہیں۔[3]

1۔ غالباً یہاں یہ محض عمل اعتماد نہیں بلکہ خدا کی توفیق پر انحصار کی بات کی گئی ہے جس کی طرف آپ ﷺ نے حدیث میں اشارہ کیا ہے:

2۔ رومیوں 3:28 (اگر محض یہ ظاہری نص مان لیا جائے تو پھر کلیسا کے اندر سد و سزا اور باقی تمام سرگرمیاں عبث ٹھرتی ہیں۔

3۔ عقلاً یہ بات ناقل فہم ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر اس فرقے کو تحریک چلانے کی ضرورت تھی محض ایمان سے نجات پاتے، لیکن انہوں نے ایسا ننے پر اکتفی نہیں کیا، بلکہ منحرفین کے خلاف عمل کے دنیا میں تحریک برپا کی تھی البتہ نجات کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا نجات کی بنیادی ضرورت کی طرف اشارہ ضرور کرتی ہے۔

لہذا، اس آیت سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان کا راستباز ٹھہرنا اور نجات پانا صرف ایمان کے ذریعے **ممکن** ہے، اور اس میں کوئی فخر یا انسانی کوشش کا کردار نہیں ہوتا۔ یہ خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔

3۔ سولا کریسٹس (Sola Christus) مسیح کی صلیب پر قربانی

پروٹسٹنٹ عقیدہ کے مطابق مسیح کی صلیب پر قربانی ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ انجیل **یوحنا** میں ایک مقام پر آیا ہے:

> "یسوع نے کہا، 'میں ہی راستہ ہوں، اور سچائی ہوں، اور زندگی ہوں۔ کوئی بھی میرے ذریعے سے باپ کے پاس نہیں آ سکتا۔[1]"

یہ آیت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ مسیح ہی نجات کا واحد ذریعہ ہیں اور اس ایت میں ایمان بالرسول کی طرف اشارہ ہے۔ **اعمال میں ہے:**

> "اور کسی دوسرے میں نجات نہیں، کیونکہ آسمان کے نیچے انسانوں کو کوئی اور نام نہیں دیا گیا جس کے ذریعے ہم نجات پائیں۔[2]"

یہ آیت مسیح کے نام کو نجات کا واحد ذریعہ قرار دیتی ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یسوع مسیح کے سوا کسی اور پر بھروسہ یا کسی اور کے ذریعے نجات حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اس آیت میں کسی دوسرے مذہبی نظام، شخصیت یا کسی دوسرے ذریعہ نجات کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ صرف مسیح کی قربانی اور اُس کے نام کے ذریعے نجات کو ممکن قرار دیا گیا ہے۔[3]

جہاں تک کلیسا کی خود مختاری اور پاپائی اختیار کا سوال ہے، پروٹسٹنٹ عقیدہ میں اس آیت کے ذریعے کلیسا کی مرکزی حیثیت اور پاپائی اختیار کو چیلنج کیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹس کا ماننا ہے کہ نجات صرف مسیح کے ذریعے ہے اور اس میں کسی انسانی یا مذہبی ادارے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس عقیدے کے مطابق، پاپا یا کلیسائی حکام کا اختیار نجات کے معاملے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، بلکہ ہر شخص کو براہ راست مسیح کے ساتھ تعلق قائم کرنا چاہیے۔ اور اس کی تعلیمات سے راہنمائی لینا ضروری ہے۔

پروٹسٹنٹ اصلاحات کے دوران، یہ نظریہ قائم کیا گیا کہ کلیسا اور پاپا کی مطلق اختیاریت کو رد کر دیا جائے

1۔ یوحنا 14:6

2۔ اعمال 4:12

3۔ ظاہر ہے کہ جس وقت عیسی علیہ السلام تھے اس پر ایمان لائے بغیر بنی اسرائیل کیسے نجات پاسکتے تھے لیکن آنے والے نبی پر ایمان لانے کی طرف بارہا آپ ﷺ نے بشارتیں۔۔۔۔

کیونکہ نجات کا راستہ صرف مسیح کے ذریعے ہے اور اس پر ایمان لانا کافی ہے۔ اس آیت کے مطابق، کلیسا کی کسی بھی قسم کی خود مختاری یا پاپائی اختیارات کو نجات کے اصول میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ نجات کا واحد اور براہ راست ذریعہ یسوع مسیح ہی ہیں یعنی آپ علیہ السلام کے تعلیمات کی اتباع ہی ہے۔ متی میں ہے:

تم سب بھائی ہو، اور نہ تمہیں کسی کو استاد کہلانا چاہئے، کیونکہ تمہارا ایک ہی استاد ہے، اور تم سب بھائی ہو.

اور زمین پر تم میں سے کسی کو باپ نہ کہلاؤ، کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے، جو آسمان پر ہے [1]

یہاں یسوع نے کلیسا کے اندر کسی بھی انسان کو الٰہی اختیار دینے کی مخالفت کی ہے اور یہ بات کلیسا کی خود مختاری اور پاپائی اختیار کو چیلنج کرتی ہے۔ متی میں یسوع مسیح اپنے پیروکاروں کو بتا رہے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی بھی شخص استاد، باپ یا راہنما نہیں ہو سکتا، کیونکہ ان کا ایک ہی استاد اور باپ ہے جو آسمان پر ہے یعنی خدائے کائنات، خالق کائنات۔

"تم سب بھائی ہو " کا مطلب یہ ہے کہ تمام مومن ایک ہی خاندان کا حصہ ہیں اور آپس میں بھائیوں کی طرح ہیں۔ یہ پیغام برابری اور ایک دوسرے کے ساتھ احترام کے اصول کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنے آپ کو دوسرے پر فوقیت دینے یا کسی کو استاد یا باپ کے طور پر تسلیم کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

"نہ تمہیں کسی کو استاد کہلانا چاہیے، کیونکہ تمہارا ایک ہی استاد ہے " سے مراد یہ ہے کہ تمام مومنوں کو یسوع مسیح کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے، اور یسوع ہی ان کا اصلی استاد ہے۔ کوئی بھی انسان مسیح کی جگہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی کسی کو اپنے پیروکاروں میں استاد یا راہنما کے طور پر تسلیم کرنا چاہیے۔

"اور زمین پر تم میں سے کسی کو باپ نہ کہلاؤ،[2] کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے، جو آسمان پر ہے " کا مطلب یہ ہے کہ روحانی رہنمائی میں بھی یسوع مسیح اور خدا کا ہی اختیار ہے۔ یہاں "باپ" کا لفظ روحانی رہنماؤں یا مذہبی شخصیات کے لیے استعمال ہو سکتا ہے، اور یسوع یہاں یہ بتا رہے ہیں کہ خدا ہی ہمارا حقیقی باپ ہے، اور انسانوں کو خود کو اس مقام پر نہیں رکھنا چاہیے۔

یہ آیت کلیسائی رہنماؤں کے پاپائی یا کسی فرد کے خود کو زیادہ اہمیت دینے کے خلاف ہے۔ پروٹسٹنٹ عقیدہ میں اس کی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ کلیسا یا کسی بھی مذہبی رہنما کو مطلق اختیار یا خصوصی حیثیت نہیں دینی چاہیے۔

1۔ متی 23:8-10

2۔ اس ایت میں تثلیث اور یسوع مسیح کی خدائیت کی نفی کی گئی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا باب ایک ہی ہے جو آسمان پر ہے یعنی خدائے کائنات، اللہ تعالیٰ۔ اس وقت عیسی علیہ السلام زندہ تھے، آسمان پر نہیں اٹھائے گئے) باپ سے یہاں مراد خدا یعنی اللہ تعالیٰ، خالق کائنات ہے۔

سب مومن ایک ہی استاد اور ایک ہی باپ (خدا) کے ماتحت ہیں، اور ان میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔

لہذا، یہ آیت کلیسا کی خود مختاری کے بارے میں ایک اصول پیش کرتی ہے، جو یہ بتاتی ہے کہ کوئی بھی فرد یا رہنما خدا کے اختیار حاصل نہیں کر سکتا ہے بلکہ سب کو ایک دوسرے کے ساتھ انسانی برابری کی بنیاد پر پیش آنا چاہیے۔

5۔ دعا اور عبادت

پروٹسٹنٹ عقیدہ میں عبادات اور دعا کا براہ راست خدا کے ساتھ تعلق ہے۔[1] متی میں ہے:

"بلکہ جب تو دعا کرے، تو اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر، اپنے باپ سے جو پوشیدہ ہے دعا کر، اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکھتا ہے، تجھے بدلہ دے گا۔[2] "

یہ آیت پروٹسٹنٹ عقیدہ میں دعا کے ذاتی اور براہ راست تعلق کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ کسی اور واسطہ کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ براہ راست سنتا ہے۔

یہ بائبل کی آیات پروٹسٹنٹ عقائد کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں اور ان کی تائید کرتی ہیں کہ بائبل ہی ایمان کا واحد اور حتمی ذریعہ ہے، نجات صرف ایمان کے ذریعے ہے، اور مسیح کی صلیب پر قربانی ہی نجات کا راستہ ہے۔

پروٹسٹنٹ فرقے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ بائبل کو مسیحی عقائد کا واحد اور حتمی ذریعہ مانتا ہے۔

اہم خصوصیات

1. سولا اسکرپچورا(Sola Scriptura)

پروٹسٹنٹ فرقہ اس اصول پر زور دیتا ہے کہ صرف بائبل الہامی کلام ہے اور عقائد و اعمال کا واحد معیار ہے۔

2. سولا فائیڈے(Sola Fide)

نجات صرف ایمان کے ذریعے ممکن ہے، نہ کہ اعمال کے ذریعے، جیسا کہ کیتھولک کلیسا میں زور دیا جاتا ہے۔

1۔ عبادات اور دعا اعمال ہیں اگر محض ایمان پر نجات عیسی علیہ السلام کی تعلیم تھی، تو پھر یہ اعمال کیوں؟ اس لیے گزشتہ تعلیمات کی رو سے محض ایمان نہیں، اعملا بھی نجات کے لیے ضروری ہے۔

2۔ متی 6:6، پوشیدہ باپ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، کیونکہ عیسی علیہ السلام کی ذات بابرکات تو ان کے سامنے تھی جو بدلہ دینے پر قادر نہیں اللہ ہی بدلہ دیتا ہے۔

3.پادریوں کا کردار

پروٹسٹنٹ چرچ میں پادریوں کے کردار کو محدود کیا گیا ہے اور یہ عقیدہ ہے کہ ہر شخص بذات خود خدا سے رابطہ کر سکتا ہے۔

4.ساکرامنٹس کی تعداد

کیتھولک کلیسا کے برعکس، پروٹسٹنٹ زیادہ تر دو ساکرامنٹس کو مانتے ہیں: بپتسمہ اور عشائے ربانی۔

5.کلیسائی ڈھانچہ

پروٹسٹنٹ چرچز میں اکثر غیر مرکزی قیادت ہوتی ہے اور مختلف گرجا گھروں کے اپنے انتظامی ڈھانچے ہوتے ہیں۔

تاریخی پس منظر

مارٹن لوتھر نے 1517ء میں "95 تھیسس" نامی ایک دستاویز جاری کی، جس میں کیتھولک چرچ کی بدعنوانیوں، خاص طور پر انڈلجنسز[1] (Indulgences)(گناہوں کی معافی کے سرٹیفکیٹس) کے خلاف احتجاج کیا۔ اس تحریک نے جلد ہی پورے یورپ میں زور پکڑ لیا اور مختلف فرقے جیسے کہ لوتھرن، کیلونسٹ، انگلیکن، اور بپٹسٹ وجود میں آئے۔[2]

3۔راسخ الاعتقادی کلیسائیں

راسخ الاعتقادی کلیسائیں (Evangelical Churches) وہ مسیحی کلیسا ہیں جو مسیحیت کی بنیادی عقائد اور تعلیمات پر پختہ یقین رکھتی ہیں اور جن کی ترجیح انجیل (بائبل کی خوشخبری) کی تعلیم اور اس کے پھیلاؤ پر ہوتی ہے۔ ان کلیساؤں کی خصوصیات میں ایمان، تبلیغ اور روحانیت کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ کلیسائیں عام طور پر پروٹسٹنٹ ازم کے ایک حصہ کے طور پر جانی جاتی ہیں اور ان کا مقصد بائبل کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرنا اور اسے دنیا بھر میں پھیلانا ہے۔[3]

1۔ Indulgences سے مراد وہ سرٹیفکیٹ یا اجازت نامہ ہے جو کیتھولک چرچ کی جانب سے کسی فرد کے گناہوں کی معافی کے طور پر جاری کیا جاتا تھا۔

[2] -Mark A. Noll, Turning Points: Decisive Moments in the History of Christianity (Grand Rapids: Baker Academic, 2000), 149–153.

3.Hovorun, Cyril. Political Orthodoxies. Fortress Press, October 1,2018,p.115.
Ware, Kallistos. The Orthodox Church. Yale University Press, 1963, pp. 19-26.

ان کا عقیدہ ہے کہ انسان صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے کے ذریعے ہی خدا کی رحمت اور نجات حاصل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ یونانی میں ذکر ہے:

کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا دے دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔[1]"

راسخ الاعتقادی کلیسائیں بائبل کو خدا کا کلام اور زندگی کے راہنمائی کا واحد ماخذ مانتی ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بائبل میں تمام سچائیاں اور اخلاقی ہدایات شامل ہیں۔ تیمو تھیس میں مذکور ہے:

"تمام کلام خدا کی طرف سے ہے اور تعلیم دینے، ملامت کرنے، سدھارنے اور راستبازی میں تربیت دینے کے لئے فائدہ مند ہے"[2]

راسخ الاعتقادی کلیسائیں انجیل کی تبلیغ پر زور دیتی ہیں اور ان کا مقصد لوگوں کو یسوع مسیح کے پیغام سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص کو نجات کی ضرورت ہے اور اس کے لیے انجیل کی تعلیمات کا پھیلاؤ ضروری ہے۔ ان کلیساؤں میں روحانیت پر خاص زور دیا جاتا ہے، اور اس کا مقصد فرد کی ذاتی روحانی زندگی کو بہتر بنانا اور اسے مسیح کے مطابق ڈھالنا ہوتا ہے۔ راسخ الاعتقادی کلیسائیں (12٪) ہیں جن میں مشرقی اور اورینٹل راسخ الاعتقاد کلیسا شامل ہیں۔

ان کے علاوہ بھی دنیا میں مسیحیوں کے چھوٹے فرقے موجود ہے۔ ان میں ہر فرقے کے اندر عبادات، رسومات اور عقائد کے لحاظ سے مزید ذیلی تقسیمات پائی جاتی ہیں۔ مجموعی طور پر، دنیا میں تقریباً 45,000 سے زائد مسیحی فرقے موجود ہیں، جو وقت کے ساتھ اختلافات اور جغرافیائی تقسیم کے سبب وجود میں آئے ہیں۔

پاکستانی سطح پر مسیحی برادری کے مختلف فرقیں

پاکستان میں مسیحی برادری مختلف فرقوں میں تقسیم ہے اور ان کے مختلف فرقے ملک کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ پاکستان میں مسیحی برادری کے بڑے فرقے درج ذیل ہیں:

1۔ رومی کیتھولک

یہ سب سے بڑا مسیحی فرقہ ہے اور زیادہ تر شہروں میں موجود ہے[3]، جیسے کراچی، لاہور، راولپنڈی اور ملتان

1۔ یونانی 3:16

2۔ تیمو تھیس 3:16

3۔ اس فرقے کا مکمل تفصیل اس فصل کے شروع میں گزر چکا ہے۔

وغیرہ۔[1]

2۔پروٹسٹنٹ

اس میں مختلف ذیلی فرقے شامل ہیں[2] جیسے انگلیکن، بپٹسٹ، مینونائٹ، پاکستان پریسبیٹیرین چرچ پینٹی کاسٹل۔ تاہم یہ پروٹسٹنٹ اوراس کے ذیلی فرقے پاکستان میں خاص طور پر صوبہ پنجاب، کراچی اور پشاور میں پائے جاتے ہیں۔[3] جن کا تعارف بترتیب ذکر کیا جارہا ہے:

انگلیکن فرقہ (Anglicanism)

یہ پاکستان میں پایاجانے والا ایک مسیحی مذہبی فرقہ ہے جو انگلینڈ کی سرکاری مذہبی روایت سے وابستہ ہے جس کا عقیدہ عموماً پروٹسٹنٹ ازم اور کیتھولک روایت کے درمیانی راستہ کو اپناتا ہے۔ اس فرقے کی بنیاد انگلینڈ کے مذہبی ادارے، "انگلش چرچ"(Church of England)، پر ہے، جو16ویں صدی میں کنگ ہیری ہشتم[4] کے دور میں قائم ہوا۔ اس وقت انگلینڈ کے بادشاہ نے رومن کیتھولک کلیسا سے علیحدگی اختیار کی اور انگلش چرچ کا قیام عمل میں آیا۔[5]

انگلیکن فرقہ کا عقیدہ روایتی طور پر تین اہم اصولوں پر مبنی ہے:

انگلیکن فرقہ کے عقائد اور رسومات کو سمجھنے کے لیے بائبل کی مدد سے ان تین اصولوں کی وضاحت کی جاسکتی ہے:

1۔پرامنہ عبادات:(Worship)

انگلیکن فرقہ میں عبادات اور رسومات کی خاص اہمیت ہے اور ان میں ایوانجلیکل (Evangelical) اور ہائی چرچ (High Church) نوعیت کی عبادات شامل ہیں۔ ایوانجلیکل عبادات میں بائبل کی تعلیمات پر زور دیا جاتا

1۔ ڈاکٹر محمد نادر رضا صدیقی، پاکستان میں مسیحیت تاریخ مسیحیت، ج1/ 229، مسلم اکادمی محمد نگر، لاہور، پاکستان، 1992ء۔

2۔ اس فرقے کا مکمل تفصیل اس فصل کے شروع میں گزر چکاہے البتہ یہاں اس کے مزید فرقوں کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

3۔ پاکستان میں مسیحیت تاریخ مسیحیت، ج1/ 12۔

4۔ کنگ ہیری ہشتم (King Henry VIII) انگلینڈ کے ایک مشہور بادشاہ تھے، جنہوں نے1509 سے1547 تک حکومت کی۔ وہ ٹیوڈر خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے دور حکمرانی میں انگلینڈ کی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ہیری ہشتم کا عہد حکومت مختلف وجوہات کی بنا پر اہم تھا، جن میں سے سب سے نمایاں ان کے مذہبی اصلاحات اور ذاتی زندگی کے پیچیدہ پہلو تھے۔(Weir, Alison. Henry VIII: The King and His Court. London: Jonathan Cape, 2001,p3,12,35)

5-Johnson, Paul. A History of Christianity. 1976. United Kingdom, pp. 294-400.

ہے۔ عبادات سادگی اور بائبل کے پیغامات پر مرکوز ہوتی ہیں، جبکہ ہائی چرچ عبادات زیادہ رسمی اور روایتی ہوتی ہیں، جن میں مخصوص رسومات اور عبادات کی اہمیت ہوتی ہے۔

پس ہم ایک ایسی بادشاہی کے وارث ہیں جو نہ بدلنے والی ہے، اس کے لئے شکر گزار ہو کر خدا کی عبادت کریں، اور تقویٰ اور خوف کے ساتھ اس کی رضامندی کو قبول کریں۔"[1]

خدا روح ہے اور جو لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں، انہیں روح اور سچائی سے عبادت کرنی چاہیے۔"[2]

2۔ سکریمنٹ:(Sacrament)

انگلیکن فرقہ کے عقائد میں بپتسمہ[3] اور عشائے ربانی[4] کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ دو سکریمنٹ[5] نہ صرف علامتی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ روحانی زندگی کی ترقی اور مسیح میں اتحاد کا بھی ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔

پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔"[6]

کیونکہ میں نے جو کچھ خداوند سے سنا، وہ تمہیں بھی بتا دیا کہ خداوند یسوع نے رات کو جس وقت وہ پکڑا گیا، روٹی لی اور شکر گزار ہو کر اسے توڑ کر کہا: یہ میرا بدن

1۔ عبرانیوں 12:28 -

2۔ یوحنا 4:24

3۔ بپتسمہ مسیحی مذہب کی وہ مقدس رسم ہے جس کے ذریعے کسی فرد کو کلیسیا کا رکن تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ پانی کے ذریعے دیا جاتا ہے اور یہ نئی روحانی زندگی، گناہوں کی معافی، اور یسوع مسیح پر ایمان کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

(The Book of Common Prayer, 1979, p. 858)

4۔ عشائے ربانی ایک سکریمنٹ ہے جس میں روٹی اور شراب یسوع مسیح کے بدن اور خون کی علامت کے طور پر دیے جاتے ہیں۔ یہ عمل اُس کی قربانی کی یاد میں کیا جاتا ہے اور مسیحیوں کے لیے روحانی برکت، مسیح میں اتحاد، اور ایمان کی تجدید کا ذریعہ ہے۔

(The Book of Common Prayer, 1979, p. 859)

5۔ سکریمنٹ ایک ایسا مذہبی عمل ہے جو نظر آنے والی علامت کے ذریعے خدا کے اندرونی اور روحانی فضل کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مسیح کی طرف سے دیے گئے ذریعہ ہیں جن کے ذریعے ایمان رکھنے والے فضلِ الٰہی کو پاتے ہیں۔

(The Book of Common Prayer, 1979, p. 857)

6۔ متی 28:19" -

ہے جو تمہارے لئے دیا جاتا ہے، تم اسے میری یاد میں کیا کرو۔"[1]

3۔ کلیسا کی حکومت:(Church Government)

انگلیکن فرقہ میں کلیسا کی حکومت میں بیشپ[2] (Bishop) اور پادریوں کا اہم کردار ہوتا ہے، لیکن یہاں کے کلیسائی ڈھانچے میں بادشاہ یا ملکہ کو کلیسا کا سربراہ مانا جاتا ہے، جیسے انگلینڈ میں ملکہ یا بادشاہ کو چرچ آف انگلینڈ کا سربراہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

> اگر کوئی شخص اس اہتمام کی آرزو کرتا ہے تو وہ اچھا کام چاہتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کو بلا عیب ہونا چاہیے، ایک بیوی کا شوہر، صاف ضمیر والا، محتاط، بے وقوف نہ ہونے والا، دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا۔"[3]

> اور انہوں نے ہر کلیسا میں بزرگ منتخب کیے، اور دعا اور روزہ کے بعد انہیں خدا کے حوالے کر دیا جس پر وہ ایمان رکھتے تھے"۔[4]

انگلیکن فرقہ کی تفصیلات میں کچھ فرق مختلف ممالک میں ہو سکتا ہے، تاہم اس کا مقصد انجیل کی تعلیمات پر عمل کرنا اور روایات کو برقرار رکھنا ہے۔

بپٹسٹ فرقہ (Baptism)

پاکستان میں موجود یہ ایک مسیحی مذہبی فرقہ ہے جو بپتسمہ دینے کی ایک خاص شکل پر زور دیتا ہے۔ بپٹسٹ عموماً ایمان کے بپتسمہ کو اہمیت دیتے ہیں، یعنی وہ صرف ان افراد کو بپتسمہ دیتے ہیں جو اپنے ایمان کا عہد کر چکے ہوں اور جنہوں نے یسوع مسیح کو نجات دہندہ کے طور پر قبول کیا ہو۔ بپٹسٹ فرقے کے مطابق، بپتسمہ ایک علامتی عمل ہے جو فرد کی ایمان کی تصدیق کرتا ہے اور اسے مسیح کی موت، دفن اور قیامت میں شریک بناتا ہے۔[5]

1۔ کرنتھیوں 11:23-24" -

2۔ بیشپ مسیحی کلیسیا میں ایک اعلیٰ درجے کا مذہبی رہنما ہوتا ہے، جو نہ صرف عبادات کی نگرانی کرتا ہے بلکہ پادریوں (priests) کی تربیت، کلیسائی نظم و ضبط، اور خاندانی و سماجی مسائل میں رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ بیشپ کو رسولی تسلسل (Apostolic Succession) کا حامل سمجھا جاتا ہے اور وہ کلیسیا کے علاقے (diocese) کا نگراں ہوتا ہے
(The Book of Common Prayer, 1979, p. 855)

3۔ تیتھیس 3:1-2" -

4۔ اعمال 14:23" -

5 . Christian, John T. *A History of the Baptists*. Printed in USA, pp. 1-12.

بپٹسٹ فرقہ کی کچھ اہم خصوصیات یہ ہیں

اس فرقہ کے درج ذیل خاص خصوصیات قابل ذکر ہیں:

1. ایمان کا بپتسمہ

بپٹسٹ فرقہ میں بپتسمہ کی اجازت صرف بالغوں یا ایمان لانے والوں کو دی جاتی ہے، کیونکہ یہ عقیدہ ہے کہ بپتسمہ ایمان کے بعد ہی مؤثر ہوتا ہے۔

1. کلیسا کی خود مختاری

:بپٹسٹ فرقہ میں ہر کلیسا خود مختار ہوتی ہے اور اسے کسی مرکزی اتھارٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

2. بپتسمہ کی علامتیت

بپتسمہ کو پانی میں ڈوبو کر کیا جاتا ہے، جو مسیح کی موت اور قیامت کی علامت ہے۔[1]

بپٹسٹ فرقہ کی جڑیں 16ویں صدی میں ریفارمیشن کے دوران رکھی گئی تھیں اور یہ فرقہ پروٹسٹنٹ ازم کے اندر ایک اہم جماعت کے طور پر ابھرا۔[2]

مینونائٹ(Mennonite)

پاکستان میں پائے جانے والا فرقوں میں یہ فرقہ ایک پروٹسٹنٹ مسیحی فرقہ ہے جو انابپٹسٹ (Anabaptist) تحریک سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی بنیاد 16ویں صدی کے آغاز میں سوئٹزرلینڈ کے ایک مذہبی راہنما مینو سیمون (Menno Simons)[3] کے پیروکاروں نے رکھی تھی۔ مینونائٹس کا عقیدہ ہے کہ بپتسمہ بالغ افراد پر ایمان کی بنیاد پر دیا جانا چاہیے، نہ کہ بچوں کو۔ اس کے علاوہ، وہ سادہ زندگی گزارنے، جنگ اور تشدد سے گریز کرنے اور غیر سیاسی حکومتی نظاموں سے دور رہنے پر زور دیتے ہیں۔[4]

مینونائٹ فرقہ کی اہم خصوصیات میں شامل ہیں:

1۔ ایضاً

2۔ ایضاً

3۔ مینو سیمونز (1496–1561) ایک ڈچ مسیحی عالم اور مذہبی رہنما تھے جو اینابپٹسٹ (Anabaptist) تحریک کے ایک نمایاں راہنما بنے۔ وہ نیدرلینڈز میں پیدا ہوئے اور ابتدا میں ایک کیتھولک پادری کے طور پر خدمات انجام دیں، لیکن بعد میں انہوں نے اینابپٹسٹ نظریات کو قبول کر لیا۔

(کتاب "The Complete Writings of Menno Simons": صفحہ 75)

4 .Mennonite Religion ,article, published Canadian Encyclopedia on 31 May 2011

1. ایمان کا بپتسمہ

مینونائٹس بالغ افراد کو ایمان کے مطابق بپتسمہ دیتے ہیں۔ اس کے مطابق بپتسمہ ایک فرد کی ذاتی ایمان کی علامت ہوتا ہے۔

2. سادہ زندگی

مینونائٹ کمیونٹیز اپنی سادہ زندگی کی وجہ سے مشہور ہیں، جہاں وہ مادی دولت سے پرہیز کرتے ہیں اور قدرتی وسائل کا احترام کرتے ہیں۔

3. امن پسندی

مینونائٹس جنگ و جدل سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کا ایمان ہے کہ عیسائیوں کو غیر تشدد کی پالیسی اپنانی چاہیے۔

4. کلیسا کی خود مختاری

مینونائٹ کمیونٹیز اپنی الگ کلیساؤں کے ذریعے کام کرتی ہیں اور یہ ہر کمیونٹی کے اندر خود مختار ہوتی ہیں۔ مینونائٹ فرقہ عموماً اپنے سادہ لباس، مذہبی رسومات اور غیر سیاسی رہنمائی کے لیے جانا جاتا ہے، اور یہ دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں، خاص طور پر امریکہ، کینیڈا، اور یورپ میں۔

پاکستان پریسبیٹیرین چرچ (Pakistan Presbyterian Church)

یہ ایک مذہبی فرقہ ہے جو پروٹسٹنٹ مذہبی روایت کا حصہ ہے اور اس کا تعلق پریسبیٹیرین (Presbyterian) عقیدے سے ہے۔ پریسبیٹیرین چرچ کی بنیاد 16 ویں صدی میں جان کیلون کی اصلاحات سے جڑی ہے۔ اس کا بنیادی عقیدہ کلیسائی حکمرانی میں "بیٹھے ہوئے بزرگ" (Presbyters) کے ذریعے حکمرانی پر ہے۔ پاکستان میں پریسبیٹیرین چرچ، اس کے ساتھ جڑے دیگر پروٹسٹنٹ فرقوں کی طرح، عیسائیت کی پیروی کرتا ہے، اور اس کے ارکان بنیادی طور پر انجیل کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔ پاکستان پریسبیٹیرین چرچ کی اہم خصوصیات میں درجہ ذیل شامل ہیں:

1. کلیسائی حکمرانی

پریسبیٹیرین فرقہ میں کلیسا کا انتظام بزرگوں (Presbyters) کے ذریعے کیا جاتا ہے، جو چرچ کی روحانی راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

2. مذہبی تعلیمات

: پریسبیٹیرین فرقہ میں انجیل کی تعلیمات اور خدا کی حاکمیت پر زور دیا جاتا ہے۔

3. مذہبی رسومات

اس فرقے میں بپتسمہ اور عشائے ربانی (Holy Communion) کی اہمیت ہوتی ہے اور یہ رسومات کلیسا کے اندر روحانی زندگی کو تقویت دینے کے لیے کی جاتی ہیں۔

4. پاکستان میں مشنری سرگرمیاں

پاکستان پریسبیٹیرین چرچ نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے مختلف مشنری سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں اور اس کے کئی چرچز اور تعلیمی ادارے پاکستان بھر میں اس مشن کے لیے کام کر رہے ہیں۔

پاکستان پریسبیٹیرین چرچ کا مرکزی مقصد عیسائیوں کی روحانی راہنمائی اور تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ پاکستانی معاشرت میں امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔[1]

پینٹی کاسٹل فرقہ (Pentecostalism)

پاکستان میں موجود یہ ایک مسیحی مذہبی فرقہ ہے جو روح القدس کے تجربات، خاص طور پر "روح القدس کے بپتسمہ" اور "زبانوں میں بولنے" (Speaking in Tongues) جیسے مظاہر پر زور دیتا ہے۔ پینٹی کاسٹل عیسائیت کا آغاز 20ویں صدی کے آغاز میں امریکہ سے ہوا تھا اور اس نے بہت تیزی سے دنیا بھر میں پھیلنا شروع کیا۔ اس فرقہ کے پیروکار ایمان رکھتے ہیں کہ روح القدس کا بپتسمہ ایک خاص روحانی تجربہ ہے جو مسیحی کے روحانی اور جسمانی زندگی میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے۔

پینٹی کاسٹل فرقہ کی اہم خصوصیات میں درجہ ذیل شامل ہیں:

1. روح القدس کا بپتسمہ

پینٹی کاسٹل عقیدہ ہے کہ روح القدس کا بپتسمہ ایک روحانی تجربہ ہے جو کسی مسیحی کے ایمان کی گہری تصدیق کرتا ہے اور اس کے بعد روح القدس کی طاقت اور روحانی تحفے حاصل ہوتے ہیں۔

2. زبانوں میں بولنا

پینٹی کاسٹل فرقہ میں "زبانوں میں بولنے" (Speaking in Tongues) ایک روحانی تجربہ ہے جو روح القدس

1 . Gerber, Jacob. "A Brief History of Presbyterianism." Article, January 18, 2022.

کے اثرات کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ ہے کہ روح القدس کی طاقت کے تحت بندہ خدا سے بات کرتا ہے۔

3. شفا اور معجزات

پینتی کاسٹل فرقہ میں معجزات، شفا اور روحانی قوتوں کا عمل کرنا ایک معمول کا عمل سمجھا جاتا ہے۔ اس کے پیروکار ایمان رکھتے ہیں کہ روح القدس کی طاقت ان کے ذریعے معجزات اور شفا کے عمل میں ظاہر ہوتی ہے۔

4. مسیحی زندگی کی مقدسیت

پینتی کاسٹل فرقہ میں ایمان کی مقدسیت پر زور دیا جاتا ہے، اور پیروکاروں کو اخلاقی اور روحانی زندگی میں مکمل طور پر مسیحی اصولوں پر عمل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

پینتی کاسٹل تحریک نے دنیا بھر میں لاکھوں افراد کو متاثر کیا اور اس کی بہت ساری شاخیں اور فرقے مختلف ممالک میں وجود میں آئے۔[1]

3. آرتھوڈوکس فرقہ (Orthodox Christianity)

یہ پاکستانی سطح پر تیسرا بڑا مسیحی مذہبی فرقہ ہے، جو ابتدائی کلیسائی تاریخ اور روایات پر عمل کرتا ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہے کہ صحیح عیسائیت وہی ہے جو ابتدائی کلیساؤں کی تعلیمات اور رسومات کے مطابق ہو۔ آرتھوڈوکس عیسائیت کی جڑیں قدیم مشرقی کلیساؤں میں ہیں اور اس میں کئی شعبے ہیں جن میں سب سے مشہور آرتھوڈوکس مشرقی کلیسا (Eastern Orthodox Church) اور مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا (Oriental Orthodox Church) شامل ہیں۔[2]

تاہم پاکستان میں یہ فرقہ باقیوں فرقوں کے بنسبت بہت کم پایا جاتا ہے پاکستان میں اس فرقے کے عقیدت مند لوگ سندھ، لاہور اور فیصل آباد میں زیر آباد ہیں۔[3]

آرتھوڈوکس فرقہ کی اہم خصوصیات میں درج ذیل امور شامل ہیں:

1. کلیسائی حکمرانی

دیگر ن فرقوں کی طرح آرتھوڈوکس چرچ میں کلیسا کی حکمرانی کا نظام ایک منفرد اور پیچیدہ ڈھانچے پر مبنی ہے، جس میں مختلف مذہبی رہنما اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے دو اہم عہدے ہیں آرچشوف

---

[1] .Daniel Patte, the Cambridge Dictionary of Christianity ,publisher : Cambridge university press,2010,p 187

[2] . Hovorun, Cyril. Political Orthodoxies. Fortress Press, October 1, 2018, p. 115.

3۔ پاکستان میں مسیحیت تاریخ مسیحیت، ج 1/ 184

(Archbishop)اور پطرہارک(Patriarch) ،جو آر تھوڈوکس چرچ کی روحانی، مذہبی، اور انتظامی قیادت فراہم کرتے ہیں۔ یہ عہدے آر تھوڈوکس چرچ کی حکومتی ساخت کا اہم حصہ ہیں اور کلیسا کے مختلف امور کو بہتر طریقے سے چلانے میں مدد دیتے ہیں۔[1]

آریشکوف ایک اعلیٰ سطح کا مذہبی رہنما ہوتا ہے جو عموماً ایک مخصوص علاقے یا شہر کے آر تھوڈوکس چرچ کی قیادت کرتا ہے۔ آریشکوف کے ذمہ کلیسا کے روزمرہ امور، عبادات، مذہبی تعلیمات اور کلیسا کی دیگر ضروریات کو سنبھالنا ہوتا ہے۔ اس عہدے کے حامل افراد مذہبی راہنمائی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے زیر انتظام علاقوں میں کلیسائی پالیسیوں کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ آریشکوف کا کردار پورے چرچ کے انتظام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور وہ کلیسا کے مذہبی، سماجی، اور ثقافتی امور میں فعال ہوتے ہیں۔

پطرہارک آر تھوڈوکس چرچ کا سب سے اعلیٰ مذہبی راہنما ہوتا ہے، جو کہ ایک یا زیادہ علاقوں یا قوموں کے آر تھوڈوکس چرچوں کی روحانی قیادت کرتا ہے۔ پطرہارک کا کردار نہ صرف روحانیت بلکہ کلیسا کی پوری عالمی تنظیم کی رہنمائی فراہم کرنا ہوتا ہے۔ یہ عہدہ آر تھوڈوکس چرچ میں سب سے اہم ہوتا ہے اور دنیا بھر میں مختلف پطرہارکوں کے تحت مختلف آر تھوڈوکس کمیونٹیز کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ مثلاً قسطنطنیہ کا پطرہارک، جو عالمی آر تھوڈوکس چرچ کا سب سے بڑا راہنما مانا جاتا ہے، اور ماسکو کا پطرہارک، جو روس کے آر تھوڈوکس چرچ کا سربراہ ہوتا ہے۔[2] پطرہارک کا بنیادی مقصد مختلف آر تھوڈوکس چرچوں کے درمیان روحانی اتحاد قائم رکھنا اور مذہبی فیصلوں میں راہنمائی فراہم کرنا ہوتا ہے۔

آریشکوف اور پطرہارک دونوں ہی آر تھوڈوکس چرچ کے حکومتی ڈھانچے میں اہم مقام رکھتے ہیں۔
پطرہارک اعلیٰ ترین سطح پر کلیسا کی روحانی قیادت فراہم کرتا ہے، جبکہ آریشکوف کے تحت ایک خاص علاقہ یا شہر کا انتظام چلتا ہے۔ یہ دونوں عہدے آر تھوڈوکس چرچ کے اندر روحانیت اور انتظامی امور کو بہترین طریقے سے چلانے کے لیے کام کرتے ہیں اور ان کے ذریعے کلیسا کی تعلیمات، عبادات، اور مذہبی اصلاحات کو مؤثر طریقے سے فروغ دیا جاتا ہے۔

آریشکوف اور پطرہارک آر تھوڈوکس چرچ میں حکمرانی کے دو اہم عہدے ہیں، جو کلیسا کے مختلف امور کی رہنمائی اور انتظام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان عہدوں کے ذریعے آر تھوڈوکس کمیونٹیز کو مذہبی اتحاد اور روحانی رہنمائی فراہم کی جاتی ہے، اور کلیسا کی تعلیمات کو موثر انداز میں دنیا بھر میں پھیلایا جاتا ہے۔ ان رہنماؤں کا کردار

[1]- Kallistos Ware, The Orthodox Church (London: Penguin Books, 1993), 93.
[2]. Lucy Ash, The Baton and the Cross: Russia’s Church from Pagans to Putin (London: Icon Books, 2024), 45–68.

آر تھوڈوکس چرچ کی کامیابی اور اثرات کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔

2. قدیم رسومات

آر تھوڈوکس چرچ میں عبادات اور رسومات کی بڑی اہمیت ہے۔ خاص طور پر، عشائے ربانی (Holy Communion)، بپتسمہ (Baptism)، اور شادی جیسی اہم مذہبی رسومات کے ذریعے روحانی زندگی کو تقویت دی جاتی ہے۔

3. روحانیت اور عبادت

آر تھوڈوکس عیسائیت میں عبادت میں سادگی کے ساتھ روحانیت کی گہرائی کو اہمیت دی جاتی ہے اور عبادات میں چمکدار آئیکونز (Icons) اور خوشبودار بخور کا استعمال ہوتا ہے۔

4. نظریاتی عقائد

آر تھوڈوکس فرقہ میں تثلیث (Trinity) اور یسوع مسیح کی حقیقت پر زور دیا جاتا ہے۔ اس میں مسیح کی الوہیت اور انسانیت کے درمیان توازن قائم کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے۔

آر تھوڈوکس چرچ کی تاریخ اور عقائد عیسائی دنیا کی سب سے قدیم روایات سے جڑے ہیں اور اس کا پیغام ایمان، عبادت اور روایات کی تائید کرتا ہے۔[1]

ان فرقوں کا خاندانی نظام کس نہج پر پاکستان میں چل رہا ہے، اگلی فصل میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔

[1]. Kallista's Ware,The orthodox Church, publisher yale university press.1963,p 19-26,

فصل دوم

مختلف فرقوں کے رو سے مسیحی خداندانی نظام

اس فصل میں مختلف مسیحی مکاتبِ فکر کے مطابق خاندانی نظام پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسیحیت میں خاندان کو ایک مقدس اور بنیادی اکائی تصور کیا جاتا ہے، جس کی بنیاد محبت، ایثار، قربانی، اور باہمی احترام پر رکھی گئی ہے۔ ہر مسیحی مکتبِ فکر خاندانی نظام کی اپنی مخصوص تشریح رکھتا ہے، جو ان کے مذہبی عقائد، اصولوں اور روایات پر مبنی ہے۔

اس فصل میں ان نظریات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ ان میں پائے جانے والے اختلافات اور مشترکہ اقدار کو واضح کیا جا سکے۔ مزید بر آں، مسیحی خاندانی اصولوں کا افراد کی نجی اور سماجی زندگی پر اثر، ان کے باہمی تعلقات، شادی کے تصورات، والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض، اور خاندانی اتحاد کے تسلسل پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ، مسیحی خاندانی نظام میں درپیش جدید چیلنجز، جیسے کہ سماجی تبدیلیاں، معاشرتی دباؤ، اور جدید دور میں خاندانی اقدار کی بقا جیسے موضوعات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تجزیے کا مقصد خاندانی استحکام اور اس کے معاشرتی اثرات کو بہتر طور پر سمجھنا ہے تاکہ خاندانی اصولوں کی روشنی میں ایک متوازن زندگی کے خدوخال کو واضح کیا جا سکے۔

پاکستان میں مختلف مسالک کی رو سے مسیحی خاندانی نظام

پاکستان میں مسیحی برادری مختلف مسالک میں تقسیم ہے اور ان میں ہر مکتب فکر یا فرقہ اپنے مخصوص مذہبی اصولوں، رسوم و عبادات، اور عقائد کی بنیاد پر اپنے خاندانی نظام کو تشکیل دیتا ہے۔ مسیحی خاندانی نظام کا مقصد فرد کی روحانی ترقی، خاندان کی تربیت اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ پاکستان میں موجود مسیحی مسالک کے خاندانی نظام پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں، جو بائبل کی تعلیمات، فرقوں کے عقائد اور سماجی و ثقافتی پس منظر کے تحت مختلف ہو سکتے ہیں۔[1]

1. رومی کیتھولک مسلک کا خاندانی نظام

رومی کیتھولک مسلک دنیا بھر میں سب سے بڑا مسیحی فرقہ ہے۔ پاکستان میں بھی اس کے پیروکار بڑی تعداد

---

[1]- Qaiser Julius, Christian Marriages in Pakistan: Biblical and Cultural Challenges (Lahore: Open Theological Seminary, 2017), 22–24.

میں پائے جاتے ہیں۔ رومی کیتھولک کلیسا کا خاندانی نظام بائبل کی تعلیمات اور کلیسائی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے، جس میں خاندان کو خدا کی مرضی کے مطابق چلانے کی اہمیت پر زور دی جاتی ہے۔

- **شادی اور عائلی زندگی**

رومی کیتھولک مسلک کے مطابق شادی ایک مقدس ادارہ سمجھا جاتا ہے اور اس کا مقصد نہ صرف مرد اور عورت کے درمیان محبت اور شراکت داری کو فروغ دینا ہے، بلکہ خاندان کے بچوں کی تربیت کرنا اور خدا کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا بھی شامل ہے۔ کیتھولک عقیدہ کے مطابق، شادی میں مرد اور عورت دونوں کی مشترکہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور دونوں کو اپنی زندگی میں خدا کے منصوبے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

- **دوسری شادی**

کیتھولک کلیسیا میں دوسری شادی کو عام طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ پہلی شادی کلیسیا کے اصولوں کے مطابق ہوئی ہو۔ اگر پہلی شادی کو کلیسیا کی طرف سے باطل قرار دے دیا جائے تو دوسری شادی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ تاہم، اگر پہلی شادی درست طریقے سے ہوئی ہو اور اس کے بعد بیوی یا شوہر کا انتقال ہو جائے تو دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے۔[1]

دوسری شادی کی اجازت دینے کے لیے کلیسیا کو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ پہلی شادی کبھی درست طریقے سے وجود میں ہی نہیں آئی تھی۔ اگر پہلی شادی کو باطل قرار دے دیا جائے تو دوسری شادی کی رسم کو کلیسیا کے اندر ایک پادری کی موجودگی میں انجام دیا جاسکتا ہے۔[2]

- **بچوں کی تربیت**

رومی کیتھولک مسلک میں بچوں کی تربیت پر خاص زور دیا جاتا ہے۔ انہیں بچپن سے ہی مذہبی تعلیمات، عبادات، اور اخلاقی اصول سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ خدا کی ہدایت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

- **طلاق اور علیحدگی**

رومی کیتھولک مسلک میں طلاق کی اجازت بہت محدود ہے اور یہ صرف انتہائی صورتوں میں ہی دی جاتی ہے۔ کلیسا کے مطابق، شادی ایک ابدی رشتہ ہوتا ہے اور اس کا مقصد خدا کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا ہوتا ہے۔

---

[1] .Code of Canon Law. Vatican City: Libreria Editrice Vaticana, 1983.

[2] -Mackin, Theodore. Marriage and the Family in the Catholic Church. New York: Paulist Press, 1982.

کیتھولک کلیسیا میں طلاق کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کلیسیا کا عقیدہ ہے کہ شادی کا بندھن خدا کی طرف سے عطا کردہ ہے اور اسے توڑا نہیں جا سکتا۔ مقدس کتاب (بائبل) میں یسوع مسیح کے الفاظ کے مطابق:

"جو خدا نے جوڑا ہے، اسے انسان جدا نہ کرے"[1]۔

اس بنیاد پر کیتھولک کلیسیا شادی کو زندگی بھر کے لیے ایک مقدس عہد سمجھتی ہے۔[2]

تاہم، اگر شادی میں کسی قسم کی خامی ہو، جیسے کہ شادی کا ناجائز ہونا یا اس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی شامل ہونا، تو کلیسیا شادی کو باطل قرار دے سکتی ہے۔ اس عمل کو "شادی کی تنسیخ" کہا جاتا ہے۔ شادی کی تنسیخ کا مطلب یہ ہے کہ شادی کبھی درست طریقے سے وجود میں ہی نہیں آئی تھی۔ مثال کے طور پر، اگر شادی کے وقت دونوں فریقوں کی رضامندی نہ ہو یا شادی کے مقاصد (جیسے اولاد کی پیدائش اور پرورش) پورے نہ ہوں، تو شادی کو باطل قرار دیا جا سکتا ہے۔[3]

شادی کی تنسیخ کے لیے جوڑے کو کلیسیائی عدالت میں درخواست دینی ہوتی ہے، جہاں یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ شادی کے وقت ہی کوئی ایسی خامی موجود تھی جو شادی کو ناجائز بناتی ہے۔ اگر عدالت شادی کو باطل قرار دے دے تو جوڑے دوسری شادی کر سکتے ہیں ۔[4]

یہ عمل کیتھولک کلیسیا کے عائلی قوانین کے تحت انجام دیا جاتا ہے اور اسے ایک سنجیدہ قانونی اور روحانی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ شادی کی تنسیخ محض طلاق نہیں بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ شادی کبھی شرعی یا قانونی طور پر معتبر نہیں تھی۔ اس فیصلے کے بعد فریقین کو کلیسیائی تعلیمات کے مطابق ایک نئے ازدواجی بندھن میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے، بشرطیکہ دیگر تمام شرائط پوری کی جائیں۔

2. پروٹسٹنٹ مسلک کا خاندانی نظام

پروٹسٹنٹ فرقہ کی بنیاد 16ویں صدی میں کیتھولک کلیسا سے علیحدہ ہو کر رکھی گئی۔ اس مسلک میں مختلف ذیلی فرقے شامل ہیں جن میں پاکستان پریسبیٹیرین چرچ، انگلیکن، مینونائٹ اور بپٹسٹ شامل ہیں۔ پروٹسٹنٹ مسالک میں خاندانی نظام کے مختلف پہلو ہیں، لیکن بنیادی اصول اور ہدایات بائبل پر مبنی ہوتی ہیں۔

1۔ متی 19:6

[2].Catechism of the Catholic Church, 1997, 2382.

[3]. Code of Canon Law, 1983, 1095

[4] .Mackin, 1982, 45-47

- **شادی اور عائلی زندگی**

پروٹسٹنٹ مسالک میں بھی شادی کو ایک مقدس رشتہ سمجھا جاتا ہے، اور یہ عقیدہ موجود ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاندان کی پرورش اور تربیت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ ان مسالک میں اکثر یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ خاندان کے افراد کا تعلق براہِ راست خدا سے ہونا چاہیے اور یہ کہ افراد کو اپنی زندگی کے فیصلے خدا کی مرضی کے مطابق کرنا چاہیے۔

دوسری شادی

پروٹسٹنٹ فرقے میں دوسری شادی کو عام طور پر جائز قرار دیا جاتا ہے، خاص طور پر اگر پہلی شادی طلاق یا موت کی وجہ سے ختم ہو گئی ہو۔ پروٹسٹنٹ فرقے کا ماننا ہے کہ شادی کا بندھن مقدس ہے، لیکن اگر پہلی شادی ختم ہو جائے تو دوسری شادی کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ یہ موقف کیتھولک کلیسیا سے مختلف ہے، جہاں دوسری شادی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔[1]

دوسری شادی کی اجازت دینے کے لیے پروٹسٹنٹ فرقے میں کوئی خاص شرائط نہیں ہیں، لیکن یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ دوسری شادی سے پہلے پہلی شادی کے مسائل کو حل کر لیا جائے۔ دوسری شادی کی رسم کو کلیسیا کے اندر ایک پادری کی موجودگی میں انجام دیا جا سکتا ہے۔[2]

- **بچوں کی تربیت**

پروٹسٹنٹ خاندانوں میں بچوں کی تربیت بائبل کی تعلیمات پر زور دیتے ہوئے کی جاتی ہے۔ خاص طور پر انجیل کی تعلیمات اور عبادات پر عمل کرنے کی اہمیت دی جاتی ہے تاکہ بچے ابتدائی عمر سے ہی خدا کی ہدایت میں زندگی گزاریں۔

- **طلاق اور علیحدگی**

پروٹسٹنٹ مسالک میں طلاق کی اجازت کی سطح مختلف ہو سکتی ہے، لیکن عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر شادی کی بنیاد پر مخلصی اور محبت نہیں رہتی تو طلاق دی جا سکتی ہے۔ تاہم، بعض پروٹسٹنٹ فرقے جیسے کہ بپٹسٹ اور مینونائٹ طلاق کو اس وقت تک ناپسندیدہ سمجھتے ہیں جب تک کہ اسے ضروری نہ سمجھا جائے۔

---

[1]. McGrath, Alister E. Christian Theology: An Introduction. 2nd ed. Oxford: Blackwell Publishers, 1999, 105-107

[2]. McGrath, 1999, 110-112

تاہم پروٹسٹنٹ فرقے میں طلاق کو کچھ خاص حالات میں جائز قرار دیا جاتا ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقے کا ماننا ہے کہ شادی کا بندھن مقدس ہے، لیکن اگر شادی میں ناقابل حل مسائل پیدا ہو جائیں تو طلاق کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ یہ موقف کیتھولک کلیسیا سے مختلف ہے، جہاں طلاق کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقے کے مطابق، شادی ایک معاہدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے، اور اگر یہ معاہدہ ٹوٹ جائے تو طلاق کی اجازت دی جاسکتی ہے۔[1]

پروٹسٹنٹ فرقے میں طلاق کی اجازت دینے والے حالات میں زناکاری، تشدد، اور ناقابل حل اختلافات شامل ہیں۔ اگر شادی کے دوران کوئی فریق دوسرے کے ساتھ ناانصافی کرے یا شادی کے مقاصد پورے نہ ہوں، تو طلاق کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقے کا ماننا ہے کہ طلاق ایک آخری حل ہے، جسے صرف انتہائی حالات میں استعمال کیا جانا چاہیے۔[2]

3. آرتھوڈوکس مسلک کا خاندانی نظام

آرتھوڈوکس مسلک، جو مشرقی مسیحیت کا حصہ ہے، خاص طور پر آرمینیائی اور مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا کے پیروکاروں میں پاکستان میں موجود ہے۔ اس مسلک کا خاندانی نظام بھی بائبل اور روایتی کلیسائی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے، اور اس میں روحانی تقدس پر زور دیا جاتا ہے۔

- **شادی اور عائلی زندگی**

آرتھوڈوکس مسلک میں شادی کو مقدس سمجھا جاتا ہے اور یہ ایک ابدی رشتہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق قائم کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی خاندان کی اہمیت ہوتی ہے اور والدین کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مذہبی تعلیمات دیں اور اخلاقی زندگی گزارنے کی تربیت دیں۔

دوسری شادی

آرتھوڈوکس فرقے میں دوسری شادی کو عام طور پر جائز قرار دیا جاتا ہے، خاص طور پر اگر پہلی شادی طلاق یا موت کی وجہ سے ختم ہو گئی ہو۔ آرتھوڈوکس فرقے کا ماننا ہے کہ شادی کا بندھن مقدس ہے، لیکن اگر پہلی شادی ختم ہو جائے تو دوسری شادی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ یہ موقف کیتھولک کلیسیا سے مختلف ہے، جہاں

---

[1]. McGrath, 90−92. 1999.

[2]. McGrath, 1999, 90−92

دوسری شادی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔[1]

دوسری شادی کی اجازت دینے کے لیے آرتھوڈوکس فرقے میں کوئی خاص شرائط نہیں ہیں، لیکن یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ دوسری شادی سے پہلے پہلی شادی کے مسائل کو حل کر لیا جائے۔ دوسری شادی کی رسم کو کلیسیا کے اندر ایک پادری کی موجودگی میں انجام دیا جا سکتا ہے۔[2]

- **بچوں کی تربیت**

آرتھوڈوکس مسلک میں بچوں کی تربیت میں عیسائی اصولوں اور عبادات کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ بچے عیسائی عقائد کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

- **طلاق اور علیحدگی**

آرتھوڈوکس مسلک میں طلاق کی اجازت بہت محدود ہے اور اسے ایک سنگین معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ اس مسلک میں بھی طلاق کو آخری حل کے طور پر ہی دیکھا جاتا ہے، اور اس کے لیے مخصوص کلیسائی عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

تاہم آرتھوڈوکس فرقے میں طلاق کو کچھ خاص حالات میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ آرتھوڈوکس کلیسیا کا ماننا ہے کہ شادی کا بندھن مقدس ہے، لیکن اگر شادی میں ناقابل حل مسائل پیدا ہو جائیں تو طلاق کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ یہ موقف کیتھولک کلیسیا سے مختلف ہے، جہاں طلاق کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ آرتھوڈوکس فرقے کے مطابق، شادی ایک معاہدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے، اور اگر یہ معاہدہ ٹوٹ جائے تو طلاق کی اجازت دی جا سکتی ہے۔[3]

آرتھوڈوکس فرقے میں طلاق مخصوص حالات میں جائز سمجھی جاتی ہے، جن میں زناکاری، تشدد، اور ناقابل حل اختلافات شامل ہیں۔ اگر ازدواجی زندگی میں کوئی فریق دوسرے کے ساتھ ناانصافی کرے یا شادی کے بنیادی مقاصد پورے نہ ہوں، تو طلاق کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ آرتھوڈوکس تعلیمات کے مطابق، طلاق کو ایک ناگزیر مگر آخری حل سمجھا جاتا ہے، جسے صرف انتہائی مجبوری کے تحت اختیار کیا جانا چاہیے۔[4]

---

[1]. Ware, Timothy. The Orthodox Church. 2nd ed. London: Penguin Books, p: 70-72,1993.

[2]. Ware, 1993, 75-77

[3].Ware, 1993, 50-52

[4].Ware, 1993, 55-57

انگلیکن، چرچ آف پاکستان اور چرچ آف انگلینڈ کا خاندانی نظام

انگلیکن، چرچ آف پاکستان اور چرچ آف انگلینڈ در حقیقت ایک ہی مسیحی فرقے کے مختلف نام ہیں، جو ایک ہی مذہبی اور اعتقادی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان تینوں کا تعلق انگلیکن کمیونین سے ہے، جو دنیا بھر میں پھیلا ہوا ایک مسیحی فرقہ ہے۔

چرچ آف انگلینڈ میں طلاق اور دوسری شادی ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، جو بائبلی تعلیمات اور جدید دور کے تقاضوں کے مابین توازن پر مبنی ہے۔ تاریخی طور پر، چرچ نے شادی کو ایک مقدس اور ناقابلِ تنسیخ بندھن قرار دیا، تاہم، بعض مخصوص حالات میں طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔ روایتی مؤقف رکھنے والے پادری، طلاق کے بعد دوسری شادی کو بائبلی احکام کے منافی سمجھتے ہیں، جبکہ ترقی پسند حلقے ازدواجی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی مشروط اجازت کے حامی ہیں۔ اس تحقیق میں چرچ آف انگلینڈ کے مؤقف، بائبلی حوالہ جات اور داخلی اختلافات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

بائبلی اصول اور چرچ آف انگلینڈ کا مؤقف

چرچ آف انگلینڈ کے نزدیک طلاق ایک غیر مثالی عمل ہے، کیونکہ بائبل میں شادی کو "خدا کے قائم کردہ" بندھن کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقس کی انجیل میں بیان کیا گیا ہے :

"پس جو خدا نے جوڑا ہے، اسے آدمی جدا نہ کرے۔[1]

تاہم، یسوع مسیح نے متی میں زناکاری کی صورت میں طلاق کی اجازت دی ہے، جسے چرچ نے ایک ممکنہ جواز کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ متی میں ذکر ہے:

"لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے نکاح کرے، وہ زنا کرتا ہے۔[2]"

چرچ آف انگلینڈ یہ تسلیم کرتا ہے کہ بعض صورتوں میں ازدواجی رشتہ ناقابلِ اصلاح ہو سکتا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ طلاق کو آخری حل سمجھتا ہے۔ چرچ کی پالیسی جوڑوں کی مکمل رہنمائی اور مصالحت پر مبنی ہے تاکہ ازدواجی زندگی کو برقرار رکھا جا سکے۔ تاہم، اگر ازدواجی زندگی شدید مسائل سے دوچار ہو، تو چرچ طلاق کو ناگزیر قرار دے سکتا ہے۔

1۔ مرقس 10:9

2۔ متی 19:9

طلاق کے جواز میں شامل عوامل

اگر کسی ایک شریکِ حیات نے دوسرے کے ساتھ بے وفائی کی ہو تو چرچ طلاق کی اجازت دے سکتا ہے۔اس کے علاوہ، اگر ازدواجی زندگی جسمانی یا ذہنی تشدد کی وجہ سے ناقابلِ برداشت ہو چکی ہو تو چرچ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ایسے حالات میں طلاق کا جواز موجود ہو سکتا ہے۔ازدواجی زندگی کو محبت، عزت اور رحمت پر مبنی ہونا چاہیے، اور اگر کسی بھی فریق کو تشدد یا بدسلوکی کا سامنا ہو تو چرچ اسے ازدواجی بندھن کو ختم کرنے کی وجہ سمجھتا ہے۔

اسی طرح، اگر میاں بیوی کے درمیان مصالحت ممکن نہ ہو اور ازدواجی تعلق مکمل طور پر ختم ہو چکا ہو تو چرچ بعض حالات میں طلاق کی اجازت دیتا ہے [1]

طلاق پر چرچ کے اندرونی اختلافات

چرچ آف انگلینڈ میں طلاق کے حوالے سے دو مختلف نظریات پائے جاتے ہیں:

روایتی مؤقف

قدامت پسند کلیسائی رہنما طلاق کو مسیحی تعلیمات کے منافی سمجھتے ہیں اور صرف زناکاری کی صورت میں اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ان کے نزدیک، طلاق کے بعد دوسری شادی ایک ناپسندیدہ عمل ہے، کیونکہ وہ شادی کو ایک مقدس اور ناقابلِ تنسیخ بندھن تصور کرتے ہیں۔[2]

ترقی پسند مؤقف

جدید نظریات رکھنے والے حلقے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ازدواجی زندگی میں بعض اوقات ایسے شدید تنازعات پیدا ہو سکتے ہیں جن کے باعث طلاق ایک ناگزیر حل بن سکتی ہے۔ان کے مطابق، اگر ازدواجی بندھن مکمل طور پر ختم ہو چکا ہو اور مصالحت کی کوئی صورت باقی نہ رہے، تو چرچ کو دوسری شادی کی اجازت دینی چاہیے تاکہ فریقین اپنی زندگی کو از سرِ نو بہتر انداز میں گزار سکیں۔[3]

---

[1]. Hill, Christopher. The Church and Divorce: Anglican Guidelines. London: SPCK Publishing, 1998, p. 45.

[2].Church of England. *Marriage in Church after Divorce: A Discussion* Document. London: Church House Publishing, 2000, pp. 12-15.

3۔ ایضاً

دوسری شادی کا مسئلہ

الف: چرچ آف انگلینڈ کا اصولی مؤقف

چرچ آف انگلینڈ کی تعلیمات کے مطابق، طلاق کے بعد دوسری شادی ایک حساس معاملہ ہے۔ تاریخی طور پر، چرچ نے طلاق یافتہ افراد کی دوسری شادی کی حوصلہ شکنی کی، تاہم، جدید دور میں اس معاملے پر نرمی دیکھنے میں آئی ہے۔

دوسری شادی کے لیے کلیسائی شرائط:

چرچ آف انگلینڈ میں طلاق یافتہ افراد کی دوسری شادی کے حوالے سے تین بنیادی شرائط رکھی گئی ہیں۔

پہلی شرط مکمل تحقیق ہے، جس کے تحت کلیسائی رہنماؤں کو یہ یقین دہانی کرنی ہوتی ہے کہ پہلی شادی واقعی ناقابلِ اصلاح تھی اور اس میں مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی تھی۔ چرچ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے مکمل تحقیق کرتا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ طلاق ضروری تھی یا نہیں۔

دوسری شرط روحانی مشاورت ہے، جس میں جوڑے کو چرچ کے مقرر کردہ رہنماؤں کے ساتھ نشستیں کرنی پڑتی ہیں۔ ان نشستوں کا مقصد یہ جانچنا ہوتا ہے کہ جوڑا دوسری شادی کے لیے حقیقی طور پر تیار ہے یا نہیں اور آیا وہ ازدواجی رشتے کی روحانی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے۔

تیسری اور آخری شرط پادری کی رضامندی ہے۔ چرچ کے پادریوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی صوابدید پر طلاق یافتہ جوڑوں کی شادی کروانے یا نہ کروانے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر پادری یہ محسوس کرے کہ شادی کسی غیر مناسب بنیاد پر کی جارہی ہے یا اس کے پیچھے حقیقی ضرورت نہیں ہے، تو وہ اس شادی سے انکار کر سکتا ہے۔[1]

ب: دوسری شادی پر اختلافات

1. روایتی مؤقف

کچھ پادری اب بھی طلاق یافتہ افراد کی دوبارہ شادی کروانے سے انکار کرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک یہ بائبلی تعلیمات کے منافی ہے، جیسا کہ لوقا میں بیان کیا گیا ہے:

> جو کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرے، وہ زنا کرتا ہے،
> اور جو ایسی عورت سے نکاح کرے جسے اس کے شوہر نے طلاق دی ہو، وہ بھی زنا کا

[1] .Church of England. Marriage and Divorce: A Pastoral Statement. London: Church House Publishing, 2002, pp. 22–25.

مرتکب ہوتا ہے۔[1]"

یہ آیت اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ شادی ایک مقدس بندھن ہے، اور طلاق کے بعد دوبارہ شادی کو بعض قدامت پسند کلیسائی رہنما ناجائز سمجھتے ہیں۔[2]

2. ترقی پسند مؤقف :

جدید کلیسائی حلقے اس بات کے حامی ہیں کہ اگر شادی حقیقی معنوں میں ناکام ہو گئی تھی اور طلاق ناگزیر تھی، تو دوسری شادی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔[3]

چرچ آف انگلینڈ میں شادی کو ایک مقدس بندھن سمجھا جاتا ہے، لیکن عملی زندگی میں درپیش مشکلات کے پیش نظر طلاق کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ طلاق کے بعد دوسری شادی کے معاملے پر چرچ میں دو مختلف نظریات پائے جاتے ہیں: قدامت پسند گروہ اس کی مخالفت کرتا ہے، جبکہ جدید حلقے اسے بعض شرائط کے ساتھ جائز سمجھتے ہیں۔

چرچ آف انگلینڈ اپنی تعلیمات میں روایتی اصولوں اور جدید تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ خاندانی نظام مستحکم اور بامقصد رہ سکے۔

بچوں کی تربیت اور کلیسائی تعلیمات

چرچ آف انگلینڈ بچوں کی پرورش اور تربیت کو ایک مقدس ذمہ داری سمجھتا ہے۔ بائبل مقدس میں والدین کو ہدایت دی گئی ہے:

"اور تم اپنے بچوں کو غصہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی تربیت اور نصیحت میں ان کی پرورش کرو۔[4] "

چرچ کے مطابق، والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو مسیحی تعلیمات کے مطابق پروان چڑھائیں تاکہ وہ ایک نیک اور صالح زندگی گزار سکیں۔[5]

1۔ لوقا 16:18

[2].Stott, John. Issues Facing Christians Today. Grand Rapids: Zondervan, 2006.p: 112-115

[3] . Stott, 2006, 150-152

4۔ افسیوں 6:4

[5]. Church of England, Children and the Church (London: Church House Publishing, 2011), 25

اس تعلیم کی روشنی میں چرچ والدین کو تلقین کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مسیحی اصولوں کے مطابق تربیت دیں۔ چرچ کے مطابق، بچوں کی پرورش میں درج ذیل عناصر بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:

روحانی تعلیم

بچوں کو ابتدائی عمر سے ہی چرچ کی عبادات، دعا، اور بائبل کی تعلیمات سے روشناس کرانا ضروری ہے، تاکہ وہ مسیحی عقائد کو سمجھ سکیں اور عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔[1]

اخلاقی اقدار

دیانت، محبت، خدمت اور ایثار جیسی خوبیوں کو بچوں کی زندگی کا حصہ بنایا جائے، کیونکہ ان اوصاف کے ذریعے وہ ایک متوازن اور پرامن معاشرے کے رکن بن سکتے ہیں۔ چرچ والدین کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ وہ عملی نمونہ بن کر بچوں میں ان اقدار کو راسخ کریں۔[2]

کلیسائی سوسائٹی میں شمولیت

چرچ والدین پر زور دیتا ہے کہ وہ بچوں کو سنڈے اسکول میں بھیجیں، جہاں انہیں مسیحی تعلیمات دی جاتی ہیں اور وہ اجتماعی عبادات کا حصہ بنتے ہیں۔ اس عمل سے بچوں میں کلیسائی کمیونٹی کا شعور بیدار ہوتا ہے اور وہ مسیحی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے مزید راغب ہوتے ہیں۔[3]

چرچ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ طلاق شدہ والدین کے بچوں کو خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے بچوں کی روحانی اور نفسیاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے چرچ مشاورتی خدمات فراہم کرتا ہے تاکہ وہ کسی ذہنی یا جذباتی دباؤ کے بغیر مثبت زندگی گزار سکیں۔ چرچ کی مختلف تنظیمیں ان بچوں کی رہنمائی کے لیے خصوصی نشستیں اور مشاورت کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔[4]

مذہبی پہلو

کیتھولک چرچ دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا، سوائے اس صورت میں کہ پہلی شادی کو "annulment" کے ذریعے ختم کر دیا جائے، جو کہ اس بات کا اعلان ہے کہ شادی شروع سے ہی غیر موزوں تھی۔ جبکہ پروٹسٹنٹ فرقے جیسے کہ چرچ آف پاکستان (جو انگلیکن روایات کی پیروی کرتا ہے) بعض مخصوص

---

[1].Wright, Tom. *Christian Parenting* (Grand Rapids: Zondervan, 2015), 78

[2] .Stott, John. *Raising Children in Faith* (Grand Rapids: Zondervan, 2017), 56.

[3] Church of England, *Faith in the Future* (London: Church House Publishing, 2019), 112.

[4]. Green, Michael. *Pastoral Care for Children of Divorce* (Oxford: Oxford University Press, 2020), 89.

حالات میں طلاق کے بعد دوسری شادی کو قبول کرتے ہیں، بشرطیکہ چرچ کی اجازت حاصل ہو۔

تاہم ان دو فرقوں کی نکاح کی طریقہ کار میں بھی اختلاف موجود ہے کیتھولک چرچ کا کہنا ہے کہ شادی کو ایک "مقدس رسم" سمجھا جاتا ہے جو خدا کے حکم کے تحت ہوتی ہے۔ یہ نکاح چرچ کے اندر ایک خاص دعائیہ تقریب کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے ختم کرنا عام حالات میں ممکن نہیں ہوتا، سوائے "منسوخی"(annulment) کے ذریعے، جو اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ شادی کبھی قانونی طور پر نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ چرچ آف پاکستان (پروٹسٹنٹ فرقہ) یہ چرچ شادی کو مقدس مانتا ہے لیکن بعض حالات میں طلاق کی اجازت دیتا ہے، خاص طور پر زنا کے معاملے میں۔ یہاں نکاح چرچ کے اندر تقریب کے طور پر انجام دیا جاتا ہے، لیکن اس میں زیادہ سادگی اور مختلف مذہبی رسوم شامل ہو سکتی ہیں۔

سابقہ دونوں فرقوں کا جیسا دوسری شادی اور نکاح میں اختلاف رائے موجود ہے اسی طرح ان کا طلاق کے متعلق بھی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے کیتھولک چرچ طلاق کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک شادی ایک مقدس اور ناقابل تحلیل بندھن ہے۔ کیتھولک چرچ کے مطابق، طلاق کی بجائے شادی کی تحلیل (annulment) ایک آپشن ہو سکتی ہے، لیکن یہ شاذ و نادر ہی دیا جاتا ہے۔ اور پروٹسٹنٹ فرقوں میں اس معاملے میں کچھ نرمی پائی جاتی ہے۔

پاکستان میں موجود چرچ آف پاکستان (ایک پروٹسٹنٹ گروپ) اور دیگر پروٹسٹنٹ فرقے محدود حالات میں طلاق کو تسلیم کرتے ہیں، جیسے کہ بے وفائی، تشدد، یا ازدواجی ذمہ داریوں کی مسلسل خلاف ورزی۔ ان معاملات میں، عدالتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور یہ فیصلے مذہبی اصولوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی قوانین، خاص طور پر 1869 کے کرسچن ڈائیورس ایکٹ کے تحت کیے جاتے ہیں۔[1]

پاکستان میں 1981 میں جنرل ضیاء الحق کی جانب سے اس ایکٹ کی دفعہ 7 کو منسوخ کر دیا گیا تھا، جس کے بعد طلاق کے لیے صرف چند مخصوص بنیادیں باقی رہ گئیں، جیسے کہ بے وفائی یا دوسرے مذہب میں تبدیلی۔ تاہم، 2017 میں لاہور ہائی کورٹ نے اس قانون کو بحال کیا، جس سے مسیحی طلاق کے لیے کچھ زیادہ گنجائش پیدا ہوئی۔

1۔ **دفعہ 10** : طلاق کی درخواست بے وفائی، تشدد، دو سال یا زائد کی جدائی، دماغی بیماری، یا سات سال تک غائب ہونے (موت کی طرح سمجھے جانے) کی صورت میں دی جاسکتی ہے۔

دفعہ 12 : اگر مدعی نے بے وفائی کو معاف کر دیا ہو یا اس میں خاموش رضامندی دی ہو، تو درخواست خارج کی جاسکتی ہے

دفعہ 22 : عدالت بیوی کے لیے نان نفقہ (گزر بسر الاؤنس) مقرر کر سکتی ہے۔

دفعہ 32 : جائز طلاق کے بعد دوبارہ شادی کی اجازت ہے، الا یہ کہ مذہبی اصولوں میں ممانعت ہو۔

(Christian Divorce Act, 1869 (Act IV of 1869), §10, §12, §22, §32 (Pak.).)

پروٹسٹنٹ چرچز عموماً ریاستی قوانین کو مذہبی قوانین کے ساتھ ساتھ تسلیم کرتے ہیں، جبکہ کیتھولک چرچ میں طلاق کے لیے عمومی اجازت موجود نہیں ہے۔ دیگر فرقے جیسے مشرقی آرتھوڈوکس چرچ، مخصوص شرائط کے تحت طلاق کی اجازت دیتے ہیں، لیکن پاکستان میں ان فرقوں کی موجودگی کم ہے۔

اختتامی کلمات

پاکستانی مسیحی برادری مختلف مذہبی فرقوں پر مشتمل ہے، جن میں رومی کیتھولک، پروٹسٹنٹ، آرتھوڈوکس، ایناباپٹسٹ (مینونائٹ و بیپٹسٹ)، اینگلیکن اور پینٹی کوسٹل شامل ہیں۔ ان فرقوں کے عقائد، رسومات اور خاندانی نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں، تاہم بائبل کی تعلیمات ان سب کا مشترکہ ماخذ ہیں۔

مسیحی خاندانی نظام میں شادی کو ایک مقدس بندھن سمجھا جاتا ہے، جو خدا کے منصوبے کے مطابق قائم ہوتا ہے۔ طلاق اور دوسری شادی سے متعلق ہر فرقے کا اپنا موقف ہے، جو بعض صورتوں میں سخت اور بعض میں نرم ہوتا ہے۔ بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت، کلیسائی رہنمائی اور روحانی اصولوں پر عمل سب فرقوں میں اہمیت رکھتے ہیں۔

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ اگرچہ بائبل سب کے لیے بنیاد ہے، لیکن اس کی تعبیرات میں فرق خاندانی نظام کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مجموعی طور پر، تمام فرقے خاندان کو روحانی ترقی، معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی تربیت کا اہم ذریعہ سمجھتے ہیں۔

یہ جائزہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ پاکستانی مسیحی برادری میں فرقہ وارانہ تنوع کے باوجود خاندانی نظام کا مقصد ایک خدا پر ایمان، محبت، اور روحانی ہم آہنگی کا فروغ ہے۔

باب چہارم

پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کا تجزیہ

فصل اول: مسلم عائلی نظام کے بنیادی خدوخال

فصل دوم: پاکستان میں مسلم عائلی نظام کے مسیحی برادری پر مرتب ہونے والے اثرات

فصل اول

مسلم عائلی نظام کے بنیادی خدوخال

عائلی نظام ایک معاشرتی ڈھانچہ ہے جس میں افراد کے آپسی تعلقات، ذمہ داریوں، حقوق اور فرائض کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ یہ نظام معاشرتی سکون اور توازن کے قیام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہر معاشرتی نظام کا اپنا مخصوص نظریہ اور ضابطہ ہوتا ہے جس کی مدد سے افراد کے مابین رشتہ مضبوط، ہم آہنگ اور معیاری بنتا ہے۔ مسلمان معاشرتوں میں عائلی نظام کا ایک خاص مقام ہے کیونکہ یہ نظام قرآن و سنت کی تعلیمات پر استوار ہے[1] اور اس میں انسانوں کے حقوق اور فرائض کی نگرانی کی جاتی ہے۔ مسلم عائلی نظام کی بنیاد بھی ایسے ہی اصولوں اور تعلیمات پر ہے جو افراد کے درمیان محبت، احترام اور تعاون کی فضا قائم کرتے ہیں۔

اسلامی عائلی نظام میں مرد، عورت، بچے اور بزرگوں کے حقوق و فرائض کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ نظام فرد کے ذاتی حقوق کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کا بھی ضامن ہے۔ اس مضمون میں ہم مسلم عائلی نظام کو مختلف پہلوؤں سے تفصیل سے سمجھیں گے، اور ہر پہلو کی تمہید کے ساتھ اس کی اہمیت کو واضح کریں گے۔

مسلم عائلی نظام کی بنیاد

اسلامی عائلی نظام کی بنیاد قرآن و سنت کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے جیسا کہ اس کا ذکر اوپر گزر گیا۔ یہ نظام انسانوں کے فطری اور روحانی حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور ہر فرد کے کردار اور ذمہ داریوں کو واضح کرتا ہے۔ عائلی نظام کے اصولوں کی روشنی میں، ہر فرد اپنے معاشرتی کردار کو بخوبی سمجھتا ہے اور اس کی زندگی میں توازن اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی عائلی نظام کا مقصد فرد اور خاندان کی فلاح کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کی بہتری کو بھی یقینی بنانا ہے۔

اسلام میں خاندان کو ایک مضبوط اور اہم ادارہ قرار دیا گیا ہے، جس کا مقصد انسانوں کو ایک دوسرے کے

1۔ يَاأَيُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوارَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍوَخَلَقَ مِنْهَازَوْجَهَاوَبَثَّ مِنْهُمَارِجَالًا كَثِيرًاوَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا(النساء:4)ترجمہ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور اللہ سے ڈرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بے شک، اللہ تم پر نگران ہے۔"

ساتھ محبت، تعاون اور احترام کی بنیاد پر زندگی گزارنے کی تعلیم دینا ہے۔ اسلام نے اس عائلی نظام میں مرد، عورت، بچوں اور بزرگوں کے حقوق کو متوازن طور پر تقسیم کیا ہے تاکہ ہر فرد اپنے دائرہ کار میں خوشی، سکون اور کامیابی حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾-[1].

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو انکے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی، البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں"[2]

عائلی نظام حقوق و فرائض کے لیے پیارپیارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی سیرت وتعلیمات روشن مینار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ))-[3]

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو۔

خاندان کی اہمیت

اسلامی عائلی نظام میں خاندان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام میں خاندان کو صرف ایک ذاتی ادارہ نہیں بلکہ معاشرتی سکون کا اہم ستون سمجھا گیا ہے۔ یہ خاندان ہی ہے جو فرد کو اپنے اصل مقاصد، انسانیت، اور معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتا ہے۔ اسلامی معاشرت میں خاندان کا استحکام اور افراد کے درمیان محبت اور تعاون کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

خاندان کے افراد کے درمیان مضبوط تعلقات اور محبت کی فضا سے معاشرے میں سکون اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ جب خاندان کا ادارہ مضبوط ہو گا تو معاشرت میں بھی ایک مثبت اثر پڑے گا۔ اسلام میں والدین کی محبت، بچوں کی تربیت اور باہمی تعاون پر بہت زور دیا گیا ہے تاکہ معاشرہ مستحکم بنیاد پر قائم رہ سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

1۔ الروم:21

2۔ مفتی، شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ص3458،

3۔ الترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، کتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، مکتبہ، رحمانیہ، لاہور، رقم الحدیث:3895 (قال الامام الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح)

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾-[1]

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں نصیحت کی، اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری جھیل کر (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے۔ (ہم نے اسے حکم دیا کہ) میرے شکر گزار بنو اور اپنے والدین کے بھی، (کیونکہ) میری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔

بہترین اور مستحکم خاندان کو بنیاد فراہم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے صالح اور دیندار عورت کے انتخاب پر زور دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ))[2]

ترجمہ: عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب و نسب کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے، اس کے دین کی وجہ سے، پس تم دین دار عورت کو ترجیح دو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں (یعنی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

اس پاکیزہ خاندان کو پروان چڑھانے کے لیے مومن باندی کو ترجیح دینے کا حکم ہے:

وَلَا تَنكِحُوا ٱلْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ[3]

ترجمہ:" اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ اور ایک مؤمن لونڈی مشرکہ (آزاد عورت) سے بہتر ہے۔

3. مرد اور عورت کے حقوق و فرائض

اسلامی عائلی نظام میں مرد اور عورت دونوں کے حقوق اور فرائض کو متوازن اور منصفانہ طور پر تقسیم کیا گیا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ خاندان میں ہم آہنگی اور سکون

1۔ لقمان:14

2۔ صحیح بخاری:،5090

3۔ البقرۃ:221

بر قرار رہ سکے۔ مرد کو خاندان کا سربراہ اور اس کے مالی معاملات کا نگہبان قرار دیا گیا ہے، جبکہ عورت کو اپنے گھر کے انتظام، بچوں کی تربیت اور شوہر کی خدمت میں اہم کردار دیا گیا ہے۔

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کی واضح تفصیل فراہم کی ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس نظام میں عدل و انصاف کا عنصر غالب ہے تاکہ دونوں طرف سے توازن برقرار رہے اور خاندان میں تنازعات کم سے کم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾-[1]

"مرد عورتوں پر قوام (سربراہ، ذمہ دار) ہیں، کیونکہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور کیونکہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

جس طرح مرد کا حق عورت پر ہوتا ہے عورت بھی مرد پر حقوق رکھتی ہے اسلام میں قوامیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرد خاندانی نظم و نسق کا محافظ ہو، اور عورت کی عزت، راحت اور سلامتی کا ضامن ہو۔ اگر یہ قوامیت عدل، اخلاق اور محبت کے بغیر ہو تو وہ ظلم میں بدل جاتی ہے، جو اسلام کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[2]

اور عورتوں کے بھی معروف طریقے پر (مردوں پر) ویسے ہی حقوق ہیں جیسے (مردوں کے) ان پر حقوق ہیں، اور مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

یہ آیت اسلامی خاندانی نظام میں برابری اور عدل کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہاں عورتوں کے وہی حقوق بیان کیے گئے ہیں جو مردوں کے بھی ہیں، معروف طریقے (شریعت و عرف کے مطابق) پر۔ اسلام نے مرد اور عورت کو باہمی ذمہ داریوں اور حقوق کا پابند بنایا ہے۔ البتہ، مرد کو ایک درجہ فضیلت اس لیے حاصل ہے کہ وہ قوام ہے، اور بعض انتظامی و شرعی معاملات میں اس پر زیادہ بوجھ ڈالا گیا ہے۔

یہ فضیلت افضلیتِ ذمہ داری ہے، نہ کہ کوئی استحقاقی بالادستی۔ یہ درجہ مرد کو زیادہ عدل، صبر، اور حلم کا

1۔ النساء:34

2۔ البقرة:228

پابند بناتا ہے تاکہ وہ عورت کے ساتھ محبت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئے۔

خاندان بنانے کے لیے اگر ایک سے زیادہ شادیوں کی ضرورت پڑی تو عدل وانصاف فراہم کرنا ضروری ہے ناانصافی کو اسلام نے ناپسند نہیں کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَمِيلُواْ كُلَّ ٱلْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلْمُعَلَّقَةِ﴾۔[1]

پس ایسا بھی نہ کرو کہ ایک کی طرف بالکل ہی جھک جاؤ اور دوسری کو معلق (لٹکی ہوئی) چھوڑ دو۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ،وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي،وَإِذَامَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ))[2]

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں اور جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے خیر باد کہہ دو، یعنی اس کی برائیوں کو یاد نہ کرو۔

4. اسلام میں شادی اور ازدواجی تعلقات کی فطری وسماجی حِکَم

اسلام میں شادی کو ایک مقدس رشتہ قرار دیا گیا ہے جس کا مقصد صرف جنسی تعلقات نہیں بلکہ ایک دوسرے کیلئے اخلاقی اور معاشرتی ضرورت قرار دیا ہے۔ اسلام کے مطابق ازدواجی زندگی میں احترام، وفاداری، اور تعاون کا ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں فریقین ایک دوسرے کے ساتھ سکون اور خوشی سے زندگی گزار سکیں۔

شادی ایک ایسا رشتہ ہے جس میں دونوں افراد ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض کا خیال رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ قرآن وسنت میں اس رشتہ کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں تاکہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے زندگی گزار سکیں اور ان کے درمیان تعلقات مضبوط ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسانوں کے درمیان ازدواجی رشتہ کو ایک عظیم نعمت قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[3]

اور اس (اللہ) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے

1۔ النساء:129

2۔ مسلم، رقم الحدیث:2661، بخاری، رقم الحدیث:4802

3۔ الروم21،

تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کو ایک ایسا رشتہ قرار دیا ہے جس میں مرد اور عورت کے درمیان محبت، سکون اور آرام کا ایک گہرا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ یہ رشتہ نہ صرف فطری ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے، بلکہ روحانی، اخلاقی اور جذباتی سطح پر بھی انسانوں کو سکون فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو محبت اور سکون کا ذریعہ اس لیے بنایا تاکہ انسان کی فطری خواہشات اور جذبات کا احسن طریقے سے انتظام ہو سکے۔ انسان فطرتاً محبت، سکون اور تعلقات کی خواہش رکھتا ہے، اور اللہ نے یہ ضرورت نکاح کے ذریعے پوری کی ہے۔ اس رشتہ میں مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارتے ہیں، اور ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ اللہ کی حکمت یہ ہے کہ اس نے اس رشتہ میں دونوں کو ایک دوسرے کا شرکت اور معاون بنایا تاکہ وہ زندگی کی مشکلات اور چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں اور نسل انسان کی بقا ممکن ہو سکے۔

یہ آیت اس بات کو بھی واضح کرتی ہے کہ نکاح ایک "خوبصورت رشتہ" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ میں انسانوں کے لیے تمام فطری حسن و جمال رکھے ہیں۔ یہ رشتہ نہ صرف جسمانی تعلقات بلکہ روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی تعلقات کا بھی حامل ہے۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھتے ہیں، اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس رشتہ کی بنیاد محبت، احترام، اور تعاون پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کو فطری طور پر ایسا بنایا ہے کہ دونوں طرف سے جذبات، احساسات اور ضروریات کا مکمل احترام کیا جائے۔[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کی فطری اہمیت کو بھی بیان کیا ہے۔ انسان کا دل ہمیشہ محبت اور سکون کی تلاش میں رہتا ہے، اور یہ رشتہ اس کی فطری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ نکاح میں مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کے ہر پہلو میں شراکت داری کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں۔ اس کے ذریعے انسان کو وہ سکون ملتا ہے جس کی وہ اپنی زندگی میں تلاش کرتا ہے۔ یہ رشتہ انسان کے اندر محبت، وفاداری، برداشت، اور قربانی کے جذبات کو اجاگر کرتا ہے، جو کہ ایک کامیاب زندگی کے لیے ضروری ہیں۔

نکاح کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف فرد کی فلاح کی ضمانت دی ہے بلکہ اس رشتہ کے ذریعے پورے معاشرتی توازن کا بھی قیام کیا ہے۔ جب مرد اور عورت کے درمیان محبت اور سکون کا رشتہ قائم ہوتا ہے تو نہ صرف ان کی ذاتی زندگی خوشگوار ہوتی ہے بلکہ یہ پورے خاندان اور معاشرے کے لیے بھی سکون اور استحکام کا باعث بنتا ہے۔ اس کے ذریعے معاشرتی اخلاقیات میں بہتری آتی ہے اور انسانوں کے درمیان احترام، شراکت داری اور تعاون

1۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، جلد6، مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2006، ص721۔

کی فضا قائم ہوتی ہے۔

اس آیت کا مقصد یہ بھی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے محبت، سکون، اور حسن سلوک کا ذریعہ بنیں تاکہ نہ صرف ان کی زندگی خوشگوار ہو بلکہ ان کے رشتہ سے پورے معاشرے میں بھی سکون اور توازن پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اسے محبت، سکون، اور باہمی احترام کا ذریعہ قرار دیا ہے، جو انسانوں کی فطری ضرورتوں کے مطابق ہے اور زندگی میں سکون اور خوشی کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں میاں بیوی کے رشتہ کو ایک انتہائی خوبصورت اور گہری تشبیہ کے ذریعے بیان کیا ہے۔

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾۔[1]

تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔

یہ آیت میاں بیوی کے رشتہ کی اہمیت اور اس کی بنیاد کو بہت خوبصورتی سے بیان کرتی ہے۔ لباس انسان کے لیے نہ صرف جسم کی حفاظت کا ذریعہ ہے بلکہ یہ اس کی عزت اور وقار کا بھی محافظ ہوتا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کا رشتہ بھی ایک دوسرے کی عزت، حمایت اور سکون کا باعث بننا چاہیے۔

لباس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسان کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جیسے لباس جسم کو سردی، گرمی اور غیر ضروری چیزوں سے بچاتا ہے، ویسے ہی میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے تحفظ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی جذباتی اور ذہنی حالت کا خیال رکھتے ہیں اور زندگی کے چیلنجز میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور نظم میں دیتے ہیں جیسا کہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾۔[2]

"مرد عورتوں پر قوام (سربراہ، ذمہ دار) ہیں۔

لباس انسان کی نرمی اور سکون کا بھی باعث بنتا ہے۔ یہی خصوصیت میاں بیوی کے رشتہ میں بھی موجود ہونی چاہیے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے سکون اور راحت کا ذریعہ بننا چاہیے۔ جیسے لباس انسان کی ظاہری حالت کو بہتر بناتا ہے، ویسے ہی میاں بیوی کو ایک دوسرے کی جذباتی حالت کو بہتر بنانا چاہیے۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں

1۔ البقرۃ:186

2۔ النساء:34

دونوں ایک دوسرے کا معاون بن کر زندگی کو بہتر بناتے ہیں اور ایک دوسرے کو سکون پہنچاتے ہیں۔

لباس صرف جسم کی آرائش نہیں بلکہ انسان کو موسمی حالات سے بھی بچاتا ہے۔ اس طرح، میاں بیوی کا رشتہ بھی زندگی کے مختلف حالات اور مشکلات میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے والا ہوتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کا ہے۔ دونوں کو مل کر زندگی کی مشکلات اور چیلنجز کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے تاکہ زندگی میں سکون اور کامیابی حاصل ہو۔

لباس کی طرح میاں بیوی کا رشتہ بھی ایک دوسرے کی عزت اور وقار کی حفاظت کرتا ہے۔ لباس انسان کی پوشیدگی کا باعث بنتا ہے اور اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے راز، جذبات اور کمزوریوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ شفافیت، ایمانداری اور احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں تاکہ ایک مضبوط اور خوشگوار رشتہ قائم ہو سکے۔

آخر کار، اللہ تعالیٰ کی یہ آیت میاں بیوی کے رشتہ کو ایک گہرا اور اہم تعلق قرار دیتی ہے جو نہ صرف جسمانی سطح پر بلکہ روحانی اور نفسیاتی سطح پر بھی ایک دوسرے کی مکمل حمایت اور محبت کا مظہر ہے۔[1] یہ رشتہ ایک دوسرے کی عزت، محبت، اور سکون کا حامل ہے، اور اس میں دونوں ایک دوسرے کے لیے لباس کی طرح ضروری اور اہم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح کے رشتہ کو اپنی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی قرار دیا ہے۔ اس کا مقصد انسانوں کو اس عظیم نعمت کی طرف متوجہ کرنا ہے جو اللہ نے انہیں دی ہے اور اسے ایک اہم اور روحانی رشتہ کے طور پر سمجھنے کی ترغیب دینا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بیویوں کو مرد کے لیے سکون، محبت اور رحمت کا ذریعہ قرار دیا ہے، جو کہ زندگی کے اہم ترین پہلوؤں میں سے ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت انسان کے فطری جذبات اور ضرورتوں کو سمجھنے کی دعوت دیتی ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان ازدواجی تعلقات کا رشتہ ایک فطری تقاضا ہے جو اللہ نے انسانوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بنایا۔ اس رشتہ کا مقصد صرف جسمانی تعلقات نہیں بلکہ اس کا اصل مقصد مرد اور عورت کے درمیان سکون، اطمینان اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ میں سکون رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ دونوں فریق ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کے ساتھ زندگی گزاریں۔

اللہ نے اس آیت میں مرد اور عورت کے درمیان محبت اور رحمت کا ذکر کیا ہے، جو کہ اس رشتہ کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔ محبت وہ جذبہ ہے جو دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے، اور رحمت ایک دوسرے

1۔ ادریس، مولانا، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، جلد 1، سورۃ البقرہ، آیت 187 کی تفسیر۔ کراچی: مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2006، ص 457–459۔

کے ساتھ نرم سلوک، سمجھوتہ، اور ایثار کا مظہر ہے۔ نکاح میں یہ دونوں عناصر ضروری ہیں، کیونکہ ایک دوسرے کی محبت اور رحمت کے بغیر زندگی کا رشتہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ ایک کامیاب ازدواجی زندگی میں محبت اور رحمت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

یہ آیت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ نکاح اور بیوی کا رشتہ زندگی کو مکمل کرتا ہے۔ اللہ نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا ساتھی بنایا تاکہ وہ ایک دوسرے کی زندگی میں سکون و راحت کا ذریعہ بنیں۔ یہ رشتہ دونوں فریقین کیلئے ایک مضبوط ستون ہے جسکے ذریعے دونوں اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کی کمزوریوں، خوشیوں اور دکھوں کا شریک بنتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ زندگی کی راہوں میں قدم بہ قدم چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نکاح کے رشتہ کو اپنی ایک نشانی قرار دیا ہے۔ اللہ کی یہ نشانی ایک ایسی حقیقت ہے جس میں انسانوں کے لیے گہرا سبق چھپا ہوا ہے۔ جب ہم اللہ کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ان کی حقیقت کا ادراک ہوتا ہے۔ اللہ کی یہ نشانی انسانوں کے درمیان محبت، سکون، اور باہمی تعاون کے رشتہ کے طور پر ہے جو انسانوں کی فطری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور ایک خوشگوار اور کامیاب زندگی گزارنے کے امکانات فراہم کرتا ہے۔ یہ رشتہ صرف انسانوں کے درمیان محبت کا ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کے حکم اور رضا کا بھی مظہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غور کرنے والوں کے لیے نشانیوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ آیت انسانوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنے ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کریں اور اس رشتہ کی حقیقت پر غور کریں۔ جب انسان اپنی زندگی میں اللہ کی ہدایت کے مطابق محبت اور سکون کے رشتہ کو اپناتا ہے تو اس سے نہ صرف اس کی ذاتی زندگی میں سکون آتا ہے بلکہ پورے خاندان اور معاشرے میں بھی استحکام آتا ہے۔ یہ رشتہ اخلاقی تربیت، شراکت داری اور باہمی احترام کا پیغام دیتا ہے جو ہر معاشرتی نظام کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ایک عظیم حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ نکاح اور بیوی کا رشتہ اللہ کی ایک خاص نشانی ہے جو انسانوں کی فطری ضروریات اور جذبات کی تکمیل کرتا ہے۔ اس رشتہ میں سکون، محبت اور رحمت کا عنصر انسان کی زندگی کو بہتر بناتا ہے اور اسے ایک کامیاب اور خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے ضروری سامان فراہم کرتا ہے۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ ایک کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے محبت، سکون، اور رحمت کا ہونا ضروری ہے اور اس رشتہ کو اللہ کی نشانی سمجھ کر اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں نہ صرف فرد کی فلاح ہے بلکہ پورے معاشرتی نظام میں استحکام اور سکون آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہترین ہو۔"[1]

1۔ ترمذی، رقم الحدیث: 2489

ایک شخص کی بہترین خصوصیت کا تعلق اس کی بیوی کے ساتھ گھریلو معاملات سے ظاہر ہوتا ہے، جو کہ انسان کے اخلاقی معیار کا عکاس ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کسی کے استفسار میں آپ ﷺ گھر میں کیسے ہوتے ہیں؟ کے جواب میں فرمایا:

((كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاة))."۔[1]

آپ نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر کے کام کاج یعنی اپنے گھر والیوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراً) کام کاج چھوڑ کر (نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

اس حدیث میں بھی پیغمبر اکرم ﷺ نے ایک مسلمان کی فضیلت کا معیار اس کے اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کو قرار دیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے عمل سے بھی یہ سبق دیا کہ انسان کے گھر والے اس کی پہلی اور سب سے بڑی ترجیح ہونے چاہییں۔ ایک بہترین شوہر وہی ہوتا ہے جو اپنی بیوی، بچوں اور اہل خانہ کے ساتھ محبت، عزت اور احترام کے ساتھ پیش آئے۔ یہی اخلاقی رویہ انسان کو معاشرتی اعتبار سے بھی بلند کرتا ہے اور ایک مضبوط، خوشحال خاندان کی بنیاد ڈالتا ہے۔ ایک اور جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

((مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لنفسِهِ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللَّهِ فينتقم لله))[2].

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے علاوہ اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو مارا نہ کسی خادم کو اور نہ ہی کسی عورت کو، اور اگر آپ کو کسی کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام نہیں لیتے تھے، آپ صرف اس صورت میں انتقام لیتے تھے جب اللہ کی حدود پامال ہوتی ہوں اور وہ انتقام بھی محض اللہ کی رضا کی خاطر ہی لیتے تھے۔

اس حدیث سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی۔ آپ ﷺ کا یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ ازدواجی تعلقات میں جسمانی یا ذہنی طور پر کسی کو نقصان پہنچانا ہرگز اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ اسلام میں ازدواجی زندگی کا مقصد محبت، سکون اور تعاون ہے، اور ہر قسم کے ظلم یا زیادتی سے بچنا ضروری ہے۔

1۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجَ، رقم الحدیث: 676

2۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، کتاب النکاح، باب: ضرب النساء، رقم الحدیث 1984۔

حضرت محمد ﷺ نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ بیوی کا مقام اور اس کے حقوق ایک مرد پر فرض ہیں، اور ان حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی یا غفلت مرد کی اخلاقی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک مسلمان مرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو عزت دے، اس کی ضروریات کا خیال رکھے، اور اس کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرے۔

اسلام میں ازدواجی زندگی کو ایک پاکیزہ اور مضبوط رشتہ قرار دیا گیا ہے۔ اس رشتہ میں محبت، احترام اور تعاون کا عنصر بہت ضروری ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور ان کی تعلیمات ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہترین سلوک کیا اور اپنے اتباع کو بھی یہی سکھایا۔ آپ کا یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ اسلام میں ازدواجی تعلقات کا مقصد صرف جسمانی تعلق نہیں بلکہ ایک دوسرے کی فلاح اور بہتر زندگی کے لیے تعاون کرنا ہے۔ بیوی اور شوہر کے درمیان حسن سلوک کے بغیر ایک کامیاب ازدواجی زندگی ممکن نہیں۔[1]

اس کے علاوہ، حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ہمیں اس بات کی تعلیم دیتی ہیں کہ مردوں کا کردار اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اہل خانہ کے ساتھ کس طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہ سلوک ہی مرد کے اخلاق کی تکمیل اور اس کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی اور اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا تو وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں مشکلات کا سامنا کرے گا بلکہ اس کا معاشرتی کردار بھی متاثر ہوگا۔ اس لیے اسلام نے بیویوں اور اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کو بہت بڑی عبادت قرار دیا ہے، جو انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

3. بچوں کے حقوق

اسلامی عائلی نظام میں بچوں کے حقوق ایک انتہائی اہم موضوع ہے جس پر قرآن و سنت میں بار بار زور دیا گیا ہے۔ بچوں کی پرورش، تربیت اور ان کے حقوق کی حفاظت والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اسلام میں بچوں کو ایک نعمت اور رحمت سمجھا گیا ہے اور والدین کو ان کی پرورش اور تربیت میں انصاف، شفقت اور محبت کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

بچوں کا نان نفقہ

اسلامی تعلیمات میں بچوں کے حقوق کے بارے میں جو ہدایات دی گئی ہیں، ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بچوں کو جسمانی، ذہنی اور اخلاقی تربیت دینا والدین کا فرض ہے تاکہ وہ ایک اچھے مسلمان اور ذمہ دار شہری بن سکیں۔

1۔ امام ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب فی خلق النبی ﷺ، حدیث 3895

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں والدین کو اپنے بچوں کے حقوق ادا کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اقوال اور افعال سے بچوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کا پورا احترام کرنے کی تعلیم دی۔

"﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾"[1]

صاحبِ وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہئے، اور جس شخص پر اُس کا رِزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اُسی (روزی) میں سے خرچ کرے جو اُسے اللہ نے عطا کی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اللہ نے اسے عطا فرمار کھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرمادے گا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کو بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی اہمیت بتائی ہے، اور اس میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی کو اس کی استطاعت سے زیادہ کا حکم نہیں دیتا۔ اس لیے والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق بچوں کے حقوق ادا کریں۔

بچوں سے محبت و شفقت

اسلام میں بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بچوں کے ساتھ محبت اور رحمت کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ:" مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ"))[2]"

"حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما، تو اَقرع بن حابس تمیمی جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، نے کہا: میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ والدین کو اپنے بچوں کے ساتھ شفقت، محبت اور رحمت کا سلوک کرنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اپنے بچوں اور خاندان کے افراد کے ساتھ محبت اور شفقت کا معاملہ

1۔ الطلاق:7

2۔ محمد بن اسماعیل، البخاری، صحیح البخاری، کتاب الآدب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، رقم الحدیث 5997۔

کیا۔ آپ کی یہ تعلیمات آج بھی والدین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ

اسلام میں بچوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کی بھی اہمیت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

(("مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ "))[1]

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں، اور جب وہ دس سال کے ہوں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو، اور (دس سال کی عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔"

اس حدیث میں بچوں کی تربیت کے اہم مراحل کا ذکر کیا گیا ہے، جس میں ان کی روحانی تربیت کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے والدین کو اپنی اولاد کی دینی تربیت پر خاص طور پر زور دیا تا کہ وہ ایک اچھے مسلمان بن سکیں۔

بچوں میں مساوات کا لحاظ رکھنا

اسلام میں بچوں کے حقوق میں عدل کا بھی اہم مقام ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْهُ."))[2]"

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد انہیں لے کر نبی ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے دیگر بچوں کو بھی ایسا ہی دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اسے واپس لے لو۔"

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ والدین کو اپنے بچوں کے درمیان انصاف کرنا چاہیے اور کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دینی چاہیے، خاص طور پر جب ہبہ یا تحفے کی بات ہو۔ یہ بھی ایک اہم اصول ہے کہ بچوں کے درمیان کسی قسم کی امتیاز نہیں کرنا چاہیے تا کہ ان میں حسد اور اختلاف نہ پیدا ہو۔

1۔ ترمذی، کتاب أبواب السهو، باب باب مَا جَاءَ مَتَى يُؤمَرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلَاةِ، رقم الحدیث:407

2۔ صحیح البخاری، كِتَابُ الْهِبَاتِ، باب كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ بَعْضِ الأَوْلَادِ فِي الْهِبَةِ، رقم الحدیث:4177

بچیوں کی تعلیم وتربیت

اسلام میں بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

((جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ:" مَنْ بتلى مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ))[1]"

میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس کے پاس کچھ نہ تھا سوائے ایک کھجور کے، اسنے وہ کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی۔ پھر وہ چلی گئی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی بیٹی یا بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا، وہ اس کیلئے دوزخ سے پناہ بن جائیں گی۔"

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے مخصوص تعلیمات دی گئی ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق، والدین کو اپنی اولاد کے ساتھ عدل اور برابری کا سلوک کرنا چاہیے، خصوصاً ہبہ اور وراثت کے معاملات میں تاکہ کسی بھی بچے کو دوسرے پر فوقیت نہ ملے۔ اس کے ساتھ ساتھ، بچوں کو محبت اور شفقت کے ساتھ پالنا بھی اسلام کا حکم ہے، کیونکہ بچوں کی جذباتی اور نفسیاتی نشوونما کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

قرآن اور حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ والدین کو اپنی اولاد کی تربیت میں محنت کرنی چاہیے تاکہ وہ ایک ذمہ دار اور بہترین مسلمان بن سکیں۔ بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، انہیں ان کے حقوق دینا اور ان کی ذہنی و جسمانی نشوونما میں مدد دینا اسلام کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔

یہ تمام حقوق بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے نہایت ضروری ہیں اور والدین پر ان کی پاسداری کا فرض عائد ہوتا ہے۔ اس طرح، اسلام نے بچوں کے حقوق کی حفاظت کی ایک مضبوط بنیاد فراہم کی ہے جس سے نہ صرف ایک فرد کی زندگی بلکہ پورے معاشرے کا معیار بلند ہوتا ہے۔ اس لیے بچوں کے حقوق کی پاسداری سے ہی ایک بہتر معاشرہ اور قوم تشکیل پاسکتی ہے۔

.بزرگوں کی عزت

اسلامی عائلی نظام میں بزرگوں کی عزت اور احترام کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ والدین، خصوصاً ماں کی

1۔ صحیح البخاری، کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ، رقم الحدیث:5995

خدمت اور عزت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسلام میں والدین کی خدمت کرنے کو جنت کے دروازوں سے ایک دروازہ قرار دیا گیاہے۔ حضرت محمد ﷺ نے بار بار والدین کی عزت اور خدمت کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

بزرگوں کی عزت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم دینے سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے جہاں احترام، محبت اور تعاون کا ماحول قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾[1]

ترجمہ: اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھ ہی تک آنا ہے[2]

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((الجَنَّةُ تَحتَ أقدامِ الأُمَّهاتِ))[3]

طلاق اور علیحدگی

اسلام میں طلاق کو ایک آخری راستہ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور اس کے استعمال میں بہت احتیاط برتی جاتی ہے۔ طلاق کے معاملے میں اسلام نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ دونوں فریقین کو ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے اس فیصلے پر پہنچنا چاہیے۔ طلاق کے عمل میں بھی ایک خاص ضابطہ موجود ہے جس کی مدد سے انصاف اور توازن برقرار رکھا جاتا ہے۔

اسلامی عائلی نظام میں طلاق کے بعد بھی دونوں فریقین کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے اور ان کے درمیان ایک عدالتی اور اخلاقی فریم ورک ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ فریقین کے حقوق پامال نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَافَابْعَثُواحَكَمًامِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًامِنْ أَهْلِهَاإِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾-[4]

اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے، اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ

1۔ لقمان:14

2۔ معارف القرآن3512

3۔ أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل النسائي، سنن النسائي، رقم الحدیث3104

4۔ النساء:35

صلح کرا دیں تو اللہ موافقت کر دے گا ان دونوں میں، بیشک اللہ سب کچھ جاننے
والا خبر دار ہے۔[1]

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ))۔[2]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق
ہے"

خلع

اسلام میں اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے علیحدگی چاہتی ہے اور اس کے ساتھ رہنا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو وہ خلع کا حق رکھتی ہے۔ خلع کا مطلب ہے کہ عورت شوہر کو طلاق دینے کے بدلے میں کچھ مال یا سامان واپس کرے۔ اسلام میں خلع کی اجازت دی گئی ہے تاکہ عورت کو غیر ضروری اذیت سے بچایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ﴾۔[3]

چھ گناہ نہیں دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جاوے یہ اللہ
کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔[4]

وراثت

وراثت کا نظام اسلامی عائلی نظام کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسلام نے وراثت میں ہر فرد کے حصہ کی وضاحت کی ہے اور اسے منصفانہ طریقے سے تقسیم کیا ہے۔ مرد اور عورت کو مختلف حصے دیے گئے ہیں، لیکن یہ نظام عدل پر مبنی ہے اور کسی بھی فرد کے حق کو پامال نہیں ہونے دیتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾---[5]

حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا حصہ ہے برابر

1۔ معارف القرآن، ص531

2۔ أبو داود سلیمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبو داود، کتاب تفریع أبواب الطلاق، باب فی کراھیت الطلاق، رقم الحدیث 2178۔

3۔ البقرۃ، 229

4۔ معارف القرآن، 237

5۔ النساء: 11

دو عورتوں کے۔[1]

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَطَعَ مِيرَاثَ وَارِثِهِ قَطَعَ اللَّهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔[2]

جو شخص وارث کو اس کی وراثت سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے حصے سے محروم کر دیں گے۔

مسلم عائلی نظام کا معاشرتی اثر

اسلامی عائلی نظام کا معاشرتی سطح پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ جب ایک خاندان مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے تو پورے معاشرے میں امن و سکون اور تعاون کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ ایک اچھا خاندان معاشرتی سطح پر دوسرے افراد کے لیے بھی نمونہ بن سکتا ہے، جس سے پورے معاشرے کی فلاح کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

اسلامی عائلی نظام میں ہر فرد کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے اور پورے معاشرتی نظام کا مقصد انسانوں کی فلاح و بہبود ہوتا ہے۔ ایک مستحکم اور متوازن عائلی نظام سے معاشرے میں انصاف، محبت، اور تعاون کا ماحول قائم رہتا ہے جو معاشرتی مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾۔[3]

وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام، البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں۔[4]

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ))۔[5]

اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی رضا کی خاطر بغض رکھنا اعمال میں سب سے افضل عمل ہے۔

اسلامی عائلی نظام ایک جامع اور متوازن نظام ہے جس میں فرد کے حقوق کا تحفظ اور خاندان کی فلاح کے لیے تمام ضروری تدابیر فراہم کی گئی ہیں۔ اس نظام کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، جو ہر فرد کو ایک خوشحال اور سکون

1۔ معارف القرآن، 507

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، بَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ، رقم الحدیث: 2703

3۔ النور: 55

4۔ معارف القرآن، 2868

5۔ سنن ابی داوٗد، کِتَاب السُّنَّةِ، باب مُجَانَبَةِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَبُغْضِهِمْ، رقم الحدیث: 4599

بھری زندگی گزارنے کے اصول سکھاتا ہے۔ اس میں مرد، عورت، بچے اور بزرگوں کے حقوق کا توازن قائم کیا گیا ہے اور ان کے درمیان محبت، تعاون اور احترام کی فضا قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسلامی عائلی نظام ایک مثالی معاشرتی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جو انسانوں کے حقوق کے تحفظ اور معاشرتی سکون کے قیام کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

فصل دوم

پاکستان میں مسلم عائلی نظام کے مسیحی برادری پر مرتب ہونے والے اثرات

خاندان ہر معاشرے کی بنیادی اکائی کے طور پر نہ صرف افراد کے باہمی تعلقات کی تشکیل کرتا ہے بلکہ ان کی سماجی، مذہبی اور قانونی شناخت کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ کسی بھی برادری کا خاندانی نظام اس کے مذہبی عقائد، ثقافتی اقدار اور قانونی ڈھانچے کی عکاسی کرتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں مسیحی برادری ایک اہم اقلیتی گروہ ہے جو اپنے مخصوص خاندانی اصولوں، مذہبی تعلیمات اور روایات کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے۔ تاہم، چونکہ وہ ایک مسلم اکثریتی ریاست کا حصہ ہیں، اس لیے ان کے خاندانی نظام پر مسلم عائلی قوانین اور معاشرتی روایات کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ، نکاح، دوسری شادی، طلاق اور وراثت جیسے معاملات میں اسلامی قانونی نظریات اور سماجی رویے، شعوری یا غیر شعوری طور پر، مسیحی برادری کے اندر سرایت کرنے لگے ہیں۔ ان اثرات کے بعض پہلوؤں نے سہولت اور عملی آسانی فراہم کی، جبکہ دیگر پہلوؤں نے مذہبی آزادی، قانونی تحفظ اور خاندانی خودمختاری کے حوالے سے پیچیدگیاں پیدا کیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ سوال نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ مسلم عائلی قوانین کس حد تک مسیحی برادری کے خاندانی ڈھانچے کو متاثر کر رہے ہیں، اور ان اثرات کا دائرہ مذہبی اور قانونی اعتبار سے کہاں تک پھیل چکا ہے۔

اس تناظر میں، یہ فصل پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مسلم عائلی قوانین کے اثرات کا ایک ہمہ گیر تجزیہ پیش کرے گی۔ اس تجزیے میں نکاح، دوسری شادی، طلاق اور وراثت جیسے موضوعات کو بنیاد بنا کر ایک جامع مطالعہ ترتیب دیا جائے گا۔ تحقیق کے دوران مختلف مذہبی رہنما، اور علمی ماہرین کے انٹرویوز کو شامل کیا جائے گا تاکہ ایک متوازن اور کثیر الجہتی نقطہ نظر سامنے آسکے۔

مسیحی برادری پر مسلم عائلی نظام کے اثرات

پاکستان میں مسلم اکثریتی قوانین کے زیرِ اثر مسیحی برادری کو کئی سماجی و قانونی چیلنجز کا سامنا ہے۔ اگرچہ آئینِ پاکستان اقلیتوں کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے اور عبادات کا حق دیتا ہے، تاہم عملی طور پر مسلم عائلی نظام کے قوانین بہت سے مواقع پر مسیحی برادری پر بھی اثرانداز ہوتے ہیں۔ خاص طور پر طلاق، نکاح، دوسری شادی، وراثت اور رسوم ورواج کے معاملات میں اقلیتوں کو واضح قانونی رہنمائی کی کمی کا سامنا ہے۔ [1]

---

[1] - Julius, Qaiser. Christian Marriages in Pakistan: Biblical and Cultural Challenges. Lahore: Open Theological Seminary, 2017.

طلاق کے معاملے میں مسیحی قوانین پاکستان میں 1869 کے "Christian Divorce Act" کے تحت چلتے ہیں، جو نو آبادیاتی دور کا قانون ہے۔ اس قانون کے مطابق طلاق صرف زنا کے الزام کی بنیاد پر ممکن ہے، جس سے خواتین کو خاص طور پر نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے برعکس، مسلم قانون میں مرد طلاق دے سکتا ہے اور عورت خلع لے سکتی ہے، جو نسبتاً زیادہ سہولت پر مبنی ہے۔ اس فرق کی وجہ سے مسیحی خواتین اکثر مسلم قانون کے تحت طلاق لینے کی کوشش کرتی ہیں، مگر قانونی طور پر ایسا ممکن نہیں ہوتا، کیونکہ عدالتیں مذہب کی بنیاد پر طلاق کی درخواستیں رد کر دیتی ہیں۔[1]

نکاح اور دوسری شادی کے معاملات میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں مسلم مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے، جب کہ مسیحی قانون میں دوسری شادی جرم ہے جب تک کہ پہلی بیوی کے ساتھ طلاق نہ ہو جائے۔ تاہم بعض اوقات مسلمان مرد مسیحی عورتوں سے شادی کرتے ہیں اور اسلامی قانون کا سہارا لیتے ہوئے دوسری شادی کو جائز قرار دیتے ہیں، جو مسیحی برادری میں اضطراب کا باعث بنتا ہے۔[2]

وراثت کے قوانین میں بھی مسلم اور مسیحی قوانین میں واضح فرق ہے۔ مسلم قانون کے مطابق بیٹے کو بیٹی کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملتا ہے، جب کہ مسیحی برادری میں مساوی وراثت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لیکن عملی طور پر بعض اوقات عدالتوں میں مسلم وراثتی قانون کے اصولوں کو عمومی طور پر لاگو کیا جاتا ہے، جس سے مسیحی ورثاء کو ان کے حق سے محرومی کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔[3]

رسم و رواج کے حوالے سے بھی مسیحی برادری کو دباؤ کا سامنا ہے، مثلاً شادی کی تقریبات یا جنازے کے معاملات میں بعض اوقات مقامی مسلم ثقافتی عناصر غالب آجاتے ہیں۔ اس سے مسیحیوں کی مذہبی شناخت متاثر ہوتی ہے، اور وہ معاشرتی ہم آہنگی اور اپنے مذہبی عقائد کے درمیان توازن قائم کرنے میں مشکلات محسوس کرتے ہیں۔[4]

یہ تمام مسائل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ پاکستان میں ایک متوازن، اقلیت دوست اور انصاف پر مبنی عائلی قانونی نظام کی اشد ضرورت ہے، تاکہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو مساوی قانونی تحفظ حاصل ہو۔

یہ چونکہ ہم بھی ملک پاکستان کے باشندے ہیں اور مسیحی برادری کے افراد بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں، اس لیے ان سے کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات بغیر براہِ راست ملاقات کے بھی، بطور پڑوسی یا اہلِ

[1]- Yefet, Karin Carmit. "The Constitution and Minority Rights in Pakistan: A Legal Perspective." Journal of Asian Legal Studies 9, no. 1 (2020): 45–63.

[2] - Quraishi, Asifa. "Her Honor: An Islamic Critique of the Rape Laws of Pakistan from a Woman-Sensitive Perspective." Michigan Journal of International Law 18, no. 2 (1997): 287–320.

[3] -Lau, Martin. The Role of Islam in the Legal System of Pakistan. Leiden: Brill, 2006.

[4] - Malik, Jamal. Colonialization of Islam: Dissolution of Traditional Institutions in Pakistan. New Delhi: Manohar, 1996.

علاقہ ان کے خاندانی مسائل و معاملات کا علم ہو جاتا ہے۔ ان مشاہدات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم عائلی نظام کے قوانین اور روایات نہ صرف قانونی سطح پر بلکہ سماجی سطح پر بھی مسیحی برادری پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ اثرات بعض اوقات ان کے مذہبی احکام سے متصادم ہوتے ہیں، جس سے وہ الجھن، بے یقینی اور عدم تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مسیحی برادری پر مسلم خاندانی نظام کے منفی اثرات

پاکستان میں نافذ خاندانی قوانین زیادہ تر اسلامی اصولوں اور روایات پر مبنی ہیں۔ اگرچہ آئینِ پاکستان اقلیتوں کو مساوی شہری حقوق فراہم کرتا ہے، لیکن عملی طور پر اقلیتی برادریوں، خصوصاً مسیحی برادری، کو کئی مسائل اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاندانی قوانین کے دائرے میں ایسے کئی پہلو ہیں جو مسیحی شہریوں پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔[1]

مسلمانوں کے لیے خاندانی قوانین شریعت اور اسلامی اصولوں کے مطابق وضع کیے گئے ہیں، جو ان کی مذہبی شناخت کے مطابق موزوں ہیں۔ تاہم، یہی قوانین جب پورے معاشرے پر بلا تفریق لاگو کیے جاتے ہیں تو اقلیتی برادریوں، بالخصوص مسیحی شہریوں، کو ان سے متعلق ہونے والے فیصلوں میں امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ریاستی نظام ان کی مذہبی اور سماجی اقدار کو تسلیم نہیں کرتا، جس سے ان میں احساسِ محرومی جنم لیتا ہے۔[2]

خاندانی قوانین سے متعلق کئی امور مثلاً شادی، طلاق اور وراثت ایسے معاملات ہیں جو ہر مذہب میں مخصوص انداز سے طے کیے جاتے ہیں۔ جب مسیحیوں کو ایسے قوانین کے تحت فیصلے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جو ان کی مذہبی روایات سے ہم آہنگ نہیں، تو یہ ان کی مذہبی آزادی میں مداخلت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ بعض اوقات، شادیوں کی رجسٹریشن یا طلاق کی شرائط میں ایسی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں جو مسیحی عقیدے سے متصادم ہوتی ہیں۔[3]

مسیحی برادری کو طلاق کے حصول میں خاصی مشکلات درپیش ہیں۔ Christian Divorce Act 1869 کے تحت صرف زنا کو طلاق کی بنیاد بنایا گیا ہے، جو کہ ایک محدود نکتہ نظر ہے۔ اس قانون میں دیگر وجوہات جیسے ذہنی یا جسمانی اذیت، یا شادی میں ناقابل برداشت حالات کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس، مسلم خاندانی

---

[1] -Constitution of Pakistan, Article 20 - Freedom to profess religion and to manage religious institutions.

[2] - Malik, I. H. Religious Minorities in Pakistan. Minority Rights Group International, 2002.

[3]-Nazir, M. "Freedom of Religion and Belief in Pakistan: Challenges and Opportunities." Journal of Law and Society 52 (2021).

قوانین میں طلاق کے متنوع اسباب کو تسلیم کیا جاتا ہے، جو مسیحیوں کے لیے غیر منصفانہ محسوس ہوتا ہے۔[1]
پاکستان میں وراثت کے کئی مقدمات میں مسلم وراثتی قوانین کو ترجیح دی جاتی ہے، خاص طور پر جب کوئی قانون خاموش ہو یا عدالت میں مذہبی شناخت کو نظر انداز کیا جائے۔ اس سے مسیحی خاندانوں میں جائیداد کی تقسیم میں الجھنیں پیدا ہوتی ہیں، اور بعض اوقات ان کے جائز حقوق تلف ہو جاتے ہیں۔[2]

قومی سطح پر قانون سازی کے عمل میں مسیحی برادری کی شمولیت اور نمائندگی محدود ہے۔ ان کے مذہبی قائدین یا ماہرین کو خاندانی قوانین کے متعلق مشاورت میں شامل نہ کرنا ان کی شکایات میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کمی کے باعث مسیحیوں کے مسائل ایوانوں تک نہیں پہنچ پاتے، اور ان کے مخصوص خاندانی معاملات غیر موزوں قوانین کے تحت چلائے جاتے ہیں۔[3]

اگرچہ عدالتیں آئینی طور پر غیر جانب دار ہوتی ہیں، مگر بعض مقدمات میں مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک کی شکایات سامنے آتی ہیں۔ مسیحی برادری کا ایک بڑا طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ انہیں عدالتی عمل میں مکمل انصاف نہیں ملتا، جس سے ان کے ریاستی اداروں پر اعتماد میں کمی آتی ہے۔[4]

پاکستان جیسے کثیر المذاہب معاشرے میں ضروری ہے کہ خاندانی قوانین تمام مذہبی اقلیتوں کی روایات اور عقائد کو مد نظر رکھتے ہوئے بنائے جائیں۔ مسیحی برادری کے مخصوص خاندانی مسائل کے لیے علیحدہ اور بہتر قانون سازی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف اقلیتوں کے ساتھ انصاف کیا جا سکتا ہے بلکہ ایک مضبوط، مساوی اور پر امن معاشرے کی بنیاد بھی رکھی جا سکتی ہے۔[5]

اوپر بیان کیے گئے اثرات کو مد نظر رکھتے ہوئے، اسی تناظر میں یہ جائزہ بالخصوص درج ذیل سوالات پر مرکوز ہو گا:

1. کیا آپ کے خاندان میں شادی کے موقع پر مسلم عائلی رسومات اپنائی جاتی ہیں؟
2. کیا آپ کے خاندان میں والدین اور بچوں کے تعلقات پر مسلم عائلی نظام کے اثرات محسوس کیے گئے ہیں؟
3. کیا آپ کے خاندان میں طلاق کے معاملات میں مسلم عائلی نظام کے اثرات محسوس کیے گئے ہیں؟ اگر

[1]- Shahid, W. Christian Divorce Law in Pakistan: Issues and Reforms. Pakistan Journal of Legal Studies 5, no. 1 (2014).
[2]- Kamran, T. State, Religion, and Minorities in Pakistan. Heinrich Böll Foundation, 2017.
[3]- Siddiqui, D. "Minority Representation and Lawmaking in Pakistan." Human Rights Review 11 (2010).
[4].U.S. Commission on International Religious Freedom (USCIRF). *Annual Report: Pakistan*, 2020.
[5] - Qasmi, A. U., and Robb, M. Muslims against the Muslim League: Critiques of the Idea of Pakistan. Cambridge University Press, 2011.

محسوس کیے گئے ہیں، تو کس حد تک؟

4. کیا آپ کے خاندان میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مسلم عائلی قوانین اپنائے جاتے ہیں؟
5. کیا آپ کے خاندان میں دوسری شادی کے معاملات میں مسلم عائلی روایات کی پیروی کی جاتی ہے؟ اگر پیروی کی جاتی ہے، تو کس حد تک؟
6. کیا آپ کے خیال میں مسیحی برادری نے مسلم عائلی نظام کی روایات کو کس حد تک اپنایا ہے؟

پاکستانی مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مرتب ہونے والے اثرات کے حوالے سے چرچز اور مسیحی برادری کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ، جو انٹرویوز کے ذریعے حاصل کردہ معلومات پر مبنی ہے:

ذیل میں ترتیب وار ہر سوال سے متعلق مسیحی برادری کے افراد اوران کے چرچز کے پادریوں کے آراء کو ذکر کرتے ہوئے تجزیہ کیا جاتا ہے۔

معاشرتی اثرات

سوال اول: کیا آپ کے خاندان میں شادی کے موقع پر مسلم عائلی رسومات اپنائی جاتی ہیں؟

جواب: مذکورہ سوال کے جواب میں، چرچز[1] کے پادریوں اور مسیحی برادری[2] نے اس بات کی نشاندہی کی کہ مسلم برادری کے شادی کے رسم ورواج مسیحی شادیوں پر نمایاں اثر رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق، اس کی بنیادی وجہ مشترکہ معاشرتی رہن سہن اور روزمرہ زندگی میں قریبی تعلقات ہیں، جو دونوں برادریوں کے درمیان گہری سماجی ہم آہنگی اور میل جول کو ظاہر کرتے ہیں۔

چرچز کے پادریوں کے مطابق، پاکستان میں مسیحی اور مسلم برادریاں ایک ہی معاشرتی ماحول میں زندگی بسر کرتی ہیں۔ روزمرہ کے سماجی تعلقات، رشتہ داریاں، اور پیشہ ورانہ زندگی میں اشتراک کی وجہ سے ایک دوسرے کے رسم ورواج سے واقفیت بڑھتی ہے۔ اسی وجہ سے مسیحی برادری کے افراد بھی مسلم عائلی رسومات کو اپنی شادیوں میں اپنانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، بلکہ اسے ایک مثبت پہلو سمجھتے ہیں۔

مسیحی برادری کے افراد ان رسومات کو نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ ان کے مطابق، یہ رجحان ایک فطری سماجی عمل ہے۔ چونکہ مسلم شادیوں میں دعوت، ولیمہ، مہندی، اور دیگر تقریبات کو بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے، اس

1۔ اس سوال کا جواب درج ذیل چرچز کے پادریوں سے لیا گیا ہے:

- Christ Church, Rawalpindi
- St. Paul Church, Saddar, Rawalpindi
- Emmanuel Church, G 8, Islamabad
- Mary's Catholic Church, Rawalpindi,

2۔ اسی طرح اس سوال کا جواب مسیحی اداروں اور مسیحی برادری سے بھی لیا گیا ہے:

- Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad
- St. John's High School, Rawalpindi
- St. Helen's School, Satellite Town, Rawalpindi
- Apostle Church Jesus Christ Society, H 9, Islamabad

لیے مسیحی شادیوں میں بھی انہی روایات کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

مسیحی برادری کے افراد کا کہنا ہے کہ وہ ان روایات کو اپنانے کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں اور اسے اپنی ثقافت کے خلاف نہیں گردانتے۔ ان کے مطابق، ان رسومات کو اپنانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جب مسلم دوست اپنی تقریبات میں مسیحی برادری کو مدعو کرتے ہیں، تو دونوں برادریوں کے درمیان ایک باہمی تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اسی طرح، جب مسیحی خاندان اپنی شادیوں میں مسلم دوستوں اور پڑوسیوں کو مدعو کرتے ہیں، تو ان کے مذہبی عقائد کا خیال رکھتے ہوئے کھانے پینے کے انتظامات کیے جاتے ہیں تاکہ مہمان خود کو تقریب کا مکمل حصہ محسوس کریں۔

چرچز کے پادریوں کے مطابق، یہ بین المذاہب ثقافتی اشتراک نہ صرف سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے بلکہ مذہبی رواداری اور بھائی چارے کی علامت بھی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ شادی جیسے مواقع پر دونوں برادریوں کا ایک دوسرے کے قریب آنا ایک خوش آئند عمل ہے جو مستقبل میں مزید مثبت تعلقات کا باعث بن سکتا ہے۔

تاہم، **S.t John's High School Rawalpindi** کا مؤقف ہے کہ مذکورہ اثرات تقریباً **45 فیصد** تک ہیں، جبکہ باقی تمام چرچز اور افراد نے اس حوالے سے کسی خاص فیصد کا تعین نہیں کیا ہے۔

سوال نمبر 2 کیا آپ کے خاندان میں والدین اور بچوں کے تعلقات پر مسلم عائلی نظام کے اثرات محسوس کیے گئے ہیں؟

جواب: انٹرویوز سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ والدین اور بچوں کے تعلقات کے حوالے سے پاکستانی مسیحی برادری[1] اور مسلم معاشرتی روایات میں نمایاں مماثلت پائی جاتی ہے۔ عمومی طور پر، مسیحی تعلیمات میں بھی والدین کی عزت، انکی خدمت اور ان کی رہنمائی کو قبول کرنے پر زور دیا جاتا ہے، اور یہی تصورات مسلم عائلی نظام میں بھی موجود ہیں۔

انٹرویوز میں شامل چرچز[2] اور مسیحی برادری کا کہنا ہے کہ ان کے خاندانوں میں والدین اور بچوں کے درمیان

1۔ اسی طرح اس سوال کا جواب مسیحی اداروں اور مسیحی برادری سے بھی لیا گیا ہے:

- Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad
- St. Helen's School, Satellite Town, Rawalpindi
- Apostle Church Jesus Christ Society, H 9, Islamabad

2۔ اس سوال کا جواب درج ذیل چرچز کے پادریوں سے لیا گیا ہے:

- Christ Church, Rawalpindi
- St. Paul Church, Saddar, Rawalpindi

رشتے مضبوط اور گہرے ہوتے ہیں۔ وہ والدین کو اپنے فیصلوں میں اہم حیثیت دیتے ہیں اور ان کی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں۔ پاکستانی مسیحی خاندانوں میں بزرگوں کے احترام اور خاندانی روایات کی پاسداری کا رجحان بھی پایا جاتا ہے، جو مسلم معاشرت کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔

تاہم، ایک دلچسپ نکتہ یہ سامنے آیا کہ غیر ملکی مسیحی برادری اور پاکستانی مسیحی برادری کے درمیان والدین اور بچوں کے تعلقات میں واضح فرق دیکھا گیا ہے۔[1] مغربی ممالک میں، جہاں مسیحی اکثریت میں ہیں، والدین اور بچوں کے درمیان زیادہ تر انفرادی آزادی اور خود مختاری کا رجحان پایا جاتا ہے، اور اکثر بچے جلد ہی خود مختار ہو کر الگ زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے برعکس، پاکستان میں رہنے والی مسیحی برادری میں والدین اور بچوں کے تعلقات زیادہ قریبی اور مضبوط ہوتے ہیں۔ بچے والدین کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے ہیں، ان کے ساتھ جذباتی وابستگی رکھتے ہیں اور ان کے فیصلوں کو زندگی میں اہمیت دیتے ہیں۔

انہوں نے اس فرق کی وجہ مسلم اکثریتی معاشرے میں پروان چڑھنے کو قرار دیا، جہاں خاندانی نظام زیادہ مربوط اور والدین کی اہمیت زیادہ سمجھی جاتی ہے۔ ان کے مطابق، پاکستانی مسیحی خاندانوں میں والدین بچوں کی تربیت، تعلیم اور شادی جیسے اہم فیصلوں میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں، جو مسلم معاشرت میں بھی ایک عام روایت ہے۔

قانونی ومعاشی اثرات

سوال 3: کیا آپ کے خاندان میں طلاق کے معاملات میں مسلم عائلی نظام کے اثرات محسوس کیے گئے ہیں؟ اگر محسوس کیے گئے ہیں، تو کس حد تک؟

جواب: مذکورہ سوال کے جواب میں، چرچز[2] کے پادریوں اور مسیحی برادری[3] نے اس بات پر مختلف آراء پیش کیں۔

- Emmanuel Church, G 8, Islamabad
- Mary's Catholic Church, Rawalpindi,

1۔ یہ کہنا St. John's High School, Rawalpindi کا ہے اور یہی ان کا رائے بھی ہے۔

2۔ اس سوال کا جواب درج ذیل چرچز کے پادریوں سے لیا گیا ہے:

- Christ Church, Rawalpindi
- St. Paul Church, Saddar, Rawalpindi
- Emmanuel Church, G 8, Islamabad
- Mary's Catholic Church, Rawalpindi,

3۔ اسی طرح اس سوال کا جواب مسیحی اداروں اور مسیحی برادری سے بھی لیا گیا ہے:

کچھ مسیحی خاندانوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ مسلم عائلی نظام کے اثرات شادی اور نکاح کے ساتھ ساتھ طلاق کے معاملات میں بھی کسی حد تک محسوس کیے گئے ہیں، جبکہ کچھ نے اس تاثر کو کمزور قرار دیا۔

مسیحی برادری میں روایتی طور پر طلاق کو ایک ناپسندیدہ عمل سمجھا جاتا ہے اور زیادہ تر چرچز نکاح کو ایک مقدس بندھن قرار دیتے ہوئے طلاق کے بجائے مفاہمت اور مصالحت پر زور دیتے ہیں۔ تاہم، ایسے مسیحی خاندان جہاں مسلم معاشرت سے قریبی روابط ہیں، وہاں بعض معاملات میں طلاق سے متعلق طریقہ کار میں مسلم عائلی قوانین کے اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

تاہم بعض مسیحی خاندانوں میں شوہر اور بیوی کے درمیان تنازعات کے حل کے لیے مقامی جرگہ یا بزرگوں کے فیصلے کو اہمیت دی جاتی ہے، جو کہ مسلم عائلی نظام سے متاثرہ ایک روایت سمجھی جاسکتی ہے۔

چند چرچز کے پادریوں اور مذہبی شخصیات نے اس بات پر زور دیا کہ مسیحی برادری کو اپنے مذہبی قوانین کے مطابق ہی طلاق اور علیحدگی کے معاملات طے کرنے چاہئیں اور مسلم عائلی قوانین کے اثرات کو کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم، بعض دیگر چرچز اور مسیحی برادری کے افراد نے تسلیم کیا کہ مسلم معاشرت میں رائج علیحدگی اور طلاق کے قوانین نے کسی نہ کسی حد تک مسیحی خاندانوں پر بھی اثر ڈالا ہے، خاص طور پر ان خاندانوں میں جہاں شادی شدہ جوڑے قانونی معاملات کے حل کے لیے ریاستی قوانین یا مقامی رسم و رواج کا سہارا لیتے ہیں۔

پاکستان ویلفیئر سوسائٹی کے آفس میں موجود پادری نے اس حوالے سے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے معاشرے میں جو افراد اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مسلم عائلی نظام کے زیر اثر آئے ہیں، بلکہ حقیقت میں یہ ان کی اپنے مذہب کے ساتھ بے وفائی اور لاپرواہی کی نشانی ہے۔ انہوں نے مزید وضاحت دیتے ہوئے کہا کہ جیسے کچھ مسلم خاندان اور افراد اپنی اسلامی تعلیمات اور احکامات پر عمل نہیں کرتے، اسی طرح مسیحی برادری میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی مذہبی کتاب کے مطابق زندگی گزارنے کے بجائے اپنے ذاتی رجحانات کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔ ایک اور بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص طلاق دیتا ہے یا دوسری شادی کرتا ہے، تو اسے روکنے یا اس سے باز پرس کرنے کے لیے نہ تو کوئی قانون موجود ہے اور نہ ہی اس حوالے سے کوئی واضح راہ متعین کی گئی ہے، جس کی وجہ سے ان مسائل کو حل کرنا مزید مشکل ہو جاتا ہے۔

- Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad
- St. John's High School, Rawalpindi
- St. Helen's School, Satellite Town, Rawalpindi
- Apostle Church Jesus Christ Society, H 9, Islamabad

S.t John's High School Rawalpindi اور پاکستان ویلفیئر سوسائٹی کے مطابق، مسیحی برادری میں طلاق کی شرح تقریباً 40 فیصد ہے، لیکن اس کی وجوہات کے حوالے سے دونوں اداروں کے نقطہ نظر میں نمایاں فرق ہے۔

S.t John's High School Rawalpindi کا ماننا ہے کہ مسیحی برادری میں طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحانات مسلم عائلی نظام کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ ان کے مطابق، چونکہ مسیحی برادری کے افراد مسلم معاشرت میں پروان چڑھتے ہیں، اس لیے وہ نہ صرف ان کے رسم ورواج کو اپناتے ہیں بلکہ بعض عائلی قوانین سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس قربت کا اثر طلاق کے معاملات میں بھی نظر آتا ہے، جہاں بعض مسیحی خاندان مسلم برادری میں رائج طلاق کے تصورات سے متاثر ہو کر علیحدگی کو نسبتاً آسان سمجھنے لگے ہیں۔

دوسری طرف، پاکستان ویلفیئر سوسائٹی کا موقف ہے کہ مسیحی برادری میں طلاق کے مسائل کی بنیادی وجوہات مسلم عائلی نظام کے اثرات نہیں، بلکہ معاشرتی بے راہ روی، مذہبی تعلیمات سے دوری، اور ذاتی مفادات ہیں۔ ان کے بقول، طلاق کا مسئلہ ان افراد میں زیادہ پایا جاتا ہے جو اپنی مذہبی تعلیمات سے دور ہو چکے ہیں اور مذہبی اصولوں کے بجائے ذاتی ترجیحات کو اہمیت دیتے ہیں۔

یہ اختلافی آراء ظاہر کرتی ہیں کہ اگرچہ دونوں ادارے مسیحی برادری میں طلاق کی شرح 40 فیصد ہونے پر متفق ہیں، لیکن اس کی وجوہات پر ان کے خیالات مختلف ہیں۔ بعض افراد اور ادارے اسے مسلم معاشرت کے اثرات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، جبکہ دیگر کے نزدیک یہ زیادہ تر خود مسیحی برادری کے اندرونی سماجی و مذہبی عوامل کی پیداوار ہے۔

مزید برآں، کرس چرچ، جو انگلیکن فرقے سے تعلق رکھتا ہے، کا مؤقف ہے کہ طلاق کو مکمل طور پر ناجائز نہیں کہا جا سکتا، بلکہ کچھ مخصوص شرائط کے تحت اسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان شرائط کی تفصیلات باب سوم، فصل دوم میں بیان کی جا چکی ہیں، جہاں طلاق کے جواز اور اس کے دائرہ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

سوال نمبر 4: کیا آپ کے خاندان میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مسلم عائلی قوانین اپنائے جاتے ہیں؟

جواب: میرے انٹرویوز کے مطابق، زیادہ تر مسیحی چرچز[1] اور مسیحی برادری[2] کا کہنا ہے کہ وراثت کی تقسیم میں تمام ورثا کو برابر حصہ دیا جاتا ہے، اور یہی عہدِ جدید کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ مسیحیت میں محبت، انصاف اور مساوات کو بنیادی اصولوں کی حیثیت حاصل ہے، اسی لیے بیشتر مسیحی خاندان وراثتی معاملات میں کسی بھی قسم کی تفریق کے بجائے سب کو یکساں حق دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق، خاندان کے ہر فرد کو برابر حصہ دینا ہی عیسائی تعلیمات کی روح کے عین مطابق ہے، اور یہی طرزِ عمل باہمی تعلقات کو مضبوط رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

تاہم، پاکستان ویلفیئر سوسائٹی کا مؤقف اس سے کچھ مختلف ہے۔ ان کے مطابق، وہ وراثت کی تقسیم میں عہدِ قدیم کے اصولوں کی پیروی کرتے ہیں، جہاں پہلوٹھے بیٹے کو دوگنا حصہ دیا جاتا ہے اور باقی جائیداد دیگر ورثا میں انصاف کے ساتھ تقسیم کی جاتی ہے۔ ان کے مطابق، یہ طریقہ کار بائبل کے عہدِ قدیم میں پایا جاتا ہے اور اسے خاندان کی سربراہی کے اصول سے جوڑا جاتا ہے، کیونکہ پہلوٹھے بیٹے کو ہمیشہ خاندانی امور میں زیادہ ذمہ داری دی جاتی تھی۔[3]

اس کے برعکس، اگر وراثتی معاملات کسی تنازع کا شکار ہو جائیں اور عدالت میں لے جائے جائیں تو صورتحال مختلف ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں مسیحیوں کے لیے وراثتی قوانین کا کوئی علیحدہ اور واضح نظام موجود نہیں ہے، جس کی وجہ سے زیادہ تر کیسز میں مسلم عائلی قوانین کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ عدالتیں وراثت کے مسائل کو حل کرنے کے لیے عمومی قوانین یا مسلم عائلی قوانین کو بنیاد بناتی ہیں، جس کی وجہ سے مسیحی خاندانوں کو ایسے فیصلے قبول کرنے پڑتے ہیں جو ان کی مذہبی روایات سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ بیشتر مسیحی برادری اسے ایک پیچیدہ مسئلہ سمجھتی ہے اور اسے مثبت نظر سے نہیں دیکھتی، کیونکہ ان کے نزدیک ان کے مذہبی اصولوں کے مطابق فیصلے ہونا زیادہ بہتر ہو گا۔

1۔ اس سوال کا جواب درج ذیل چرچز کے پادریوں سے لیا گیا ہے:

- Christ Church, Rawalpindi
- St. Paul Church, Saddar, Rawalpindi
- Emmanuel Church, G 8, Islamabad
- Mary's Catholic Church, Rawalpindi,

2۔ اسی طرح اس سوال کا جواب مسیحی اداروں اور مسیحی برادری سے بھی لیا گیا ہے:

- St. John's High School, Rawalpindi
- St. Helen's School, Satellite Town, Rawalpindi
- Apostle Church Jesus Christ Society, H 9, Islamabad

3 ۔Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad

یہ معاملہ خاص طور پر ان خاندانوں کے لیے زیادہ حساس بن جاتا ہے جو روایتی مسیحی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں اور اپنی وراثت کو مکمل مساوات کی بنیاد پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے افراد کے لیے مسلم عائلی قوانین کے تحت فیصلے ایک چیلنج بن جاتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی مذہبی شناخت اور روایات کے مطابق اپنے قانونی حقوق کا تعین کروانا چاہتے ہیں۔

رسمی مذہبی اثرات

سوال نمبر5: کیا آپ کے خاندان میں دوسری شادی کے معاملات میں مسلم عائلی روایات کی پیروی کی جاتی ہے؟ اگر پیروی کی جاتی ہے، تو کس حد تک؟

جواب: مذکورہ سوال کے جواب میں، چرچز[1] کے پادریوں اور مسیحی برادری[2] نے اس بات پر مختلف آراء پیش کیں۔ بنیادی طور پر، مسیحیت میں نکاح کو ایک مقدس اور زندگی بھر قائم رہنے والا رشتہ سمجھا جاتا ہے، جس میں دوسری شادی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ زیادہ تر مسیحی خاندان اور چرچ اس اصول پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور دوسری شادی کو مذہبی تعلیمات کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک، مسیحی افراد کو اپنی مذہبی روایات پر کاربند رہنا چاہیے اور کسی دوسری برادری کے عائلی قوانین یا روایات سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔

تاہم، S.t John's High School Rawalpindi کے مطابق، مسیحی برادری میں دوسری شادی کے رجحانات تقریباً 40 فیصد دیکھنے میں آئے ہیں، اور بعض افراد مسلم عائلی روایات سے متاثر ہو کر اسے قابلِ قبول سمجھنے لگے ہیں۔ چونکہ مسلم معاشرے میں ایک سے زیادہ شادیوں کو قانونی اور مذہبی جواز حاصل ہے، کچھ مسیحی خاندان

1۔ اس سوال کا جواب درج ذیل چرچز کے پادریوں سے لیا گیا ہے:

- Christ Church, Rawalpindi
- St. Paul Church, Saddar, Rawalpindi
- Emmanuel Church, G 8, Islamabad
- Mary's Catholic Church, Rawalpindi,

2۔ اسی طرح اس سوال کا جواب مسیحی اداروں اور مسیحی برادری سے بھی لیا گیا ہے:

- Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad
- St. John's High School, Rawalpindi
- St. Helen's School, Satellite Town, Rawalpindi
- Apostle Church Jesus Christ Society, H 9, Islamabad

بھی اس حوالے سے زیادہ نرمی برتنے لگے ہیں۔ خاص طور پر وہ علاقے جہاں مسیحی اور مسلم برادریاں قریبی سماجی تعلق رکھتی ہیں، وہاں اس رجحان کے زیادہ پائے جانے کا امکان ہے۔

دوسری طرف، پاکستان ویلفیئر سوسائٹی بھی یہ تسلیم کرتی ہے کہ مسیحی برادری میں دوسری شادی کی شرح 40 فیصد کے قریب ہے، لیکن ان کے مطابق، اس کی بنیادی وجوہات مسلم عائلی روایات کا اثر نہیں، بلکہ ذاتی وجوہات، خاندانی دباؤ اور مذہبی تعلیمات سے دوری ہیں۔ ان کے نزدیک، اگر کوئی مسیحی شخص دوسری شادی کرتا ہے، تو یہ اس کی اپنی سماجی اور نفسیاتی ترجیحات کا نتیجہ ہوتا ہے، نہ کہ مسلم عائلی روایات کے اثرات کی وجہ سے[1]۔

مزید براں کرس چرچ، جو انگلیکن فرقے سے تعلق رکھتا ہے، کا مؤقف ہے کہ دوسری شادی کو مکمل طور پر ناجائز نہیں کہا جا سکتا، بلکہ کچھ مخصوص شرائط کے تحت اسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان شرائط کی تفصیلات باب سوم، فصل دوم میں بیان کی جا چکی ہیں، جہاں اس کے جواز اور دائرہ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

تاہم پاکستان ویلفیئر سوسائٹی کے نزدیک یہ مسلم عائلی روایات کے اثرات نہیں ہیں، جبکہ باقی تمام مسیحی چرچز اور ادارے اس کو مسلم معاشرتی اثرات کا نتیجہ تسلیم کرتے ہیں۔

تعلیمی و فکری اثرات

سوال نمبر 6: کیا آپ کے خیال میں مسیحی برادری نے مسلم عائلی نظام کی روایات کو کس حد تک اپنایا ہے؟

جواب: مذکورہ سوال کے جواب میں، چرچز کے پادریوں[2] اور مسیحی برادری[3] نے اس بات پر اتفاق کیا کہ پاکستان میں مسیحی برادری نے مسلم عائلی نظام کی کئی روایات کو کسی نہ کسی حد تک اپنایا ہے۔ تاہم، اس کی شدت اور

---

[1] ۔ Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad

2۔ اس سوال کا جواب درج ذیل چرچز کے پادریوں سے لیا گیا ہے:

- Christ Church, Rawalpindi
- St. Paul Church, Saddar, Rawalpindi
- Emmanuel Church, G 8, Islamabad
- Mary's Catholic Church, Rawalpindi

3۔ اسی طرح اس سوال کا جواب مسیحی اداروں اور مسیحی برادری سے بھی لیا گیا ہے:

- Pakistan Christian Welfare Society, Islamabad
- St. John's High School, Rawalpindi
- St. Helen's School, Satellite Town, Rawalpindi
- Apostle Church Jesus Christ Society, H 9, Islamabad

دائرہ کار مختلف عوامل پر منحصر ہے، جیسے کہ جغرافیائی مقام، سماجی میل جول، اور بین المذاہب تعلقات۔ کچھ علاقوں میں، جہاں مسیحی اور مسلم برادریاں ایک ساتھ رہتی ہیں، وہاں یہ اثرات زیادہ نمایاں ہیں، جبکہ دیگر جگھوں پر یہ رجحان کم محسوس کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں مسلم اور مسیحی برادریاں اکثر ایک ہی محلوں، اسکولوں، اور دفتری ماحول میں ایک ساتھ رہتی اور کام کرتی ہیں۔ اس قربت کے باعث مسیحی برادری نے کچھ مسلم عائلی رسومات کو اپنانا ایک سماجی معمول سمجھا۔ روزمرہ زندگی میں میل جول، دعوتوں، اور دیگر تقریبات کے موقع پر مسلم عائلی روایات کا اثر واضح نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ قریبی روابط اور معاشرتی ہم آہنگی کی بنا پر کئی مواقع پر مسیحی برادری نے مسلم ثقافتی اور عائلی روایات کو اختیار کیا ہے۔ شادی بیاہ کے علاوہ مختلف مواقع جیسے کہ خوشی و غمی کی تقریبات، میلاد، ختم القرآن، نیاز، عید، اور رمضان المبارک کے دوران مسیحی برادری کی شمولیت دیکھی گئی ہے۔ بہت سے مسیحی افراد اپنے مسلمان دوستوں اور ہمسایوں کے ساتھ رمضان میں افطاریوں میں شرکت کرتے ہیں، جبکہ عید کے موقع پر نہ صرف انہیں مبارکباد دیتے ہیں بلکہ بعض صورتوں میں خصوصی پکوان بھی تیار کرتے ہیں۔

اسی طرح، مہمان نوازی کے اصولوں میں بھی مسلم ثقافت کا اثر دیکھا جا سکتا ہے۔ مسیحی خاندانوں میں خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں یہ رجحان زیادہ واضح ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کے استقبال کے لیے وہی آداب اپناتے ہیں جو عمومی طور پر مسلم گھرانوں میں دیکھے جاتے ہیں۔

گرجاگھروں اور مذہبی شخصیات کی طرف سے ان اثرات پر ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا گیا ہے۔ کچھ مذہبی راہنماؤں نے اسے ایک سماجی و ثقافتی تبادلے کا حصہ قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مذہبی شناخت کو محفوظ رکھا جانا چاہیے۔[1]

تاہم، S.t John's High School Rawalpindi کے مطابق، 80٪ مسیحی برادری نے مسلم عائلی رسومات کو اپنانے کا اعتراف کیا ہے، جبکہ دیگر چرچز اور افراد نے اس حوالے سے کوئی خاص فیصد بیان نہیں کیا۔

[1] ۔ Christ Church, Rawalpindi

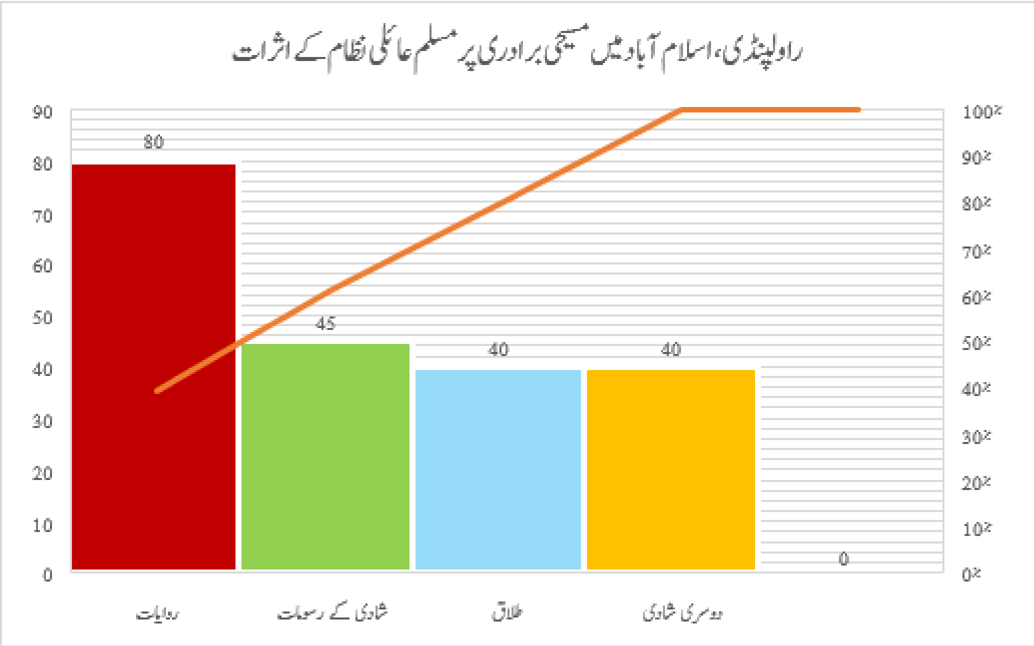

یہ چارٹ راولپنڈی، اسلام آباد میں مسیحی برادری پر مسلم عائلی نظام کے اثرات کو واضح طور پر ظاہر کرتا ہے:

- روایات پر سب سے زیادہ اثر 80٪
- شادی ور سومات پر 45٪
- طلاق اور دوسری شادی دونوں پر 40٪

راولپنڈی و اسلام آباد کی مجموعی آبادی تقریباً 58 لاکھ ہے، جن میں سے 1.16 لاکھ کے قریب افراد پاکستانی مسیحی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس انٹرویوز کے مطابق، مسلم عائلی نظام کے اثرات مسیحی برادری کے خاندانی نظام پر مختلف سطحوں پر مرتب ہو رہے ہیں، جن کی تفصیل درج بالا چارٹ میں موجود ہے۔

خلاصہ کلام

پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو مختلف مذہبی، ثقافتی اور لسانی اکائیوں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہاں کی غالب اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے، تاہم یہاں بسنے والی اقلیتیں، بالخصوص مسیحی برادری، صدیوں سے اس سرزمین کا حصہ ہیں۔ ریاست پاکستان کے آئین میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، اور وہ اپنے مذہبی رسم ورواج کے مطابق زندگی گزارنے کا قانونی حق رکھتے ہیں۔ مگر جب قانون، معاشرت اور مذہب کے سنگم پر اقلیتیں کھڑی ہوتی ہیں، تو ان کے لیے راہ اکثر اتنی ہموار نہیں ہوتی جتنی کہ کاغذ پر لکھی گئی شقیں ظاہر کرتی ہیں۔

مسیحی برادری، جو پاکستان کے سماجی تانے بانے کا ایک اہم جزو ہے، اپنے عقائد اور ثقافتی روایات کے ساتھ زندہ رہنے کی جدوجہد میں کئی طرح کی رکاوٹوں کا سامنا کرتی ہے۔ یہ رکاوٹیں صرف تعلیمی یا معاشی نہیں بلکہ قانونی اور خاندانی ڈھانچے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ خاص طور پر جب بات شادی، طلاق، وراثت اور خاندانی نظام جیسے معاملات کی ہو، تو اسلامی عائلی قوانین کا اثر براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسیحی برادری پر بھی پڑتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک منفرد قسم کا ثقافتی و مذہبی تصادم پیدا ہوتا ہے۔

یہ تحقیق دراصل اسی تصادم، ہم آہنگی، اور اندرونی کشمکش کا جائزہ لینے کی ایک علمی کوشش ہے، جو مختلف گرجاگھروں، مسیحی برادری اور اداروں کی روشنی میں سامنے آیا ہے۔ یہاں ہر سوال وجواب کو محض معلوماتی انداز میں نہیں بلکہ گہرے سماجی اور مذہبی تناظر میں سمجھنے کی سعی کی گئی ہے، تاکہ ایک مکمل اور بامعنی تصویر ابھر سکے۔

پاکستان میں بسنے والی مسیحی برادری ایک منفرد صورتحال سے دوچار ہے۔ وہ نہ صرف اقلیت میں شمار ہوتی ہے بلکہ ایک ایسے معاشرے میں سانس لے رہی ہے جہاں اکثریتی مذہب کے اثرات صرف عبادات تک محدود نہیں، بلکہ روزمرہ زندگی کے ہر پہلو پر چھائے ہوئے ہیں۔ یہی اثرات عائلی قوانین کے ذریعے بھی ظاہر ہوتے ہیں، جو بظاہر تو مسلم اکثریت کے لیے بنائے گئے ہیں، مگر ان کی چھاؤں میں اقلیتیں بھی زندگی گزار رہے ہیں۔

جب شادی بیاہ کی بات کی جائے، تو مسیحی برادری کی رسومات میں اسلامی ثقافت کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ ولیمہ جیسی روایات جو پاکستانی معاشرے سے منسلک سمجھی جاتی ہیں، اب مسیحی شادیوں کا حصہ بنتی جارہی ہیں۔ اس کا مقصد صرف خوشی منانا نہیں بلکہ اس بات کی علامت ہے کہ مسیحی برادری معاشرتی طور پر خود کو قابلِ قبول بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ سماجی دباؤ اور معاشرتی ہم آہنگی کے درمیان ایک باریک لکیر ہے، جس پر چلنا آسان نہیں۔

خاندانی نظام پر مسلم معاشرے کا اثر بھی غیر محسوس انداز میں گہرا ہوتا جارہا ہے۔ بزرگوں کا احترام، رشتوں کا تقدس، اور بیوی کا شوہر کے تابع ہونا۔ یہ تمام تصورات مسیحی گھرانوں میں بڑھتے ہوئے دکھائی دے رہے

ہیں۔ اگرچہ یہ مثبت قدریں ہیں، مگر ان کے پیچھے چھپا وہ نفسیاتی دباؤ بھی دیکھا جا سکتا ہے، جس کے تحت اقلیتیں اپنی شناخت کو مدھم کر کے اکثریت میں جذب ہونا چاہتی ہیں۔

جب تحقیق میں طلاق پر بات کی گئی تو گرجاگھروں میں رائے کا تضاد نمایاں نظر آیا۔ کچھ چرچز نے واضح طور پر بتایا کہ طلاق کے کیسز بڑھ رہے ہیں، اور ان کی وجوہات سماجی، نفسیاتی، اور معاشی ہیں۔ مسیحی برادری طلاق کو بالکل ممنوع قرار دیتا ہے جبکہ ایک فرقہ (انگلیکن جو کہ چرچ آف پاکستان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے) طلاق کو تسلیم کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمینی حقیقت اور مذہبی نظریہ ایک دوسرے کے متضاد رخ پر کھڑے ہیں۔ ایسے میں فرد کنفیوز ہو جاتا ہے— کیا وہ مذہب کے حکم کو مانے یا اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے دوسرا راستہ اختیار کرے؟ یہی وہ الجھن ہے جو اکثر عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے پر مجبور کرتی ہے۔

اسی طرح دوسری شادی کا معاملہ ایک اور اہم سوال کھڑا کرتا ہے۔ مسیحی برادری کی رائے یہاں بھی مختلف ہے— صرف ایک فرقہ یعنی انگلیکن اسے اس وقت جائز قرار دیتے ہیں جب پہلی شادی ناکام ہو چکی ہو، خواہ پہلی بیوی زندہ ہو، طلاق یافتہ ہو یا اب بھی نکاح میں ہو؛ تاہم کئی چرچز کسی بھی صورت میں دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتے۔ ایسے میں جب کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہے، تو وہ یا تو مذہب سے بغاوت کرتا ہے، یا پھر عدالت سے رجوع کرتا ہے، جہاں اکثر اسلامی قوانین کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔

مسیحی برادری کے مطابق وراثت کی تقسیم میں تمام ورثا کو برابر حصہ دیا جانا چاہیے، جو عہدِ جدید کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔ مسیحیت میں محبت، انصاف اور مساوات بنیادی اصول ہیں، اور یہ اصول وراثت کی تقسیم پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ مسیحی خاندانوں کا ماننا ہے کہ مساوی وراثت تقسیم کرنا آپس میں تعلقات کو مضبوط بناتا ہے اور انصاف کی ترویج کرتا ہے۔

پاکستان ویلفیئر سوسائٹی کا مؤقف قدیم بائبل کے اصولوں کی پیروی کرنا ہے، جہاں پہلوٹھے بیٹے کو دوگنا حصہ ملتا ہے اور باقی جائیداد دوسرے ورثا میں تقسیم کی جاتی ہے۔ یہ عمل خاندان کی سربراہی اور ذمہ داریوں کو اہمیت دیتا ہے۔

پاکستان میں مسیحیوں کے لیے وراثتی قوانین کا کوئی علیحدہ نظام نہیں ہے، جس کی وجہ سے اکثر کیسز میں مسلم عائلی قوانین کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مسیحی خاندانوں کو ایسے فیصلے قبول کرنے پڑتے ہیں جو ان کی مذہبی روایات سے متصادم ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر وہ خاندان جو مسیحی تعلیمات کے مطابق وراثت میں مساوات چاہتے ہیں، انہیں مسلم عائلی قوانین کے تحت فیصلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ان کی مذہبی شناخت اور روایات کے لیے چیلنج بن جاتا ہے۔

تمام انٹرویوز اور تجزیات سے حاصل شدہ نتائج سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ پاکستان میں بسنے والی مسیحی برادری ایک مسلسل کشمکش میں مبتلا ہے۔ یہ کشمکش صرف معاشی یا سماجی نوعیت کی نہیں بلکہ تہذیبی اور مذہبی سطح پر ایک گہری اندرونی جدوجہد کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ مسیحی برادری، جو اپنی مذہبی رسومات، عائلی روایات اور ثقافتی اقدار کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی ہے، وقت گزرنے کے ساتھ اسلامی اکثریتی معاشرے کے زیر اثر اپنے کئی اصولوں اور طرزِ زندگی کو تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

یہ تبدیلی ہر وقت ایک واضح صورت میں سامنے نہیں آتی، بلکہ بیشتر اوقات یہ ایک غیر محسوس انداز میں اثرانداز ہوتی ہے۔ کبھی شادی بیاہ کی رسومات میں اسلامی ثقافت کی جھلک کے طور پر، تو کبھی عدالتوں میں طلاق یا وراثت جیسے معاملات میں اسلامی قوانین کی بالادستی کے طور پر۔

چنانچہ مسیحی برادری کو ایسے قوانین اور سماجی اصولوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے جو ان کے مذہبی عقائد سے مختلف یا بعض اوقات متصادم ہوتے ہیں۔ یہ سمجھوتہ کئی رنگ رکھتا ہے۔ بعض افراد یا خاندان اس سماجی دباؤ کو "معاشرتی ہم آہنگی" کے نام پر قبول کر لیتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے، ان کی بیٹیاں، اور ان کا خاندان معاشرے میں تنہا نہ رہ جائے، اس لیے وہ اپنی شناخت کو تھوڑا بہت قربان کر کے اکثریتی روایت کا حصہ بننے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کچھ افراد کے لیے یہ سمجھوتہ مجبوری بن جاتا ہے—مثلاً جب عدالت کسی طلاق کے کیس میں چرچ کے اصولوں کو نظرانداز کر کے اسلامی قانون کے تحت فیصلہ دیتی ہے، تو فرد کو نہ چاہتے ہوئے بھی ایک ایسے نظام کے آگے جھکنا پڑتا ہے جس سے وہ قلبی طور پر متفق نہیں۔ اس کے علاوہ ایسے نفسیاتی اور سماجی دباؤ بھی ہیں جو بظاہر دکھائی نہیں دیتے، مگر فرد کے ذہن، سوچ اور رویے کو اندر ہی اندر بدل دیتے ہیں۔ یہ وہ دباؤ ہیں جو دوستوں کی محفلوں، اسکولوں کے ماحول، دفتر کی سیاست، یا محلے کی گفت و شنید میں جنم لیتے ہیں۔

اس پیچیدہ صورتحال کا حل صرف نئے قوانین بنانے یا عدالتوں میں چند فیصلے حق میں آنے سے نہیں نکل سکتا۔ اس کا حل اس وقت ممکن ہے جب پورا معاشرہ—بطور ایک زندہ اور باخبر اکائی—اپنے رویے اور سوچ میں تبدیلی لائے۔ اقلیتوں کو برابر کا شہری ماننا صرف آئینی جملہ نہیں بلکہ ایک عملی رویہ ہونا چاہیے۔ انہیں یہ یقین ہو کہ وہ اپنی مذہبی شناخت، رسم و رواج، اور عائلی نظام کے ساتھ پاکستان میں پرامن، باوقار اور آزاد زندگی گزار سکتے ہیں۔ جب تک یہ یقین بحال نہیں ہوتا، اقلیتیں یا تو اپنی شناخت کو "رضامندی کے نقاب" میں دفن کرتی رہیں گی یا پھر شدید ردِعمل کے طور پر مذہبی و معاشرتی مزاحمت کی راہ پر چل پڑیں گی—دونوں صورتیں کسی بھی ریاست کے لیے خطرناک اور افسوسناک ہیں۔

لہٰذا ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عدالتوں، تعلیمی اداروں، میڈیا، اور قانون سازی کے ذریعے ایک ایسا ماحول تشکیل دے جہاں قانون سب کے لیے برابر ہو، لیکن اس برابری کا مطلب ثقافتی یکسانیت نہ ہو۔ مذہبی آزادی صرف عبادات تک محدود نہ رہے بلکہ خاندانی، قانونی اور معاشرتی سطح پر بھی عملی طور پر نظر آئے۔ صرف اس صورت میں پاکستان ایک حقیقی معنوں میں ہم آہنگ، کثیر المذہبی، اور پرامن معاشرہ بن سکتا ہے۔

اختتامی کلمات

اس باب میں مسلم عائلی نظام کے بنیادی خدوخال اور اس کے پاکستانی مسیحی برادری پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا گیا۔ جائزہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلامی خاندانی قوانین، جیسے نکاح، طلاق، دوسری شادی، وراثت، بچوں کے حقوق اور خلع وغیرہ، نہ صرف مسلم معاشرے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بلکہ ایک اکثریتی مذہب ہونے کی حیثیت سے ان کا اثر اقلیتی برادریوں، خاص طور پر مسیحیوں، پر بھی پڑتا ہے۔

یہ اثرات بعض صورتوں میں مسیحی مذہبی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے، جس کے باعث انہیں قانونی، سماجی اور مذہبی سطح پر پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کی موجودگی اس بات کی متقاضی ہے کہ ایک ایسا قانونی نظام تشکیل دیا جائے جو تمام شہریوں کے مذہبی عقائد کا احترام کرتے ہوئے ان کے خاندانی معاملات میں مساوی تحفظ فراہم کرے۔

نتائج

1. اس مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بائبل اور قرآن کے خاندانی نظام میں کچھ امور میں واضح مشترکات پائے جاتے ہیں۔ جیسے والدین کے حقوق کا خیال رکھنا، والدین اور بچوں کے درمیان محبت اور عزت کا رشتہ قائم کرنا، اور خاندان کے اندر باہمی تعاون اور مدد کی تعلیم دینا۔ ان تمام پہلوؤں میں دونوں مذاہب میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

لیکن کچھ معاملات میں نمایاں فرق بھی موجود ہیں، جیسے طلاق کے معاملے میں قرآن نے تفصیلی رہنمائی دی ہے اور اسے جائز قرار دیا ہے جبکہ بائبل میں طلاق کو ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری شادی کے بارے میں قرآن میں چار شادیوں کی مشروط اجازت ہے جبکہ بائبل میں عمومی طور پر صرف ایک شادی کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ وراثت کے معاملے میں قرآن نے مرد و عورت دونوں کے لیے حصہ مقرر کیا ہے جبکہ بائبل میں خاص طور پر پرانے عہد نامے میں وراثت کا حق زیادہ تر مردوں تک محدود رکھا گیا ہے، تاہم نئے عہد نامے میں روحانی مساوات پر زور دیا گیا ہے

2. اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ پاکستانی مسیحی برادری میں مختلف فرقوں کے باوجود خاندانی نظام کی بنیادی تعلیمات ایک جیسی ہیں، تاہم طلاق اور دوسری شادی کے معاملات میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ کیتھولک فرقہ طلاق اور دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا، چاہے شادی طلاق یا موت کی وجہ سے ختم ہو جائے۔ البتہ وہ صرف اسی صورت میں دوسری شادی کی اجازت دیتا ہے جب پہلی شادی کلیسیا کی طرف سے باطل قرار دی جائے جسے Annulment (اناولمنٹ) کہا جاتا ہے۔ پروٹیسٹنٹ اور ارتھوڈوکس فرقے طلاق یا موت کے بعد دوسری شادی کی اجازت دیتے ہیں لیکن عام حالات میں اسے پسندیدہ نہیں سمجھتے۔ جبکہ انگلیکن فرقہ، جو پاکستان میں چرچ آف پاکستان کے نام سے جانا جاتا ہے، طلاق کی بھی اجازت دیتا ہے اور دوسری، شادی کو بھی درست قرار دیتا ہے، چاہے شادی طلاق یا موت سے ختم ہو یا نہ ہو۔ یوں ان فرقوں میں طلاق اور شادی کے اصولوں میں اختلافات پائے جاتے ہیں، مگر خاندانی رشتوں کی بنیاد میں باہمی عزت اور محبت کی قدر مشترک ہے۔

3. اس تحقیق سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ پاکستانی مسیحی برادری پر مسلم عائلی نظام کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں، خاص طور پر نکاح، طلاق، دوسری شادی اور وراثت کے معاملات میں۔ انٹرویوز اور تجزیے کے مطابق نکاح کی رسومات میں سب سے زیادہ اثرات دیکھنے میں آئے جو تقریباً 60 سے 70 فیصد تک ہیں، جہاں اسلامی نکاح کی مشابہت واضح طور پر اپنائی جا رہی ہے۔ طلاق کے معاملات میں بھی مسیحی

برادری پر 40 فیصد تک اثر دیکھا گیا ہے، دوسری شادی کے حوالے سے بھی تقریباً 40 فیصد اثرات دیکھے گئے ہیں، جہاں بعض گروہوں میں عملی طور پر دوسری شادی کے امکانات میں نرمی دیکھی گئی ہے۔ وراثت کے معاملے میں مسیحی برادری میں عمومی طور پر 20 فیصد تک مسلم وراثتی اصولوں کا اثر پایا گیا ہے، خاص طور پر جب معاملات عدالت تک پہنچتے ہیں کیونکہ ریاستی قانون کے تحت مسیحی برادری کے لیے الگ خاندانی قانون موجود نہیں، لہٰذا قانونی فیصلے اکثر مسلم عائلی قوانین کی بنیاد پر دیے جاتے ہیں۔

4. اس تحقیق کے لیے کئے گئے انٹرویوز سے یہ بات سامنے آئی کہ پاکستانی مسیحی برادری خاص طور پر وراثت کے معاملات میں قانونی مشکلات کا سامنا کرتی ہے۔ جب وراثت میں کوئی تنازعہ پیدا ہوتا ہے اور معاملہ عدالت تک پہنچتا ہے تو ان کے لیے کوئی واضح، مستقل اور مخصوص قانونی نظام موجود نہیں ہوتا، نہ جدید بائبل کی روشنی میں اور نہ ہی قدیم عہدنامے کے مطابق۔ ایسے معاملات میں اکثر فیصلے General Civil Law یا مسلم عائلی قوانین کے مطابق کیے جاتے ہیں، جس سے مسیحی برادری کے مذہبی خاندانی اصول متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی گزارش اور اہل علم پادریوں کی مشاورت سے ایک باقاعدہ، منصفانہ اور ان کے مذہبی عقائد کے مطابق خاندانی اور وراثتی قانون تشکیل دیا جائے تاکہ قانونی سطح پر ان کی شناخت اور خاندانی اقدار کا احترام ممکن ہو سکے۔

5. اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکستانی مسیحی برادری معاشرتی رسم و رواج جیسے شادیوں میں شرکت، عید اور رمضان کی خوشیوں کو مثبت انداز میں اپناتی ہے اور ان تعلقات کو اچھی نظر سے دیکھتی ہے۔ تاہم طلاق، دوسری شادی اور وراثت کے معاملات میں برادری نے خود اعتراف کیا کہ یہ مسائل ان کی مذہبی کمزوری کا نتیجہ ہیں۔ خاص طور پر وراثت کے تنازعات میں انہیں قانونی دشواریوں کا سامنا ہے کیونکہ عدالتوں میں ان کے لیے واضح قانون موجود نہیں۔ مجموعی طور پر رسم و رواج کو مثبت اور خاندانی مسائل کو ایک داخلی چیلنج سمجھا جاتا ہے۔

اس تحقیق کی رو سے ان کے علم و دانش اور ریاستی اداروں کے قانون ساز اور پالیسی ساز افراد کے معاونت خاندانی امن و سلامتی کے لیے ایک راہنما قانون مرتب کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

6. مسیحی برادری میں والدین اور بچوں کے تعلقات، بزرگوں کا احترام، اور فیصلوں میں خاندانی مشورہ جیسی اقدار مسلم معاشرت سے متاثر ہو کر زیادہ مضبوط ہو چکی ہیں، جو مغربی مسیحی معاشرت سے ایک نمایاں فرق ہے۔

سفارشات و تجاویز

1. **آن لائن شکایتی پورٹل کا قیام**

مسیحی برادری کے لیے ایک ایسا ڈیجیٹل پلیٹ فارم بنایا جائے جس کے ذریعے وہ شادی، طلاق یا دیگر عائلی مسائل سے متعلق شکایات آن لائن درج کر سکیں۔

2. **متاثرہ افراد اور وکلا سے انٹرویوز**

آئندہ تحقیق کرنے والوں کو چاہیے کہ متاثرہ مسیحی افراد اور وکلاء سے انٹرویوز کے ذریعے ان کے عدالتی تجربات کو ریکارڈ میں لائیں۔

3. **ججز کی اقلیتی قوانین پر تربیت**

عدالتوں میں ایسے ججز کی تربیت کی جائے جو مسیحی برادری سے متعلق مقدمات کو بہتر فہم و انصاف کے ساتھ نمٹا سکیں۔

4. **اقلیتی عائلی قوانین کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنانا**

قانونی اور سماجی نصاب میں اقلیتوں، بالخصوص مسیحیوں کے عائلی قوانین کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو ان کا ادراک ہو۔

5. **قانون سازی میں مسیحی نمائندوں کی شمولیت**

قانون سازی کے عمل میں مسیحی وکلاء اور علما کو شامل کیا جائے تاکہ مذہبی تشخص اور انسانی ضروریات میں توازن برقرار رہے۔

فہارس

فہرست ایات

فہرست احادیث

فہرست اعلام

مصادر و مراجع

فہرست آیات مبارکہ

نمبر شمار	آیت مبارکہ	سورۃ	ایت نمبر	صفحہ نمبر
1	الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ	النساء	34	87,83
2	فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ	البقرة	229	96
3	لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ	الطلاق	7	91
4	وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا	النساء	35	95
5	وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ	النور	55	97
6	وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً	الروم	21	85
7	وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ	لقمان	14	94,82
8	يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ	النساء	11	96

فہرست احادیث مبارکہ

نمبر شمار	حدیث مبارک	کتاب نام	صفحہ
1	أبغض الحلال إلى الله تعالى الطلاق	سنن أبي داود	95,31
2	أفضل الأعمال الحب في الله والبغض في الله	سنن أبي داود	97
3	الجنة تحت أقدام الأمهات	سنن النسائي	94
4	خيركم خيركم لأهله، وأنا خيركم لأهلي	سنن الترمذي	84,81
5	ماضرب رسول اللهﷺلنفسه شيئاقط بيده،ولاامرأة،ولاخادما إلاأن يجاهدفي سبيل الله،ومانيل منه شيء قط فينتقم من صاحبه، إلا أن ينتهك شيء من محارم الله فينتقم لله	صحيح مسلم	89
6	من بتلي من هذه البنات شيئا، فأحسن إليهن، كن له سترا من النار۔"	صحيح البخارى	93
7	من قطع ميراث وارثه، قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة	سنن ابن ماجه	96
8	من لا يرحم لا يرحم	صحيح البخارى	92
9	مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع	سنن الترمذي	92
10	فقال: إني نحلت ابني هذا غلاما، فقال: أكل ولدك نحلت مثله؟ قال: لا، قال: فأرجعه۔"	صحيح مسلم	93
11	وإذا مات صاحبكم فدعوه	سنن أبي داود	84

فہرست اعلام

نمبر شمار	شخصیت کا نام	صفحہ نمبر
1	پروڈیگل	21
2	جان کیلون	48
3	روتھ	21
4	صلفحاد	31
5	کنگ ہیری ہشتم	57
6	مارٹن	48
7	مینو سیمونز	60

مصادر و مراجع

القرآن

کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ)، امریکن مشن پریس، 1883

اردو عربی مصادر و مراجع

1. ابن أبي شيبة، عبد الله بن محمد. المصنف. الرياض: مكتبة الرشد، 1409ھ۔
2. أحمد بن حنبل. المسند. بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء۔
3. البغوي، الحسين بن مسعود. شرح السنة. بيروت: المكتب الإسلامي، 1983ء۔
4. البيهقي، أحمد بن الحسين. السنن الكبرى. بيروت: دار الفكر، 1414ھ۔
5. البيهقي، أحمد بن الحسين. شعب الإيمان. بيروت: دار الكتب العلمية، 1410ھ۔
6. سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ، محمد بن یزید، مکتبہ دار السلام، 2006
7. سنن ابی داود، ابو داود، سلیمان بن اشعث، دار السلام، 2008
8. سنن الترمذی، الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004
9. سنن النسائی، النسائی، احمد بن شعیب، دار السلام، 2011
10. صحیح البخاری، البخاری، محمد بن اسماعیل، مکتبہ رحمانیہ، لاہور 2012
11. صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، دار السلام، 2007
12. عبد بن حميد. المنتخب من المسند. بيروت: مؤسسة الرسالة، 1988ء۔
13. اقبال، علامہ محمد۔ بانگِ درا: مسلمانوں کی ملّی زندگی۔ لاہور: مکتبہ علامہ اقبال اکادمی پاکستان، 1924۔
14. صدیقی، ڈاکٹر محمد نادر رضا۔ پاکستان میں مسیحیت: تاریخ مسیحیت. جلد 1۔ لاہور: مسلم اکادمی، محمد نگر، 1992
15. معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف، کراچی، 1995

انگریزی مصادر و مراجع

1. A Brief History of Presbyterianism، Jacob Gerber18، Jan 2022
2. A History of Christianity، Paul Johnson، United Kingdom1976،
3. A History of the Baptists، John T. Christian، USA1922،

4. Cairns, Earle E. Christianity Through the Centuries: A History of the Christian Church. Grand Rapids, MI: Zondervan, 1996
5. Catechism of the Catholic Church. Vatican City, 1997
6. Church of England. Children and the Church. London: Church House Publishing, 2011
7. Church of England. Faith in the Future. London: Church House Publishing, 2019
8. Church of England. Marriage in Church after Divorce: A Discussion Document. London: Church House Publishing, 2000
9. Code of Canon Law. Vatican City: Libreria Editrice Vaticana, 1983.
10. Gerber, Jacob. "A Brief History of Presbyterianism." Article, January 18, 2022.
11. González, Justo L. The Story of Christianity. Vol. 2. HarperCollins, 2010
12. Green, Michael. Pastoral Care for Children of Divorce. Oxford: Oxford University Press, 2020
13. Hill, Christopher. The Church and Divorce: Anglican Guidelines. London: SPCK Publishing, 1998,
14. Hovorun, Cyril. Political Orthodoxies. Minneapolis: Fortress Press, 2018
15. Johnson, Paul. A History of Christianity. United Kingdom, 1976
16. Luther, Martin. Disputatio pro declaratione virtutis indulgentiarum (Disputation on the Power and Efficacy of Indulgences). 1517.
17. Mackin, Theodore. Marriage and the Family in the Catholic Church. New York: Paulist Press, 1982.
18. Marriage and Divorce: A Pastoral Statement. London: Church House Publishing, 2002,
19. McGrath, Alister E. Christian Theology: An Introduction. 2nd ed. Oxford: Blackwell Publishers, 1999
20. Mennonite Religion.The Canadian Encyclopedia. May 31, 2011.
21. Patte, Daniel. The Cambridge Dictionary of Christianity. Cambridge: Cambridge University Press, 2010
22. Political Orthodoxies‹Cyril Hovorun‹Fortress Press1‹ Oct 2018

23. Stott, John. Issues Facing Christians Today. Grand Rapids: Zondervan, 2006

24. Stott, John. Raising Children in Faith. Grand Rapids: Zondervan, 2017.

25. The Cambridge Dictionary of Christianity،Daniel Patte،Cambridge University Press2010

26. The Orthodox Church،Kallistos Ware،Yale University Press1963

27. The Story of Christianity،Justo L. Gonzalez،Harper Collins2010

28. Ware, Kallistos. The Orthodox Church. New Haven: Yale University Press, 1963

29. Ware, Timothy. The Orthodox Church. 2nd ed. London: Penguin Books, 1993

30. Wright, Tom. Christian Parenting. Grand Rapids: Zondervan, 2015

31. Constitution of Pakistan, Article 20 – Freedom to profess religion and to manage religious institutions.

32. Kamran, T. State, Religion, and Minorities in Pakistan. Heinrich Böll Foundation, 2017.

33. Lau, Martin. The Role of Islam in the Legal System of Pakistan. Leiden: Brill, 2006.

34. Malik, I. H. Religious Minorities in Pakistan. Minority Rights Group International, 2002.

35. Malik, Jamal. Colonialization of Islam: Dissolution of Traditional Institutions in Pakistan. New Delhi: Manohar, 1996.

36. Nazir, M. "Freedom of Religion and Belief in Pakistan: Challenges and Opportunities." Journal of Law and Society 52 (2021).

37. Qasmi, A. U., and Robb, M. Muslims against the Muslim League: Critiques of the Idea of Pakistan. Cambridge University Press, 2011.

38. Quraishi, Asifa. "Her Honor: An Islamic Critique of the Rape Laws of Pakistan from a Woman-Sensitive Perspective." Michigan Journal of International Law 18, no. 2 (1997).

39. Shahid, W. Christian Divorce Law in Pakistan: Issues and Reforms. Pakistan Journal of Legal Studies 5, no. 1 (2014).

40. Siddiqui, D. "Minority Representation and Lawmaking in Pakistan." Human Rights Review 11 (2010).

41. U.S. Commission on International Religious Freedom (USCIRF). Annual Report: Pakistan, 2020.

42. Yefet, Karin Carmit. "The Constitution and Minority Rights in Pakistan: A Legal Perspective." Journal of Asian Legal Studies 9, no. 1 (2020).

سوال نامے کا نمونہ

1. کیا آپ کے خاندان میں شادی کے موقع پر مسلم عائلی رسومات اپنائی جاتی ہیں؟

جواب:______________________________

____

____

____

____

2. کیا آپ کے خاندان میں والدین اور بچوں کے تعلقات پر مسلم عائلی نظام کے اثرات محسوس کیے گئے ہیں؟

جواب:______________________________

____

____

____

____

3. کیا آپ کے خاندان میں طلاق کے معاملات میں مسلم عائلی نظام کے اثرات محسوس کیے گئے ہیں؟ اگر محسوس کیے گئے ہیں، تو کس حد تک؟

جواب:______________________________

____

____

____

____

4. کیا آپ کے خاندان میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مسلم عائلی قوانین اپنائے جاتے ہیں؟

جواب:______________________________

____

____

____

____

5. کیا آپ کے خاندان میں دوسری شادی کے معاملات میں مسلم عائلی روایات کی پیروی کی جاتی ہے؟ اگر پیروی کی جاتی ہے، تو کس حد تک؟

جواب:

6. کیا آپ کے خیال میں مسیحی برادری نے مسلم عائلی نظام کی روایات کو کس حد تک اپنایا ہے؟

جواب: